

شعبہ پاکستان میں علماء اہلسنت کی بنیاد پر خدمات کا دستاویزی ثبوت



(ایک تاریخی دستاویز)

مولانا محمد جلال الدین قادری

عالمی دعوتِ اسلامیہ

۱۔ فصیح روڈ - اسلامیہ پارک لاہور ۷۵۴۰۰۳

مُدِخِ پاكِستان ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

جب میں علماء اہل سنت کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ تحریک جہاد کے بارے میں اب تک لکھا گیا ہے وہ سب یک طرفہ ہے۔ اس موقع پر میں نے پروفیسر شاہ فرید الحق سے رجوع کیا اور ان کے ذریعہ سے کچھ مواد حاصل کیا۔

تقریر ۱۔ مجلس مذاکرہ ۶ فروری ۱۹۸۵ء کراچی
بحوالہ اجنامہ فیضان، شمارہ مارچ ۱۹۸۵ء، صفحہ ۳



کتاب	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس
مرتب	محمد جلال الدین قادری (گجرات)
کتابت	سعید احمد
طابع	ملک محبوب الرسول قادری
ناشر	عالمی دعوت اسلامیہ
پروسیس	گیلان پریس 'ذوالقرنین ٹیمپلز' گنپت روڈ لاہور۔
صفحات	۳۳۸
طباعت بار اول	شوال المکرم ۱۳۹۸ھ 'ستمبر ۱۹۷۸ء
طباعت بار دوم	۱۳۶۶ھ '۱۹۹۶ء
بار سوم	ربیع الاول ۱۴۱۸ھ 'جولائی ۱۹۹۷ء
قیمت	

ملنے کے پتے

- عالمی دعوت اسلامیہ - ۱۔ فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور
- مکتبہ قادریہ 'ہامد نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز - گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ قادریہ - ۱۲، دربار مارکیٹ (نزد سٹا ہوٹل) لاہور۔

شہزادہ سعید الرشید محمد عباسی دلی عہد سابق ریاست بہاولپور پاکستان

میں پاکستان کے تاریخ اور ثقافتی تحقیق
کے کمیشن سے استعارہ کرتا ہوں کہ وہ بغیر پاک و
ہند کی تاریخ مرتب ہوتے وقت ان پاک بستیوں —
کی تحریک آزادی میں جدوجہد کا ذکر خیر، نصاب تعلیم میں
نمایاں طور پر پیش کریں تاکہ آنے والی نسلیں ان بزرگوں
کی تعلیمات سے پوری طرح مستفید ہو سکیں۔

بحوالہ سائنس سٹارٹ از حکیم محمد حسین بد
میں ۱۹۷۸ء ۸ جلد

کی داستان داخل مؤرخین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی اور انہوں نے اپنی تصانیف میں
اس داستان کا ذکر مختصر اچھی کیا ہے۔ مثلاً "تاریخ نظریہ پاکستان" میں شام بہان پوری
نے اور "تحریک پاکستان" میں پروفیسر شیخ محمد رفیق، پروفیسر سید مسعود جبار نقاری اور
پروفیسر شام احمد جباری نے۔

مجھے مدح ہونے کا قطعی دعویٰ نہیں اور نہ میں تحریک کا انداز رکھتا ہوں۔ ان تاریخ کا ایک
طالب علم ضرور ہوں اور سینہ میں اسلاف کی عظمت جاگزیں ہے۔ خطبات آئل انڈیا سنی
کانفرنس کی تدوین و ترتیب دراصل اس نا انصافی کے ازالے کی ایک کوشش ہے،
جو انہوں کی کوتاہی اور غیروں کی جانبداری کی وجہ سے "تاریخ" بن گئی، جس نے حتی الامکان کوشش
کی ہے کہ مختلف کتب تواریخ و سوانح مستند و ستارینات و قدیم و سائل و اشعارات سے مختصر
اور مؤثر مولا جٹ کر دیں۔

"آئل انڈیا سنی کانفرنس" کی مفصل اور مکمل تاریخ مرتب کرنے میں ایک عرصہ سے مصروف
ہوں یہ ایک طویل اور کمشن کام ہے۔ مواد کی کمی یا اس کی وسعت کام کی رفتار پر اثر انداز نہ
ہے۔ اس طویل عمل سے جہدہ برآ ہونے کے لئے ایک وقت دکھ رہا ہے لیکن حالات کی پکار مرید
مہلت دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس کے لئے یہ صورت نکالی کہ "آئل انڈیا سنی کانفرنس" کی تاریخ
مرتب ہونے تک اکابر اہل سنت کے وہ خطبات شائع کر دیئے جائیں جو مختلف اوقات میں سنی کانفرنس
کے اسٹیجوں پر پڑھے گئے۔ اس سے دو غرض نامہ ہوگا: متعصب اور معاندانہ کے لئے یہ خطبات گمازیانہ
عبرت ہوں گے اور حقیقت پسند کے لئے "باعث مسرت" آئل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی
مختلف سرگرمیوں کو جمع کرنے کے علاوہ یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ اس وقت تک تقریباً ایک
سو بیس اجلاسوں کی کاروائی دستیاب ہو چکی ہے، جو آئل انڈیا سنی کانفرنس کے زیر اہتمام برصغیر
کے گوشہ گوشہ میں منعقد ہوئے۔ آئل انڈیا سنی کانفرنس کے اس کثیر تعداد میں اجلاس — اس کی
ہم گیری پر دلالت کرتے ہیں۔ ان اجلاسوں سے حواضات مرتب ہونے والے انشاء اللہ العزیز آپ تمام
آئل انڈیا سنی کانفرنس میں ملاحظہ کریں گے۔

خطبات کی ترتیب و تدوین کا انحصار بہاولپوری اخباری کوششوں کا نتیجہ ہے مگر حقیقت

ہیں میرے متعدد کرم فرماؤں کے قعادوں اور حوصلہ افزائی کا مریخون منت ہے۔ اس سلسلہ میں
 کرمی حکیم محمد موسیٰ امرت سہری، صدر مرکزی مجلس رضا، لاہور کی دہشتناکی مجھے منزل مقصود تک
 لے آئی، ہواد کی فزاہی میں حکیم صاحب موصوف کی کوششیں سب سے زیادہ ہیں۔ اسی
 سلسلہ میں محترم پروفیسر محمد الوب قادری، ڈاکٹر محمد مسعود احمد مولانا الحاکم پیر غلام قادر اشرفی،
 مولانا غلام محمد سہروردی، مولانا محمد نادر دق درگاہی، گجراتی، جناب سید نور محمد قادری، محترمہ حکیم
 پروین آفت مانی شریف، جناب محمد صادق قصوری، مولانا مظفر اقبال رضوی، مولانا غلام محمد
 ہوز مولانا حافظ محمد عبدالحکیم قادری (مذمت گنج، لنگر ویش) کا تعاون بہت اہم ہے۔ عزیز الکرام
 مفتی محمد عظیم الدین، مولانا محمد عالم نقشبندی، مولانا صاحبزادہ محمد حبیب اللہ نعیمی، جناب محمد رفیع
 خاں، مولانا غلام محمد نعیمی الدین اور جناب مختار احمد منہاس کے مفید مشورے میرے لئے مفید ثابت
 ہوئے، اور اس سلسلے میں عزیز فیاض اقبال نیازی کا تعاون بھی ایک نادر واقعہ بلکہ مثال ہے۔ بلا
 ارادہ، مرکزی مجلس رضا کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اہل سنت کے فاضل نورانیوں
 کو تالیف و تصنیف کے میدان میں کھڑا کرنے کا سہرا اس فعال ادارے کے سرسندھ ہے۔
 میں اپنے تمام کرم فرماؤں کے پرنٹوں میں جذبات کے لئے شکر کے رسمی الفاظ میں ادا کرنے کی
 جماعت بھی نہیں کر سکتا، رب العزت کی ہر گاہ عالیہ میں دعا ہے کہ ان کی مساعی جلد قبول فرمائے۔ آمین!
 اس کتاب میں شامل مواد زیادہ تر "دیدہ سکندری" نام پورے دیا گیا ہے۔ اس پرچہ کو تحریک
 پاکستان کے دور میں خصوصی اہمیت حاصل تھی یہی سبب کہ اس کی نقل خدمات سے متاثر ہر
 مولانا مظفر علی خاں صاحب نے یہ شعر کہا تھا۔

جس نے سکھائی ہے ہمیں رسم و رواج قلندری

ہے وہ صیفہ میں دیدہ سکندری

محمد جلال الدین قادری عفی عنہ

سرلئے عالم گیر

یوم شہان ۱۳۹۵ھ، جولائی ۱۹۸۷ء

سالہ دیدہ سکندری، شہدہ ۱۴ اپریل ۱۹۸۷ء

پاکستان اور سنی علماء و مشائخ

یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے کہ برصغیر کی مسلم آبادی کا اتنی فیصد اہل سنت و جماعت
 پر مشتمل ہے اور جب کہیں بھی اسلام کے خلافت سازش کی گئی، سنی علماء و مشائخ نے
 اس کا مقابلہ اپنا ذہنی فریضہ سمجھا۔ سن ستاون کی جنگ آزادی شروع سے آخر تک
 علماء و مشائخ کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ اس جنگ میں علماء و مشائخ اہل سنت کے
 فتویٰ جہاد نے وہ کام کیا، جو بڑی بڑی عسکری قوتوں سے ناممکن تھا، اسیر جزیرہ اٹلی میں
 مولانا افضل حق خیر آبادی، مفتی عثمانیت احمد کاکوری، مولانا کدایت علی کافی شہید
 مراد آبادی، مولانا سید احمد اللہ شہید مداسی، مولانا فیض احمد عثمانی، مولانا ویاں علی الدین
 مراد آبادی، مولانا رسول بخش کاکوری، مفتی صدر الدین دہلوی، علیہم الرحمۃ والرضوان اور
 ان کے احباب و تلامذہ اکابر سنی علماء نے رہائیدین فرنگی سامراج سے مکمل لئے اسلام
 کے تحفظ کے لئے جہان مغرب کی بازی لگا کر شمع حریت کو ابدی تابانی بخشی۔

اور انگریز کے خلاف "سب سے پہلی تحریک آزادی" کا سنگ بنیاد رکھا، جو تاریخ میں
 ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے۔ آزادی کی یہ جنگ سنی علماء و مشائخ

کے جذبات اسلامی اور خدمت دینی کا ایک روشن باب ہے۔ بعد میں رونما ہونے والی
 تمام تحریکات کو اسی تحریک آزادی کے سلسلہ کی کرہاں اور جذبہ حریت کے اس عظیم پیار

لی روشنی کی کرنیں کہا جائے گا۔

بنا کر دند خوش رہے سبھاگ و خون غلطیدن

ندارد صحت کندایں عاشقان پاک طینت را

ہفت روزہ "اقدام" لاہور نے سنی علماء و مشائخ کی جاننازی کا یوں مترادف

کیا ہے۔

• شاطران فرنگ نے جب مسلمانوں کے آخری ہانباز مجاہد سلطان ٹیپو

شہید علیہ الرحمۃ کو اپنے راستے سے ہٹایا تو اب علماء نے بریلی (سنی علماء) کے

جانباز مجاہدین کے سوا ان کی مزاحمت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اس کے علاوہ

دیوبند انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ سہ

فرنگی سامراج کے خلاف سنی علماء کی یہ تحریک غیر منظم ہونے کے باعث کامیابی

سے محکوم ہو سکی۔ انگریزوں نے بظاہر تحریک آزادی کو کچل دیا۔ مگر وہ مسلمانوں کے دلوں

سے جذبہ حسرت کو نہ نکال سکے۔ جسم پر قبضہ ممکن ہے مگر دلوں کو غلامی کی زنجیروں میں

جھکوانا ان کے بس کا رنگ نہ تھا۔ اسی حقیقت کو مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمۃ نے یوں بیان

فرمایا ہے:

"سخت سے سخت گیر حکمران بھی ایسی زنجیریں تلاش نہیں کر

سکے جن سے ذہنوں کو جھکوا جاسکے۔" سہ

ریٹس الاجرار مولانا حسرت موہانی نے سفید سامراج کی قید و بند کی صعوبتوں میں

رہتے ہوئے یہ نعرہ حق بلند کیا۔

سہ ہفت روزہ اقدام لاہور ۲۶ مئی ۱۹۶۳ء

سہ ماہنامہ نیا سہ ماہ لاہور ۲ جولائی ۱۹۶۶ء

"میں برطانوی استبداد کو گھاس کے چند ٹکڑوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔"

تعب اور عینا کی بنا پر سنی علماء کو ————— جنہیں بدعتی و قرعہ جوئے، مینا اور

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انگریز کابینٹ اور شاہ دار کہا گیا۔ نے ہمیشہ انگریز کی

مخالفیت میں پہل کی۔ مشہور نقاد و صحافی شوکت صدیقی لکھتے ہیں:

دورانِ اقامت (انگریز شاہان ۱۸۵۶ء-۱۸۵۷ء) کے بارے میں دو باتیں

کا یہ الزام کردہ انگریزوں کے پروردہ یا انگریز پرست تھے نہایت گہرا لگتی

اور شرمناک ہے۔

وہ انگریزوں اور ان کی حکومت کے اس قدر کٹھن دشمن تھے کہ لغات

پر ہمیشہ ان ٹکٹ لگاتے تھے اور بر ملا کہتے تھے کہ "میں نے جلد چہنم

کا سر نچا کر دیا۔" انہوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا۔

مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کبھی عدالت میں حاضری نہیں دی۔

ایک بار انہیں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں طلب بھی کیا گیا۔

مگر انہوں نے تو، بین عدالت کے باوجود حاضری نہ دی۔ اور یہ کہہ کر نہ دی

کہ وہیں انگریز کی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل و

انصاف اور عدالت کو کیسے تسلیم کر لوں، کہتے ہیں کہ انہیں گرفتار کر کے

حاضر عدالت ہونے کے احکامات جاری کئے گئے۔ بات اتنی برہمی کہ معاملہ

پولیس سے گزر کر فوج تک پہنچا، مگر ان کے جانشین ہزاروں کی تعداد میں

سر سے کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ آخر عدالت

سہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳۱ مئی ۱۹۶۶ء

یہ ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ مولانا
احمد رضا بریلوی نے سن ۱۸۹۰ء میں "توحید و توحیدی نظریہ" کا جو تصور پیش کیا، وہ ہندو مسلم اتحاد
کے بظان پر ایک عظیم تاریخی دستاویز ہے۔ اسی موقف کی روشنی میں مولانا سید نعیم الدین
مراد آبادی، علامہ اقبال اور قائد اعظم کے لئے ایک اسلامی ریاست کا مطالبہ کرنے
کی راہ چھوڑ دی گئی۔ پاکستان کے قیام اور دوحوی نظریہ کی اشاعت کے لئے سواد اعظم اہل
دین کے علماء و مشائخ اور عام مسلمانوں نے جان کی بازی لگا دی۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "پاکستان" صرف مسلم لیگ نے بنایا، مگر یہ بات فدا

سہ پر صغیر کی آواز کے لئے جمیعت العلماء ہند کے اکابر نے بھی اگر نیروں کی
مخالفت کی۔ مگر ان کے نزدیک حاصل ہونے والی آزاد حکومت، اسلامی
حکومت نہ تھی، بلکہ لادینی ریاست (سیکولر اسٹیٹ) بنانا مقصود تھی۔ صدر
مدرس و براہ علوم دیوبند، استاذ العلماء مولوی حسین احمد صاحب اپنی کتاب
نقش حیات ج ۲، ص ۱۸ پر لکھتے ہیں :-

دوسید صاحب (سید احمد بریلوی) کا اصل مقصد چونکہ ہندوستان
سے انگریزی تسلط و اقتدار کا قلع تار کاٹنا تھا جس کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں
ہی پریشان تھے اس بنا پر آپ نے اپنے ساتھ ہندوؤں کو بھی شرکت کی دعوت
دی اور اس میں صاف صاف انہیں بتا دیا کہ آپ کا واحد مقصد ملک سے پردہ ملی
لوگوں کا اقتدار ختم کر دینا ہے، اس کے بعد حکومت کس کی ہوگی؟ اس سے آپ کو
عزنی نہیں ہے، جو لوگ حکومت کے اہل ہوں گے، ہندو ہوں یا مسلمان یا دونوں
وہ حکومت کریں گے؟

آزاد ریاست کا یہ مفہوم "آزاد اسلامی ریاست" کے تصور سے کتنا دور ہے، یہاں

تفصیل طلب ہے۔ اس کے لئے ہمیں ۱۹۴۷ء میں منظور کی جانے والی قرارداد
اور قرارداد لاہور، جسے بعد میں قرارداد پاکستان کا نام ملا، پر غور کرنا ہوگا، قرارداد کے
پہلے کے حالات اور بعد کے واقعات کا تجزیہ کرنا ہوگا۔

تاریخ اس امر کی شہادت پیش کرتی ہے کہ مسلمانوں کی کوئی تحریک اس وقت تک
کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ اپنے اندر آفاقیت پیدا کر سکتی ہے جب تک اسے مذہبی
دہنوں کی تائید حاصل نہ ہو۔ "خوارج" کی ابتدا سے لے کر "امدادیائیت" کی صورت
میں ختم ہوتے کے انکار تک، تمام واقعات اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے موجود ہیں اس طرح کوئی
قرارداد یا مخصوص جب کہ وہ سیاست سے متعلق ہو، برسوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہوتی ہے قرارداد
کے پس منظر میں یہ شمار واقعات اس کے محرکات ہوتے ہیں، انہیں محرکات
کے باعث نظریات قائم ہوتے ہیں، یہی نظریات، مطالبات کی شکل اختیار لیتے ہیں،
اگر نظریات میں صداقت ہو اور مطالبات میں جان ہو تو وہی نظریات اور مطالبات
"تحریک" کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور مذہبی تائید اس تحریک کو منزل مقصود تک
پہنچا دیتی ہے۔ صرف نظریہ کی بنیاد پر منزل کا حصول، روئے کی بڑ معلوم ہوتی ہے۔ مگر
صدق و اخلاص اور ثبات و استقلال کی برکت سے یہی خواب جب تبیر کی صورت اختیار
کر لیتے تو ہر کس و نا کس اس کا ہمنوا بن جاتا ہے۔

ابتدائی طور پر نظریہ پیش کرنا اسی صورت میں ممکن ہوتا ہے جب ماحول کے حالات
کا صحیح تجزیہ کے ساتھ ساتھ برسوں بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات پر بھی گہری
نظر ہو۔ عرف عام میں یہی چیز "دراست" کہلاتی ہے۔ یہی فراست
جب ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتی ہے اور انوار ربانی سے ہدایت لیتی ہے تو حقیقت
کی آفتاب کشائی ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تَقْوَا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بَنُورِ اللَّهِ

اسی فراست ایمانی کی بدولت اہل سنت کے عظیم رہنما، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ۱۸۹۷ء میں اور اس کے بعد ایک سوال کے جواب میں ۱۹۲۰ء میں جو کچھ فرمایا، وہی دو قومی نظریہ کی بنیاد بنا۔ آپ نے مسلمانوں کو ہندو اور انگریز کی غریب کاریوں سے بد وقت متنبہ کیا، ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:-

”فاضل بریلوی نے حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۲۳ء تا ۱۵۷۲ء) کے مسک کی پریکٹ کر کے ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۶ء میں دو قومی نظریہ کی واضح بنیل ڈالی جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اسی سال فاضل بریلوی رحلت فرما گئے لیکن وہ اپنے ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے جس نے اس مشن کو آگے بڑھایا چنانچہ آپ کی ننگی ہڈی میں ان حضرات نے اپنا کام شروع کر دیا۔“.....“

دو قومی نظریہ کا تصور ۱۹۲۰ء میں ہی پختہ ہو چکا تھا اور کانگریسی وشنی علماء کے درمیان نزاع بحث رہتا تھا، اس تاریخی حقیقت کا تجزیہ کہتے ہوئے جناب خالد لطیف لکھا: اپنی کتاب ”مہجور آوازیں“ میں لکھتے ہیں:-

”دو قومی نظریہ“ جس پر بڑے بحث مباحثے ہوتے رہتے ہیں، ان انڈیا مسلم لیگ باقی انڈیا مسلم کانفرنس یا دیوبند یا بامسملیہ کی تخلیق نہیں تھا، تاریخ کا نام ہے کہ اس نظریہ کا معنیف ذوالفہم علی جیلو تھے اور علامہ اقبال۔

دو قومی نظریہ تو ۱۹۲۰ء میں ایک مشہور اور مسلم نظریہ بن چکا تھا اس وقت جب جمہور کانگریس کے رہنما اہل مغربی تائید و تہندہ مسلم اتحاد کے سیر ستھے یا مہجور آوازیں، مطبوعہ لاہور ۱۳۷۱ھ، ص ۱۰، صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴

کے دلوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر فانی محبت کا رشتہ ٹاکر غیر اسلامی عقائد کی تحم ریزی تھی۔ یہ کا نامہ اعلیٰ حضرت نے نہایت نامساعد حالات میں انجام دیا۔ اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت ملت اسلامیہ کے عظیم عمن تھے؟
جناب! جس کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمات کا اعتراف اب ہر غیر جانبدار مؤرخ کر رہا ہے۔ اعتراف حقیقت کے ان بیانات میں مشہور مؤرخ اور کالم نگار (نوائے وقت) جناب میاں عبدالرشید صاحب کا بیان خصوصی توجہ کا مستحق ہے، وہ لکھتے ہیں:-

When the Pakistan Resolution was passed in 1940, the efforts of Hazrat Barelvi bore fruit and all his adherents and followers, including Ulama and spiritual leaders, rose as one man to support the Pakistan movement. Thus, the contribution of Hazrat Barelvi towards Pakistan is not less than that of Allama Iqbal and Quaid-i-Azam.....

ترجمہ:- سلسلہ میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو حضرت بریلوی کی کوششیں بار آور ہوئیں اور علماء کرام و پیران عظام سمیت، آپ کے پیروکار اور متوسلین جند واحد بن کر تحریک پاکستان کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس طرح قیام پاکستان کے سلسلہ میں حضرت بریلوی کا حصہ علامہ اقبال اور قائد اعظم سے کسی طرح کم نہیں۔

سلسلہ روزنامہ نوائے وقت، ۱۰ جون ۱۹۷۷ء

Islam in Free Pakistan, Sahibul-Ilm, Lahore-1977
Page: 67

۲۵
دو قومی نظریہ کے داعی کی حیثیت سے امام احمد رضا بریلوی کے انکار و نظریات سے اکابر متاثر ہوئے۔ اثر اندازی کی اس حقیقت کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس طرح بیان کیا ہے:-

”پاک و ہند کے عظیم مفکر اور شاعر علامہ اقبال نے، جو پہلے ایک قومی نظریہ کے مؤید تھے اور بعد میں اس کے سخت مخالف ہو گئے تھے، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ و فتویہ کا عمیق مطالعہ فرمایا تھا اس لئے ظن غالب ہے کہ علامہ کے انکار و خیالات میں ان دونوں یا خذ نے ایک انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے؟“

اس مختصر منظر کی روشنی میں یہ بات تاریخی حقیقت بن کر ابھرتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے بعد دو قومی نظریہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے پیش کیا، یہی نظریہ قیام پاکستان کی اساس بنا۔ علامہ اقبال نے قیام پاکستان کا مطالبہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں کیا، لیکن اس سے تقریباً چھ برس قبل اوائل ۱۹۲۵ء میں اسی مزورت کا احاس ”آل انڈیائی کانفرنس“ مراد آباد کے اجلاس میں علماء و مشائخ نے دلایا۔ حضرت ید محمد محدث کچھوچھوی ۴۳ھ نے ۱۹۲۳ء میں آل انڈیائی کانفرنس بنارس کے موقع پر فرمایا:-
”دنیا نے بڑی تلاش کے بعد اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو آج بتیے کہ اس پیغام کے لئے قدرت نے مجدد عالم کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا، وہ ہماری آل انڈیائی کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور بانی بہار ہے

سلسلہ فاضل بریلوی اور ترک مولا، ص ۲۹

صدر الاناضل لکھنؤ والی کے مقبول و برگزیدہ خاتہ گرامی ہے: سہ
حضرت سید محمد علی علیہ الرحمہ نے صدر الاناضل مولانا محمد نعیم الدین
مراد آبادی (م ۱۹۳۵ء) کی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر تقسیم ہند کی جس تجویز کا ذکر کیا ہے
۱۹۳۲ء میں بمبئی میں ہندوؤں کے ایک محلوں اور ہندوؤں میں محدود ہونے کی خبر
پر آپ کی طرف سے تقسیم ہند کی تجویز غالباً اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو آپ کی
سیاسی بصیرت کا ثمرہ برآء ثبوت ہے۔ آپ نے تقسیم ملک — بلکہ مطالبہ
تقسیم سے پہلے جو کچھ فرمایا، وہ کتنا صحیح تھا۔ آپ نے فرمایا:۔

”دو بمبئی کے ہندو کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکانیں مسلمان محلوں
سے ہٹا کر ہندو محلوں میں لے جائیں۔ ہندوؤں کے یہ افعال، یہ تجویزیں، یہ
طرز عمل اتحاد کے ذریعہ منافی نہیں لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے
دشمن قرار دیئے جائیں۔ یہ کھلی نا انصافی ہے جب ہندو اپنی حفاظت
امی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے محلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے
حدود و عیدہ کر لیں تو مسلمانوں کو یقیناً ان کے محلوں میں جانے اور ان کے
ساتھ کا دوبار رکھنے سے احتیاط رکھنا چاہئے۔ دونوں اپنے اپنے حدود
بندہ لگانہ قرار دیں اور ایسی کھینچ پھینچ کر سیاسی مباحث کو طے کر لیں، یعنی
ہندوستان میں ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تاکہ
بارہی تضادم کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے، ہر علاقہ میں اُسی علاقہ والوں
کی حکومت ہو۔ مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں

سہ خطبہ ممدارت جمہوریہ اسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۹۳۵ء، ص ۱۳

مدیر ہندوستانی رائی پور ۱۴ جولائی ۱۹۳۶ء، ص ۵۵

کی۔ اب نہ مفلوط و جداگانہ انتخاب کی بحثیں درپیش ہوں گی نہ
کونسلوں میں نشستوں کی منازعت کا کوئی موقع رہے گا۔
ہر فریق اپنے حدود میں آرام کی زندگی گزار سکے گا۔ جب ہندو و ہندیت
نے بمبئی میں یہ گوارا کر لیا تو کیا وہ یہ ہے کہ جدید حکومت کا مسئلہ اس
اصول پر نہ طے کیا جائے: سہ

اگلے صفحہ پر ماہنامہ السواد ان اعظم، مراد آباد کے اس تاریخی شمارہ کے ایک صفحہ
کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

سہ ماہنامہ السواد ان اعظم مراد آباد شوال ۱۳۵۰ھ فروری ۱۹۳۲ء میں ۱۲ء

حضرت مولوی کی سیاسی بصیرت، سید نور محمد قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء، ص ۲۸

۱۷-۱۸ اور اتحاد کا شہر ہندوؤں کی بے نہایت سفائیوں سے ذرا بھی کم نہ ہونے پایا۔

سیاسی مقاصد جن کے لیے مسلمانوں کے خونوں کے سمندر بہا گیا تھا وہی خوش اسے گوارا تھا انہیں ہندوؤں سے اتحاد کی کہاٹک رعایت کی اور مسلمانوں کے حقوق کو کس فراخ ولی کے ساتھ تسلیم کیا یہ بقدر ظاہر ہے جس کے بیان کی حاجت نہیں ہر قوم حرقی چاہتی ہے اپنی آزادی چاہتی ہے اپنے اختیارات اور سائنس میں اضافہ چاہتی ہے اس کے لیے جنگ کرتی ہے جو عزیز کی کرتی ہو ملک کا برباد کرنا سائنس کا فاسد کرنا تجارتوں کا تباہ کرنا سب کچھ گوارا کرتی ہے مگر اپنے نفع کو نہیں چھوڑتی ہندوؤں کا بھی یہی طریقہ نظر ہے مگر وہ مسلمانوں کے لیے اپنے حفاظت حقوق کے بھی روادار نہیں اور جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اتنا تو اطمینان دلو کہ ہمارا مستقبل خطرات سے امین رہے گا تو اس پر ہندو قوم بڑھ جاتی ہے اور کسی طرح مسلمانوں کو ملٹن کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی اور حفاظت کی کوئی صورت نہیں جتنی مجلس ہوتی ہیں اور نہ کام نہ ہوتی ہیں کانفرنسیں ہوتی ہیں اور نتیجہ نہیں نکلتا تو اب وہ مزعوم اتحاد جس کا سیاسی حدود میں بھی نام و نشان نہیں ہے کہاں بستا ہے بیبی کی تانہ ہندو مسلم جنگ اس اتحاد کا شاہد ہیں اتحاد کا ثبوت بن سکتی ہو۔ اس اتحاد کے اتنے ہی سنے ہیں کہ ہندو جب چاہیں مسلمانوں کو قتل کر لیا کریں اور مسلمان یہ کہا کریں کہ ہم تو اتحاد کی وجہ سے زبان بھی نہیں ہلا سکتے تھے مارواٹھن ہمارا دوستی کا دم بھرا ہے تو اکت بھی نہ کریں گے مگر اس جنگ کے سلسلہ میں ایک سبق خوب ملا اس سے فائدہ اٹھایا جائے تو وہ عقدہ بآسانی حل ہو سکتا ہے جسکی تدابیر میں ملک کے بڑے بڑے مسلم اصحاب کے عاجز رہے وہ یہ کہ بیبی کے ہندو کو شمش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکانیں مسلمان محلوں سے ہٹا کر ہندو محلوں میں لجا دیں۔ ہندوؤں کے یہ افعال یہ تجویزیں یہ طرز عمل اتحاد کے ذریعے منافی نہیں لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے دشمن قرار دئے جائیں یہ کھلی نا انصافی ہے جب ہندو اپنی حفاظت اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے محلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے حدود علیحدہ کر لیں تو مسلمانوں کو یقیناً ان کے محلوں میں جانے اور ان کے ساتھ کاروبار رکھنے سے احتیاط رکھنا پڑے گا وہ تو ان کے اپنے حدود و حدود کا نہ قرار دیں اور اسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو طے کر لیں اپنی ہندوستان میں ملک کی تعمیر سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تاکہ باہمی اقتصاد کا اندیشہ اور فطرتاً ہی نہ رہے ہر علاقہ میں اسی علاقہ والوں کی حکومت ہو مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں کی اب نہ مخلوط و جداگانہ انتخاب کی بحثیں درپیش ہوں گی نہ کونسلوں میں نشستوں کی مناظرہ کا کوئی موقعہ رہے گا

یہ ہے درحقیقت نظریہ — نظریہ پاکستان — کے سفر کی مختصر داستان جو علامت اہل سنت کی کوششوں سے واضح ہو کر مقبول عام ہوا اور جس کی وجہ سے اکثر اکابر کے خیالات میں انقلاب رونما ہوا۔

قرار دیا کہ پاکستان بلاشبہ ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں منظور کی گئی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت مسلم لیگ میں کون لوگ تھے جن کی شمولیت اور تحریک سے ”مسلم لیگ“ اسم با اسمی اور جاندار سیاسی جماعت بن گئی۔

اس سوال کے جواب کے لئے حضرت سید محمد اشرفی محدث کچھوچھو کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:-

”مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہلے ۱۹۴۷ء کو لوگوں نے ”مسلم لیگ“ کا عہدہ

اس کو بنایا اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صرف ”سنی“ ہیں۔ پاکستان کے سنی

اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلس عاملہ

کے رکن حضرت سید شاہ زین العزت (امین العزت) صاحب سجادہ نشین مکی شریف

درمہد نے کھڑا کیا ہے۔ اگر ایک دم سارے سنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی

بچے جاوے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا۔ اس کا دفتر کہاں رہے گا اور اس کا جھنڈا اس کے

کس میں کون اٹھائے گا ان حقائق میں کیا اس دعوے کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان

صرف سنیوں کو بنانا ہے؟

سے ”مسلم لیگ“ کے متعلق قائد اعظم نے نومبر ۱۹۴۷ء میں پیر صاحب مکی شریف کو خط میں صاف صاف

کہا کہ اس بات کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ تلون سار جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی پاکستان

کے لئے ایسے قانون بنائے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہو اور یہی پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے۔

(انجیل صفحہ ۶۷)

امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلاپوری (م۔ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)
 مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ پوری (م۔ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)
 صدر ان ناض مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م۔ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) (مذہب اہل حق)
 رحمہم اللہ تعالیٰ اور

نقیہ ملت مولانا ابو البرکات سید محمد تارنوی (مذہب اہل حق)
 غزالی (مولانا سید محمد سعید کاشانی)

محسن ملت مولانا محمد برہان الحق عبدالباقی جیل پوری (مذہب امام احمد رضا پوری)
 مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نسبی زی
 مبلغ اسلام مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرپٹھی
 مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں پوری (ابن امام احمد رضا پوری)
 شیخ الاسلام پیر محمد عمر الدین سجادہ نشین سیال شریف
 صاحبزادہ سید محمود شاہ گہرائی وغیرہ مدظلہم الاقدس سہ
 تحریک پاکستان کے مجاہدین سنی علماء و مشائخ کی ملی و سیاسی خدمات کا اعتراف
 سہفت روزہ اقدام نے یوں کیا ہے:

حضرت پیر صاحب زکری، صاحبزادہ غلام نبی الدین صاحب
 گوداہ شریف، حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری مدظلہ علیہ
 حضرت پیر صاحب مالکی شریف، خواجہ نظام الدین صاحب تونسہ شریف
 وغیرہ نے جید و جد آزادی میں جو نمایاں خدمات انجام دیں، وہ روز روشن

سہ اکابر کی یہ نامکمل فہرست حروف تہجی کے لحاظ سے ہے، تحریک پاکستان کے سنی
 اکابر کی تفصیلی فہرست کا یہ مقام متعلق نہیں ہے، تاریخ آل انڈیائی کافرین (زیر ترقیت) میں ان اکابر
 کا ذکر مکمل حد تک کر دیا جائے گا۔

کی طرح واضح ہیں ان کے علاوہ مبلغ اسلام علامہ عبد العظیم صاحب قادری
 میرپٹھی نے مسلم لیگ کی طرف سے کئی ممالک کا دورہ کر کے پاکستان کی اہمیت
 دنیا پر واضح کی، اور سفیر اسلام مشہور ہوئے مولانا عبد الحمید بریلوی، مولانا
 ابو الحسنات مرحوم، مولانا محمد روضت صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد عبدالغفور
 ہزاروی، مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوئی نور مارا، مولانا محمد عارف
 اللہ صاحب میرپٹھی راولپنڈی نے ملک کا دورہ کر کے سونے ہوئے مسلمانوں
 کو بیدار کیا۔ یہاں تک کہ ان تمام مقتدر علماء نے کرام کا وفد کشمیر بھی گیا، اور
 محاذ کشمیر پر مجاہدین کو کافی خوراک بہم پہنچائی، مخدوم سید شوکت حسین بھلو
 نشین موسیٰ پاک شہید نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی
 میں حصہ لیا۔ سہ

اسلامی سلطنت — پاکستان، کے قیام میں ان سنی علماء و مشائخ کی کوششیں
 ناقابل فراموش ہیں پاکستان کے ساتھ ان کا تعلق عشق کی حد تک رہا، اور ایسا ہونا ایک فطری
 امر تھا، کیونکہ اس گمراہی اور اسلام کی کس مہر سی کے عالم میں قیام پاکستان کو وہ ایسا شرعی فریضہ
 سمجھتے تھے، سنی علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان کے دوران پاکستان کی حمایت میں اسی
 رعیت کے شرعی فرائض جاری کئے، جن نوعیت کے فتاویٰ عبادات، معاملات، جائز و
 ناجائز احوال و عوام میں جاری کرتے ہیں، حالانکہ اس دور میں اسلامی ممالک کے قیام کی
 حمایت تو درکنار لفظ پاکستان بھی ناقابل برداشت تھا، پاکستان سے عداوت میں کانگریسی،
 اہلوری، جمہیت العلماء نے ہندو غیر جماعتوں کے علماء ہندوؤں کے ہم نوا تھے۔
 مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر مختصر پاکستان کی حمایت میں سنی علماء و مشائخ

سہ ہفت روزہ اقدام لاہور، ۱۶ مئی ۱۹۶۶ء کو جلاپوری مدظلہ علیہ اور پیر صاحب شریف

کے سرکاری فتاویٰ کی چند جھلکیاں دکھا دی جائیں۔
امیر ملت پر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری صدر آل انڈیا سنی کانفرنس
نے فرمایا۔

”..... اس بنیاد پر فقیر جمیع مسلمان ہندوستان میں کرتا ہے کہ جس طرح
فقیر نے شملہ کانفرنس کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ ہی مسلمان ہند
کی واحد سیاسی جماعت ہے۔ اب چونکہ جدید انتخابات ہوتے رہے ہیں۔
اس موقع پر جیسا کہ قائد اعظم محمد علی جناح صاحب نے مسلمانان
ہند سے اپیل کی ہے کہ ہر ایک مسلمان کو مسلم لیگ کے امیدوار کو
ووٹ دینا چاہئے، اور اپنی حیثیت سے زیادہ

چند دینا چاہئے۔ فقیر بحیثیت امیر ملت قائد اعظم مسٹر محمد علی
جناح کے اس اپیل کی پُر زور تائید کرتا ہے۔ اور جمیع مسلمانان ہند سے
عموماً اور اپنے یارانِ طریقت سے خصوصاً جو لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان
کے گوشہ گوشہ میں ہیں، کہ پُر زور اپیل کرتا ہے کہ اس موقع پر ہر طرح سے
مسلم لیگ کی امداد کریں اور میرے متوسلین انشاء اللہ تعالیٰ مسلم لیگ
کی امداد کرنے میں آگے بڑھیں گے۔“

محدث علی پوری کا ایک اور بیان ملاحظہ ہو۔ یہ بیان اس وقت کا ہے جب
کہ مسلم لیگ نے ابھی تک ”قرار داد لاہور“ پاس نہیں کی تھی۔ یالیوں کہہ لیجئے کہ ابھی
تک پاکستان مسلم لیگ کا نصب العین نہ تھا۔ کانگریسی وزارت کے خاتمہ پر

سہ ہفت روزہ الفیقہ امیرسر پور، اکتوبر ۱۹۴۵ء، ص ۱۱۔

انجمن دہلی سکندری رامپور ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء، ص ۱۳

قائد اعظم کی اپیل پر پورے ملک میں یوم نجات منایا گیا، مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۶ء کو علی پور
سیدان، ضلع سیالکوٹ میں ”یوم نجات“ کی تقریب میں آپ نے فرمایا:

”دو جھنڈے ہیں۔ ایک اسلام کا، دوسرا کفر کا۔ مسلمانو! تم کس جھنڈے کے نیچے
کھڑے ہو گے؟ سب نے باوازنہند کہا کہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے! پھر
— ارشاد فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے، ان
میں سے اگر کوئی مر جائے گا تو کیا تم اس کے جنازے کی نماز پڑھو گے؟
سب نے انکار کیا۔ پھر — دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمانوں کے
قبرستان میں اس کو دفن کرو گے؟ سب نے قرار کیا کہ نہیں ہرگز نہیں! پھر
— ارشاد فرمایا کہ اس وقت سیاسی میدان میں اسلامی جھنڈا
مسلم لیگ کا ہے۔ ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ اور سب
مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہئے۔“

مذکورہ بالا خبر کو مکر پڑھئے۔ اور حضرت امیر ملت کی سیاسی بصیرت و نظریہ پاکستان
سے وابستگی کے اظہار میں جرأت مندانہ اقدام کا اعتراف کیجئے۔ اللہ اللہ! ”دو قومی نظریہ“
کی اس سے بڑھ کر سادہ و بہترین تشریح اور کس طرح ممکن ہے۔

اپنی ملت و جماعت کے ترجمان، آل انڈیا سنی کانفرنس کے بانی اور ناظم اعلیٰ
مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے مسلم لیگ کی حمایت میں اعلان فرمایا:

”مسلمانوں کو اپنے قیمتی ووٹ کانگریس کو دینا حرام ہے۔ اور اسرار
خاکبرہ، یونیونسٹ و غیرہ بھی مسلمان اکثریت سے کٹ کر گاندھی ہندو کے
زر خرید غلام ہیں۔ انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے۔ مسلمانوں

سہ ہفت روزہ الفیقہ امیرسر پور، جنوری ۱۹۴۷ء، ص ۸

کے دوث حاصل کرنے کا حق صرف اسی سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ہے جو کونسلوں میں جا کر مسلمانوں کے جائز حقوق کی نگہداشت کریں اور احکام شریعت کے مطابق جدوجہد کریں۔

جنگ آزادی میں مسلم لیگ کی حمایت میں حضرت دیوان سیدال رسول علی خاں زریب آستانہ عالیہ امیر شریف کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے: ”مسلم لیگ نے حصول پاکستان کے لئے انتخاب لڑنے کا اعلان کر دیا ہے، اس لئے ہر مسلمان دل و جان کے ساتھ مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“ حضرت پیر لاڈے حسین شاہ سجادہ نشین گھر گھر شریف (دکن) نے فرمایا: ”صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔“

حضرت خواجہ غلام سدید الدین سجادہ نشین تونسہ شریف نے ایک خصوصی اعلان میں فرمایا:

”مشریان باعفا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“ حضرت پیر صاحب سجادہ نشین دربار پاک تین، کا ارشاد ہے:

”مسلمانوں کے دوست کے حق دار صرف مسلم لیگ نمائندے ہیں۔“

حضرت مولانا خواجہ محمد قمر الدین صاحب، زریب آستانہ سیال شریف نے ارشاد فرمایا: ”ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“

سہ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، جلد ۲۸، شمارہ ۳۳، ۲۳ جون ۱۹۴۷ء، ص ۵

سہ اشتہار: ”حضرت مولانا نے کلام اعلان حق — صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو۔“

شائع کردہ: پنجاب مسلم لیگ

سے ایضاً، سے ایضاً، سے ایضاً

حضرت مولانا سید غلام محمدی الدین صاحب، سجادہ نشین گولڑہ شریف، کا ارشاد ہے:

”مسلمانو! اس معرکہ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“

حضرت پیر سید جماعت علی، محمدی، علی پوری نے ارشاد فرمایا:

”محمد علی جناح ہمارا بہترین ذیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی

واحد نمائندہ جماعت ہے۔“

حضرت پیر سید فضل شاہ، سجادہ نشین جلال پور شریف (جہلم) کا ارشاد ہے

”مسلمانو! وحدت امت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔“

مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے ایک اور اشتہار مطبوعہ رسول

طرہی پریس ڈیرہ اسماعیل خاں شائع ہوا جس میں تینیں جلیل القدر سنی مشائخ عظام

اور علمائے کرام نے حضرت پیر محمد عبداللطیف صاحب زکوٰۃ شریف و دیگر جلیل

مسلم لیگی امیدواروں کی پرزور حمایت کرتے ہوئے متفقہ طور پر فرمایا:

”مسب مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں

اور پاکستان کے قیام کے لئے اپنا خون پیش کر کے باعث خداوند

بجھیں کہ بغیر قیام پاکستان اس ملک میں باعزت زندگی محال ہے۔“

اس اشتہار میں پاکستان کی حمایت میں صرف تین دلچسپ مکتبہ فکر کے علماء اور

دواہل حدیث علماء کے نام تائیدی طور پر درج ہیں۔

اگلے صفحات پر مسلم لیگ کی طرف سے شائع شدہ مذکورہ بالا دونوں

اشتہارات کے عکس درج ہیں۔

سے ایضاً، سے ایضاً، سے ایضاً

حضرات صوفیائے کرام کا اعلان حق صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو

۱۔ حضرت جناب مقبول احمد صاحب قلعہ خلیفہ باگاہ عالیہ دہلی و حوت حضرت مجدد علیہ الرحمۃ شریف
نے تقریر فرمائی کہ مسلمانوں کی واحد جماعت مسلم لیگ ہے جس کا مقصد ہے کہ مسلمانوں کو اپنا حق و سزا مل سکے۔
۲۔ حضرت دیوان سید آل رسول علی خان مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف
کا بیان ہے کہ مسلم لیگ نے مسلمانوں کے لئے تمام باتوں کا حل دیا ہے جس سے مسلمانوں کی زندگی بچ سکتی ہے۔
۳۔ حضرت راجہ لعل بخش شاہ مدظلہ سجادہ نشین گجر گڑھ شریف دکن
نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۴۔ مولانا حافظ خواجہ غلام سدید الدین مدظلہ سجادہ نشین گجر گڑھ شریف
نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۵۔ حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پاکپٹن شریف
کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۶۔ مولانا حافظ شاہ محمد قمر الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین سیال شریف
کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۷۔ مولانا الحاج سید شاہ غلام علی الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین گجر گڑھ شریف
نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۸۔ سریدہ العارفين قدوة السائين حضرت پرست جماعت علی شاہ محدث علی پوری مدظلہ
نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۹۔ حضرت مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف
کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۱۰۔ حضرت مولانا حافظ قاری سید شاہد صاحب مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف
نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۱۱۔ حضرت سلطان محمد حسن اور سلطان العارفين بابو سلطان سجادہ نشین صاحب قلعہ
نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۱۲۔ حضرت عبدالرزاق شمس الکونینی کلانور درہنگ
نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۱۳۔ حضرت سجادہ نشین خاتقاہ میر فاضل شاہ صاحب گجر گڑھ شریف
نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔
۱۴۔ جناب پرید الدین صاحب سجادہ نشین گجر گڑھ شریف
نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔

۱۔ سجادہ نشین حضرت شاہ جیو ناعلیہ الرحمۃ صلح جنگ کا اعلان
۲۔ سجادہ نشین حضرت سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین گجر گڑھ شریف کا اعلان
۳۔ حضرت سید منظور احمد سجادہ نشین مکان شریف کا اعلان
۴۔ حضرت سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین گجر گڑھ شریف کا اعلان
۵۔ حضرت میاں علی محمد نفعی نظامی مدظلہ اعلیٰ جبرہ شریف سجادہ نشین گجر گڑھ شریف کا اعلان
۶۔ سجادہ نشین دربار غوثیہ صاحب جنگ گجر گڑھ شریف کا اعلان
۷۔ جناب حضرت پرست جماعت علی شاہ محدث علی پوری مدظلہ سجادہ نشین گجر گڑھ شریف کا اعلان
۸۔ سجادہ نشین چوہدری شریف صاحب مدظلہ سجادہ نشین گجر گڑھ شریف کا اعلان
۹۔ سجادہ نشین سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۰۔ سجادہ نشین مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۱۔ سجادہ نشین مولانا حافظ قاری سید شاہد صاحب مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۲۔ سجادہ نشین مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۳۔ سجادہ نشین مولانا حافظ قاری سید شاہد صاحب مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۴۔ سجادہ نشین مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۵۔ سجادہ نشین مولانا حافظ قاری سید شاہد صاحب مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۶۔ سجادہ نشین مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۷۔ سجادہ نشین مولانا حافظ قاری سید شاہد صاحب مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۸۔ سجادہ نشین مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۱۹۔ سجادہ نشین مولانا حافظ قاری سید شاہد صاحب مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان
۲۰۔ سجادہ نشین مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا اعلان

واللہ اعلم

جناب محمد حنیف شاہ مشائخ عظام کی تحریک پاکستان میں خدمات کا اعتراف
ان الفاظ میں کرتے ہیں:-

۱۹۰۲ء اکتوبر ۱۹۴۵ء تک جب صوبہ سرحد اور پنجاب کے پیروں،
سجادہ نشینوں صوفیوں اور روحانی پیشواؤں کا ایک اہم اجتماع پشاور
میں ہوا تو اس میں ایک تجویز منظور ہوئی جس میں مسلم لیگ سے
وفا داری اور قائد اعظم کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ سجادہ نشین
پیر مائلی شریف نے اس اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

”اس وقت مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی ضرورت ہے۔ ہر مسلمان
کو حصول پاکستان کے لئے پوری جدوجہد کرنی چاہئے، جہاں وہ عزت اور
آزادی سے رہ سکیں گے۔ حصول پاکستان کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو
سکتا کہ ہر مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہو کیونکہ صرف مسلم لیگ ہی
ایک ایسی جماعت ہے جو صرف اسلام اور مسلمانوں کی سرپرستی اور
آزادی کے لئے کوشاں ہے۔“

خواجہ حسن نظامی نے ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء کو مندرجہ ذیل بیان دیا:-

”حضرت پیر مہر علی شاہ کے سجادہ نشین پیر غلام محمد الدین نے اپنے
سب مریدوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“

۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو حضرت پیر عبدالرشید سجادہ نشین دوبارہ بولہ علی قلندر
پانی پت نے حسب ذیل بیان دیا:

”اسلام اور قائد اعظم، محمد حنیف شاہ مطہر لاہور ۱۹۴۵ء ص ۱۲۲

صفحہ ۱۲۳



تحریک پاکستان اور صوفیاء

حضرت مولانا ابوالحسن علی عثمانی مدظلہ العالی

”مسلک شیعہ کے لئے ایک نیا راستہ ہے۔ مسلمانوں کو اپنے آپ کو
پرسوں میں نہ لے کر بلکہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ
حضرت مولانا حسین شاہ سجادہ نشین کو گورکھ پور میں
صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔“

مولانا حافظ خواجہ غلام الدین مدظلہ العالی

”مسلک شیعہ کے لئے ایک نیا راستہ ہے۔ مسلمانوں کو اپنے آپ کو
پرسوں میں نہ لے کر بلکہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ
حضرت مولانا حسین شاہ سجادہ نشین کو گورکھ پور میں
صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔“

حضرت مولانا ابوالحسن علی عثمانی مدظلہ العالی

”مسلک شیعہ کے لئے ایک نیا راستہ ہے۔ مسلمانوں کو اپنے آپ کو
پرسوں میں نہ لے کر بلکہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ
حضرت مولانا حسین شاہ سجادہ نشین کو گورکھ پور میں
صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔“

مولانا حافظ خواجہ غلام الدین مدظلہ العالی

”مسلک شیعہ کے لئے ایک نیا راستہ ہے۔ مسلمانوں کو اپنے آپ کو
پرسوں میں نہ لے کر بلکہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ
حضرت مولانا حسین شاہ سجادہ نشین کو گورکھ پور میں
صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔“

پنجاب مسلم لیگ

چاری شعبہ شراعت

۱۹۴۲ء کو جب دوبارہ قائد اعظم بریلی تشریف لائے تو شاندار طریقہ سے آپ کا استقبال ہوا وہ یادگار اور تاریخی تھا۔ دور دور سے لوگ قائد اعظم کے استقبال کے لئے بریلی آئے تھے۔ بریلی اسٹیشن سے آٹھ دس میل تک لوگ چاند تارہ بنی ہری ہری جھنڈیاں ہاتھوں میں لئے ریوس لائن کے دونوں جانب کھڑے تھے۔ بریلی اسٹیشن پر اپنے قائد کو دیکھنے کے لئے لوگ دیوار وار ٹوٹ پڑے۔ ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ غیر معمولی وزن کے باعث ریلوں کا آئرن پلی ٹوٹ گیا اور ریلوے اسٹیشن کا سارا نظام بگڑ گیا۔ رات کو ایک لاکھ کے مجمع میں قائد اعظم نے تقریر کرتے ہوئے اہل بریلی کا شکریہ ادا کیا۔ سہ

سوار اعظم اہل سنت کے اکابر مسلم لیگ کی واحد نامزدہ سیاسی حیثیت کے حامل تھے۔ سیاسی معاملات میں مسلم لیگ کی حمایت کو وہ اپنا فریضہ تصور فرماتے اور مسلمان ہند کے وسیع تر مفاد میں ہر نازک موڑ پر مسلم لیگ کی مکمل تائید و حمایت کر کے اس کے موقف کو مضبوط بناتے۔ اسی قسم کی ایک مثال ”شملہ کانفرنس“ کے موقع پر حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رحمان خان زبیب آستانہ عالیہ بریلی شریف کا دائرہ اس کے نام تارہ ہے جس میں آپ نے مسلم لیگ کے زاویہ نظر کی حمایت کی۔ حضرت مفتی اعظم کا تارہ روزنامہ ”انجام“ دہلی مؤرخہ ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء میں بھی شائع ہوا۔ سہ

مشہور نقاد و صحافی جناب شوکت صدیقی لکھتے ہیں:-

”مولانا مصطفیٰ اقبال نے ہمیشہ تحریک پاکستان کی مکمل حمایت کی۔“ سہ

ملہ برگل، مجددی گورنمنٹ اردو کالج کراچی، مطبوعہ سہولہ، مضمون ”بریلی و مال اور قائد اعظم“ ڈاکٹر شفیق بریلوی، ص ۲۸۷ تا ۲۸۲

سہ ہفت روزہ الفقیر امرت سرسہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۵ء، ص ۷

سہ ہفت روزہ الفیض کراچی ۱۴-۲۱ مئی ۱۹۴۵ء، ص ۱۱

مسلم لیگ کے موقف کی حمایت میں علمائے بریلی کا بیان اور حضرت مفتی اعظم ہند کے تاریخی خبر ہفت روزہ الفقیر امرت سرسہ میں بھی شائع ہوئی اس کا عکس علامہ فاضل

الفقیر امرتسر

۱۱ نومبر ۱۹۴۵ء

خیال کے وقت شملہ کانفرنس کے زمانہ میں وہ شملہ کو حضرت مولانا مولوی مصطفیٰ رضا صاحب مدظلہ سجادہ العالیہ، ریسو، بریلی کی جانب سے ایک کی تائید میں تشریف لائے تھے۔ جو ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء کے روزنامہ انجام دہلی میں شائع ہوا ہے۔ حضرت مولانا مولوی اس وقت بریلے جیت رہے تھے۔ تشریف لے گئے تھے۔ نیز شملہ کانفرنس کے بعد شملہ مولانا مولوی جیسے بڑے بڑوں کے عالیہ جلسہ میں مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے اس کی تائید و حمایت کرنے کا صاف طور سے اعلان کیا ہے اور انجام دہلی

نوٹ:- دائرہ اسے شملہ کانفرنس میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان مفاہمت کرانے کی خاطر ۵ جون ۱۹۴۵ء کو ایک کانفرنس طلب کی، جو ۱۱ جولائی ۱۹۴۵ء تک جاری رہی۔ مسلم لیگ کے اراکین اس امر کی یقین دہانی چاہتے تھے کہ دائرہ اس کے اراکین کو نسل میں مسلمان ارکان کی نامزدگی صرف مسلم لیگ ہی کرے مگر گاندھی کے مخالفانہ رویہ اور کانگریس کے متحدہ ہندوستان کے نظریہ کے باعث یہ شملہ کانفرنس کامیاب ہو گئی۔ قائد اعظم نے لاہور ریل کے منصوبہ کو نام نہاد ہندو زمین قرار دیا۔

”۱۴ جولائی کو شملہ سے قائد اعظم نے ایک بیان جاری کیا جس میں آپ نے شملہ کانفرنس کی ناکامی کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس موقع پر میں نئے ہزاروں مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے تاروں اور خطوط سے میری حوصلہ افزائی کی ہے۔“

(قائد اعظم کے ۲۷ سالہ ۲۷ مئی ۱۹۴۵ء)

اپنی مولوی حسین احمد نے اکتوبر ۱۹۲۸ء میں ایک فتوے میں مسلم لیگ میں
مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو "کافر اعظم" کا لقب دیا تھا۔ اس
اس فتویٰ پر مولانا شبیر احمد عثمانی نے "کافر اعظم" کا رد عمل (جو رسالہ پیغام) — نام لکھتے
کافرین کے آخری سرود پر شائع ہوا کا عکس، آئندہ صفحہ پر ملنا چاہیے۔

سے پیغام نام موثر نکل ہند جمعیت علماء اسلام، لکھنؤ، طبع ماشی بک ڈپلاہور، ص ۲۸
قائد کو بڑے ناموں سے یاد کرنے اور ان پر اتہام تراشی کرنے پر ہر موش منہ
نے اس کی مخالفت کی، علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا: "جب ایک جانب سے قائد اعظم کی جگہ
کافر اعظم اور ملعون و عیاد و غیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو لاکھوں اشخاص کے سینوں میں یہ لفظ تیر و نشتر
بن کر گتے ہیں۔۔۔۔۔۔"

(ایضاً۔ ص ۲۷، ۲۸)۔

نوٹ: یہ امر قابل ذکر ہے کہ "خطبات عثمانی" طبع نذر ستر لاہور (۱۹۶۲ء) میں
صفحہ ۸۲ پر قائد اعظم کو "کافر اعظم" کا خطاب دینے کا ذکر کرتے ہوئے مولوی حسین احمد کا نام حذف
کر کے اس کی جگہ ایک جلیل القدر عالم "کھدیا گیا ہے۔ (مرتب)

اسلام اور مستقبل قوم کے مقاصد کے سخت خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے
سوال کا فیصلہ بڑی حد تک ان انتخابات کے نتائج پر منحصر و موقوف ہے۔
دستخط: ظفر احمد عثمانی، مولوی صدر اہل اسلام

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کا مدلل و مسکت جواب۔ مولانا
حسین احمد صاحب کا بے بنیاد و بے لیل فتویٰ۔ نئی دہلی، لکھنؤ
۱۹۲۹ء۔ مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں قانونی شرکت کو حرام قرار دیا اور
قائد اعظم کو "کافر اعظم" کا لقب دیا جو حال میں فتویٰ دیا تھا اس کا مولانا شبیر احمد صاحب
عثمانی دیوبند نے اپنے مکتوب میں جو دہلی کے ایک بڑے نامہ میں شائع ہوا، حسبِ زیر

جواب دیا۔ مولانا موصوف نے مولانا حسین احمد صاحب کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ
و مسلم لیگ کی شرکت کو احکام شریعت کے خلاف قرار دیتی ہیں۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے
اسے کیا دلیل شرعی پیش کی ہے۔ جس کی عالم کے اتنا کھد و پیسے کہ اس چیز کا شرعاً کوئی حکم
نہیں ہے نہ نہایت ہی سادہ و سلیس ہے تو ان پر کہا جاتا ہے تو عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں
ہوتی۔ غلطیاں اور کوتاہیاں کس جماعت اور کس شخص سے نہیں ہوتیں۔ ہمارے بڑے بڑے مقدس
اور اہم ائمہ مسلمان بھی اس میں لگے ہیں لیکن یہ چیز اسکا سبب نہیں بن سکتی کہ اس میں شرکت ہی حرام ہے
اور انہیں اس سے فائدہ اور منافع اس کے مضار اور نقصانات سے زائد ہوں۔

مسلم قوم کی مستقل ہستی لیگ کے منقوی ہے۔ "یہی تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمام امور قطع نظر کے
اگر لیگ کے وجود کے ساتھ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اس کی غیر مخلوط صاف آواز ہر
آخر میں اور ہندوؤں کے نزدیک ہم کو اور تقویٰ کی مدت میں بدون بہت بڑا نقصان
آکھانہ ہائے ہندوستان کو اندر ایک تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف کر لیا، بلکہ دیکھ لیا کہ انگریزوں
کو مل جل جلک کے ہم معاملہ میں ایک ہی صوف میں دوش بدوش کھڑا کیا جائے گا۔
تو کیا یہ خطرہ شرعی اور سیاسی نقطہ نظر سے بچر ہے؟" "مہر و سکین حیدر آباد دکن
مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء

جمعیت علماء ہند کے ایک اور رہنما جناب مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی اپنے ایک قلمی دستخط شدہ فتویٰ میں علماء و مشائخ کی تحریک پاکستان کی کوششوں اور مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی تردید و مخالفت میں کہتے ہیں :-

"پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضرب ہے۔

کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اس کے بننے کی توقع۔۔۔۔۔"

اس قلمی فتویٰ پر جناب احمد سعید صاحب (ناظم جمعیت علماء ہند) اور جناب حبیب المسلمین صاحب نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔ مدرسہ امینیہ اسلامیہ کی ہر ریاضی صاف پر مبنی ہے، مذکورہ قلمی فتویٰ کا عکس بھی ملاحظہ ہوا۔

اس قلمی فتویٰ مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

نوٹ :- لاگرمیں کی حمایت میں فتویٰ دینے والے مفتی صاحب موصوف اس سے پہلے بھی ہندوؤں کی حمایت میں شدت سے تحریک کے ہائی شرع و اندک مسلمان قاتل کے جہنمی ہونے کا فتویٰ جاری کر چکے تھے

(ماہنامہ السوالا لاظم مراو آباد جلد ۳ شمارہ ۳۰ / ۳۰ / ۱۳۴۵ھ)

استغفار
کہا کرتے ہیں علماء دین و مفتیان شرعیتیں اس مسئلہ میں کہ
علمائے اسلام و مشائخ عظام کو موجود وقت میں اسمبلیوں کا ممبر بنکر جانا جائز ہے یا ناجائز
لیشرط جواز جو حلیمہ علیہ الرحمہ و فاداری ان سے لیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ کیا انگریزوں کا
عہد نامہ ہر دستخط کو دینے سے مطمئن ہو کہ سلام ہو کہ ہر دم لازم نہیں آتی؟
مسلم لیگیوں کا مطالبہ پاکستان درست ہے یا غلط؟ بینوا تو مبردا

الجواب
ہندستان میں حکومت کا سالہ بڑی نزاکت اختیار کر چکا ہے۔ اسلئے اس کے متعلق
احکام دنیا بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ عدل اور مشائخ اسمبلی میں
ممبر بنکر جانے کو بہتر ہے اسلئے جواز کا فتوہ دینا ہون
اسمبلی میں جس عہد نامے پر دستخط لے جاتے ہیں۔ اس میں اتباع شریعت کے پختہ عہد
کے ساتھ دستخط کے ہوا سکتے ہیں۔

پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضرب ہے۔ کیونکہ حقیقی
پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اس کے بننے کی توقع۔ جو پاکستان کو مانگنے والے
انگلتے ہیں وہ تمام ہندوستان سے اسلام کی شرکت شا کر ایک چھوٹے سے قطعین
محدود کر دیا ہے اور اس میں بھی مخالفت قوی پارٹی موجود ہے۔ اور اپنی جان
کے کرور و ن مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست و پا بنا کر چھوڑ دینا
یہ صوبہ معز اور یقیناً مضرب ہے۔

محمد کفایت اللہ کان دہلی



حضرت مفتی محمد کفایت اللہ دہلی
دارالافتاء مدرسہ امینیہ دہلی
نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی
نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے "اعراض النفرس" علی پور میں ڈنکے کی چوٹ کہا تھا۔
 (پاکستان کا مطالبہ کرنے والے) مسلم لیگ کے لیڈر بے عملوں کی
 ٹوٹی ہوئی جنس اپنی عاقبت میں یاد نہیں اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب
 کر رہے ہیں۔ اور وہ جس ملک کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں نکالتے ہیں۔
 امرودہ کے ایک جلسہ میں عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر کا ایک جملہ یہ بھی تھا:
 "جو لوگ مسلم لیگ کو ورثہ دیں گے، وہ سوز و گداز اور سوز کھانے والے ہیں؟ سہ
 ایک دوسرے موقع پر پسرورد میں تقریر کرتے ہوئے کہا:
 "اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے؟ سہ
 ابو الکلام آزاد نے مجلس احمدیہ اور دوسری مسلم لیگ مخالف جماعتوں سے اپیل
 کی کہ:

"وہ منظم ہو کر ایک وجود بن جائیں اور ڈٹ کر مسلم لیگ کا مقابلہ کریں گے
 اس اپیل پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور مورخ زمین احمد جعفری رقمطراز ہیں:-
 "اور بلاشبہ مولانا آزاد کی یہ اپیل کارگر ہوئی۔ اور خاکسار جمعیت علماء
 اور دیگر حامیوں نے مسلم لیگ کے خلاف ایک نماز بنایا۔ انہوں نے مسلم لیگ
 کے راستے میں کانٹے پھانے، پتھر پھینکے، چاقو اور خنجر سے وار کئے، جلسے
 و ہر ہم برپا کرنے کی کوشش کی، کانگریس نے اور کانگریس کے ان حلیوں نے کوئی

دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ مجلس احمدیہ کے داعیان خوش مقام اور
 علمائے شیوا بیان دوسرے پر نکل پڑے۔ مجھے یقینی کا وہ جلسہ یاد ہے جس میں
 مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور شورش کاشمیری کی خطابت نے رنگ بازہ
 دیا تھا۔ لیکن بڑی طرح سے، دیوبند کے طلبہ کی ایک جماعت مولانا حسین احمد
 مدنی مغفور کی سربراہی میں شہر شہر اور قریہ قریہ کا گشت کر رہی تھی۔ جہاں موقع
 ملتا مولانا آزاد بھی پرواز کے لیے تیار ہو پڑا کر پہنچ جاتے۔ عرض تفریق
 بین المسلمین اور تضعیف شریعت مومنین میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا
 گیا۔ احمدیہ و خاکسار میدان انتخاب میں زور بیاں اور قوت استدلال سے زیادہ
 دست و بازو کی طاقت کے بل پر اتر آئے، ہنگامہ آلودی کی، شورش اور برائی
 کے مقابلہ سے کئے۔ ان کا کوئی "عظیم الشان جلسہ" ایسا نہ ہوا جس میں مسلم لیگ
 کو اور قائد اعظم کو ایک ایک منہ سوسوگایا نہ دی گئی ہوں۔ قائد اعظم کی ذات
 پر گفتنی اور ناگفتنی الزامات نہ لگائے گئے ہوں۔ مسلم لیگ کی قیادت کے خلاف
 کفر و فسق کے فتوے نہ دیئے گئے ہوں؟ سہ

۱۹۴۹ء میں جناب ابوالاعلیٰ مودودی نے ارشاد فرمایا:
 "لیگ کے قائد اعظم سے بے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی
 ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو
 اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو؟ سہ

سہ ایضاً، ص ۱۶۷

سہ مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۲۰/ بحوالہ تحریک پاکستان اور شریعت
 علماء و چوہدری حبیب احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۵۹ء، ص ۶۰۸

سہ اخبار طوطا، ۲۷ دسمبر ۱۹۵۵ء کو الہ آباد میں منعقدہ جلسے مسلمانوں کو بحوالہ ۸ صفر ۱۳۸۸ھ
 سہ چغتائی، طغریٰ خان، ص ۱۴۵

سہ تاریخ نظر پاکستان، پیام شاہ پابندی مطبوعہ لاہور ۱۹۵۶ء، ص ۱۰۰

سہ آزادی ہند و ابوالکلام کی خود نوشت، ترجمہ زمین احمد جعفری مطبوعہ لاہور طبع پنجم، ص ۱۶۶

پر چار کرنے گئے جو ظاہر ہے کہ ان کے مالی تقاضے پوری کر سکتی تھی۔

مندرجہ بالا ناقابل تردید شواہد و حقائق کی روشنی میں یہ تاریخی حقیقت بالکل بے غبار ہو گئی کہ نظریہ پاکستان پیش کرنے والوں میں مشن علی و مشائخ سرگرمی سے رہیں۔ نظریہ کی وضاحت اور اسے حتمی شکل پہنچانے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کیں۔ لاہور میں منظور ہونے والی قرارداد پاکستان کی مشن علی و مشائخ نے کھل کر تائید کی، ہواد اعظم اہل سنت و جماعت کو مسلم لیگ کے قریب لانے کے لئے ٹھوس مسابلی کیں۔ تحریک پاکستان کی جنگ میں اہل سنت نے دسے دسے، قدمے، سنے، ہر طرح حصہ لیا۔ راہنمایان طریقت۔ مشائخ عظام اور بابائے شریعت۔ علمائے کرام نے پاکستان کی ضرورت پر شرعی فتاویٰ جاری کئے۔ انہی اکابر کی اہل پران کے زیر پرچہ تلوار و ہمتوں نے انتخابات (۱۹۴۷ء اور ۱۹۵۴ء) کے موقع پر مسلم لیگ کے امیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب بنایا۔ مالی امداد کی۔ جانی قربانیاں پیش کیں۔ سڑھیکہ۔ بے غرض ہرگز صرف "پاکستان" کے نیا کی خاطر وہ سب کچھ کیا، جو انسانی بس میں تھا۔ بالآخر ان کی غلغلہ دعاؤں اور بہ لوث جدوجہد سے تحریک پاکستان کامیابی سے پہنچا ہوئی۔ کانگریس عوامی ٹھک میں مل گئے، کانگریس، احراری، اور جمیعت علمائے ہند کے اکابر کے علی الرغم۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کی سب سے بڑی نمائندگی۔ پاکستان ایک زندہ حقیقت بن کر سامنے آگئی۔ والحمد للہ رب العالمین

۱۔ قائد اعظم کے ۲۲ سال، خواجہ رحمتی حیدر، ص ۳۰۳-۳۰۴

نوٹ ۲۔ تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں قائد اعظم میری تقریریں

اندر ایم۔ اے۔ ایچ اسفہانی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

تحریک پاکستان کی تاریخ سے متعلق حضرات کو بخوبی جانتے ہیں کہ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی مخالفت اور کانگریس کی ہمنوائی میں جمیعت العلماء ہند، احرار، خاکسار اور نیشنلسٹ اکابر نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، جماعت اسلامی نے اگرچہ کانگریس کی مخالفت بھی کی، مگر وہ مسلم لیگ کی حمایت سے۔ انتہائی ضرورت کے وقت بھی دست کش رہی۔

قیام پاکستان کے صرف تین سال بعد ہی جبکہ تحریک پاکستان کے کارکن اور علین شاہد ابھی بغض زندہ اور موجود ہیں یہ ممکنہ خیر و عوسے لئے جانے گئے ہیں کہ ۱۹۴۷ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کی کامیابی بھی "جمیعت العلماء ہند" کی جدوجہد کی مرہون منت ہے، حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب "قائد اعظم اور مسلم پریس" سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ماہیہ انتخاب (۱۹۴۷ء) کے سلسلہ میں مسلم لیگ کو جن حیلوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ مسرت ناز اور مسلم لیگ کے ناکامی پر نہیں بلکہ جمیعت العلماء ہند کے ان مجاہدین کی بدولت حاصل ہوئی ہے جو ملک کی خاطر اور استبدادی نظام کے خلاف مسلسل جہاد کرتے ہوئے قید و بند کی مصیبتیں جھیل چکے ہیں اور نازک سے نازک موقع پر انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اغیار کی نظروں میں ڈیل ہونے سے بچایا ہے۔"

لعل عجیب منطق اور استدلال کا کیا کہنا ہے

خود کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد

۲۲۔ ۱۹۴۵ء میں جبکہ مسلم لیگ کا مطالبہ پاکستان مسلمانان ہند کے دلوں کی دھڑکن

۱۔ قائد اعظم اور مسلم پریس (جلد اول)، پروفیسر احمد سعید مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، ص ۱۳۱

بن چکا تھا اور قیام پاکستان یقینی نظر آنے لگا تھا، جمعیت العلماء ہند سے منسلک بعض موقع شناس مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ مسلم لیگ کے اکابر بھی اس بات کے حق میں تھے کہ انتخابات کے موقع پر علماء دیوبند میں سے ہی ایک گروہ ایسا تیار کیا جائے جو مسلم لیگ کے موقف کی حمایت کرے اور وہ جمعیت العلماء ہند کا توڑ ہو۔ اس مقصد کے لئے علامہ شبیر احمد عثمانی، مولوی طاہر عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور چند دیگر علماء کے ذریعے ”جمعیت علماء اسلام“ کی بنیاد رکھی گئی جس کا پہلا اجلاس اکتوبر ۱۹۴۷ء میں علامہ صاحب حسن بنگالی کی دعوت پر ہوا۔ اس اجلاس میں علامہ عثمانی کو شرکت کی دعوت دی گئی، مآپ بیماری کی وجہ سے اس میں شریک نہ ہو سکے، بلکہ اپنی طرف سے ایک پیغام ارسال کیا۔ جناب ظفر احمد انصاری جو قائد ملت کے پرنسپل سیکرٹری رہے ہیں، نے اس حقیقت کا اعتراف یوں کیا ہے:

”۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء کو جب امرتسر میں جمعیت العلماء ہند کا پہلا اجلاس منعقد ہوا، اس میں دیگر علماء کے علاوہ علامہ شبیر احمد عثمانی بھی شریک ہوئے تھے۔ اس کے بعد جمعیت کے تقریباً ہر اجلاس میں آپ شریک ہوتے اور ملکی سیاسیات اور مجلس شوریٰ کی تجاویز میں حصہ لیتے رہے۔ یہ صورت حال ۱۹۵۹ء تک قائم رہی اور پھر سر محمد انوار الحسنی شریک کوئی سمجھتے ہیں۔“

”..... اس طرح علامہ عثمانی ۱۹۴۹ء سے لے کر ۱۹۵۹ء تک جمعیت العلماء ہند دہلی کے رکن رہے اور اس کی مجلس شوریٰ کے مؤثر ممبر رہے۔“

آگے چل کر آپ یوں کہتے ہیں:

”علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء ہند کے رکن رہے اور قومی تحریکات میں ہمیشہ آگے رہنے کی کوشش کی تحریک خلافت سے لے کر ۱۹۵۹ء تک جمعیت العلماء اور انگریزوں کو آپ کے تعاون کا فخر حاصل بنا۔ بہت سی کمیٹیوں میں صدارت کے فرائض انجام دیئے۔“

(خطبات عثمانی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۵۸-۵۹)

”اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کلکتہ میں جمعیت علماء اسلام قائم ہوئی، اس سلسلہ میں کلکتہ کے احباب نے پیش قدمی کی اور ہندوستان کے تمام علاقوں کے ان علماء کو باعانت مرکزی مسلم لیگ مجتمع کرنے کی کوشش کی گئی، جو لیگ کے حامی تھے۔ ۲۴-۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو محمد علی یارک کلکتہ میں علماء کی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ہندوستان کے مختلف صوبوں کے پانچ سو سے زیادہ علماء و مشائخ نے شرکت کی۔“

جمعیت علماء اسلام کے قیام۔ اس کی تشکیل اور نصب العین کے سلسلہ میں جرمی خلیق الزمان لکھتے ہیں:-

”جمعیت جنوری ۱۹۴۷ء میں کلکتہ میں بنی جس کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی ہوئے، اس کے قیام کا سربراہ ظفر احمد انصاری کے سرے جو کیشی آف ایکشن کے سیکرٹری تھے، دو برس سے کوشش کر رہے تھے کہ جمعیت العلماء ہند کا کوئی جذب پیدا کیا جاسکے، تاکہ دیوبند اور مسلمانوں پر اس کا اثر کسی طرح کم ہو۔ اس سلسلہ میں ظفر احمد انصاری نے مولانا طاہر عثمانی سے بار بار گفتگو کی یہاں تک کہ بالآخر مولانا طاہر عثمانی کی امداد سے مولانا شبیر احمد عثمانی کو جمعیت علماء اسلام کی صدارت کیلئے راضی کر لیا اور نواب اسماعیل خان صاحب نے بھی اس اقدام کو بہت پسند کیا چنانچہ سید طاہر سیکرٹری مسلم لیگ میرٹھ نے جمعیت علماء اسلام کا ایک اور طبقہ میرٹھ میں منعقد کیا جس میں میں جرمی خلیق الزمان، جی ایس کانفرنس میں شرکت کیلئے بلا گیا مولانا شبیر احمد عثمانی سے میری پہلی ملاقات یہیں نواب اسماعیل خان صاحب کے گھر پر ہوئی، اُس

سے چراغ راہ کراچی۔ نظریہ پاکستان، بروز ۲۳ جنوری ۱۹۴۷ء، تقریباً پاکستان اور علماء

شاہراہ پاکستان، مظہر کراچی ۱۹۷۲ء، ص ۷۰

آل انڈیا سنی کانفرنس

پس منظر — اور — مقاصد

میں منظم ہندوستان میں ہماری غفلتوں سے اغیار نے فائدہ اٹھایا۔ ہمارے تفرق و تشتت سے ایک طرف لڑکشی و شہرت پسندی کی ہوس بڑھی تو دوسری جانب توبہ اور ایمانیت کی بدولت پیروں، چکڑالوں اور منکرین حدیث وغیرہ نے سراٹھایا۔ کفار و مشرکین ہند کی کوششیں تھیں کہ تمام اسلامیین ہند کو ہندو بنادیا جائے یا انہیں ملک سے نکل باہر پھینکا جائے۔ انہوں نے ہر موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا چنانچہ —

- شہر کی شکل میں فتنہ ارتداد کی تحریک
- سنگٹھن کی صورت میں فتنہ ارتداد کی تبلیغ اور توسیع
- ہندو مسلم اختلاف کے بہانے ذبیحہ گاہ پر پابندی
- اذان کہنے پر فساد
- مساجد کا انہدام
- کتاب مقدس کی بارگاہ توہین
- خون مسلم کی ارنالی
- رسول منظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں

- سوراج اور آزادی کے نام پر گاندھویت کا جادو
 - تحریک خلافت میں گاندھی کی قائدانہ حیثیت
 - ہندو کے اشارے سے ہجرت اور عدم تعاون — کی تباہ کاریاں۔
 - عقائد اسلامیہ کو مسیح کہنے کے لئے واروہا سکیم اور دیا مندر سکیم۔
 - تعلیمی اداروں کی ناگفتہ بہ حالت اور ان پر ہندوؤں کا تسلط
 - کانگرس کی ذیلی جماعتوں کی اسلام دشمنی
 - مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ مل کر ان کا قومی وطنی تشخص متم کرنا — وغیرہ
- ایسے بے شمار واقعات اور حادثات تھے جنہوں نے اسلامی قلوب کو بے پایاں کیا۔

اگرچہ سنی علماء و مشائخ کے مدارس، آستانے اور خانقاہیں اپنے اپنے مقام پر مرکز کی حیثیت رکھتے تھے جن سے کفر و الحاد اور رسوم بدعیہ کے انسداد اور عقائد حقہ کی حفاظت و حیانت اور اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا رہا مگر کفر کی آندھیوں اور اتحاد کے نام پر الحاد کی منظم پورشوں کے پیش نظر ضروری ہو گیا تھا کہ تمام سنی علماء و مشائخ اپنی اپنی تدابیر کو یکجا کر کے منظم طریقہ سے ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔

بارہی کشاکش کے مریضوں، نفسانیت کے اسیروں اور دشمنوں کی چیر و دستیوں کا شکار ہونے والوں کو بیداری بخشنے — اغیار کے ظلم و استبداد کے خلاف فریاد نہ کر سکنے والوں کو فریاد رسی کے منصب تک پہنچانے — حوادث و آفات کی گنگوڑ اور بھیاک گھاٹوں کی بھٹی شریر بار کو معدوم کر دیں — غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب غفلت کی حیدگری کو اپنے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فضل و کرم سے کافور کر دیں — کانگریس، احرار، خاکساروں اور ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں کے منصوبے خاک میں ملا دیں — اُن لوگوں کو جو گاندھی کے فسوں کا شکار نہ ہو چکے تھے — سوا اظہم

کے زلف کے ساتھ دوبارہ ملا دیں۔ اسلامیان ہند کے قلب سحر میں کوہبر سلوک، اتحاد و دوادار، نظم و انتظام اور دینی اعزاز عطا کریں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود و شریعت کے مطابق ان کی مشکلات حل کرنے، دین کی طرف سے بے پروائی اور مخالفت کو دور کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کے شعلے ایک مرکز ہو جو ہر معاملہ میں ان کی رہنمائی کرے، معاملات آتی ہوں یا سیاسی — معاشرتی ہوں یا اقتصادی — اخلاقی ہوں یا اجتماعی — عریضہ ان اسباب کو اکٹھا کیا جائے جس سے مسلمانوں کی ترقی مقصود ہو۔

قبل ازیں اتحاد و اتفاق بین المسلمین کے مقصد کے لئے جتنی کوششیں ہو چکی ہیں سب ناکام ہو گئیں، شاید ہر ایک ہی نوعیت کی غلطی کو دہرایا جارہا تھا کہ اتحاد کے ہر محرک نے مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ملا کر ان میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کیا، مگر غور کرنے پر معلوم ہوگا اگر ان میں اتحاد پیدا ہو سکتا تو یہ جدا ہی کیوں ہوتے۔ قواعد و شرائط کو ایک جگہ جمع کرنے سے اتحاد کی بجائے نفاق کا منظر سامنے آتا ہے۔ اور پھر ہر فرقہ کی ایک الگ الگ فکری حیثیت ہے جس کی وجہ سے کسی دوسرے فرقہ کے کسی فرد کا اس میں شامل ہونا ناگوار ہوتا ہے، وہ اپنی اپنی کافر نیس الگ الگ منعقد کرتے ہیں۔ اس میں کسی دوسرے کی جھلک دیکھنے کے بھی روا دار نہیں ہوتے، شیعہ اپنی کافر نیسوں میں سنی کو دیکھنے کی تاب نہیں دیتے، اہل حدیث (غیر مقلد) جلیقی اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ اس کے ارباب اعتقاد و خیال اور مقررین صرف اہل حدیث ہی ہوتے ہیں اور ان کی تنظیموں میں کسی دوسرے کی ضرورت ناگوار ہے۔

مذکورہ بالا واقعات و معاشرات — ضروریات اور مشکلات کو مد نظر رکھتے

ہوئے سنی علماء و متبعان نے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے اکابر اور عامۃ ان میں کو خالص اپنے اجتماع کے لئے دعوت دی، چنانچہ برصغیر میں اہل سنت و جماعت کا عظیم الشان اجتماع — سنیوں کا واحد نمائندہ اجلاس اور خالص ایوان سنیت کا افتتاح ہوا۔

”الجمعية العالية المركزية“ یعنی ”آل انڈیا سنی کانفرنس“

کے نام سے موسوم ہوا، سنیوں کی اس ملک گیر تنظیم کا پہلا اجلاس مراد آباد میں

۲۰ شعبان تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ

بمطابق ۱۶ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

منعقد ہوا، سنیوں کی اس مرکزی — قومی جماعت کی تنظیم میں علاؤ الدین شاہ کی درو مندانہ کوششیں بالعموم اور صدر الاناضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی سائی جیلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے پہلے چار روزہ اجلاس میں تین سو علمائے کرام، مقتیان عظام اور مشائخ ذوی الاحترام نے شرکت فرمائی، ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

عارف ربانی مولانا سید احمد اشرفی کچھوچھوی دم ۱۳۴۳ھ (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

منافذ اسلام مولانا سید غلام قطب الدین بریلوی اشرفی دم ۱۳۵۰ھ)

مجاہد اسلام مولانا سید محمد سلیمان اشرف، بہاری دم ۱۳۵۲ھ) پروفیسر علی گڑھ

ونلیفہ امام رضا بریلوی۔

شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی حسین اشرفی دم ۱۳۵۵ھ) ذریعہ آستانہ کچھوچھوی

مجاہد ملت مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی دم ۱۳۵۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان قادری دم ۱۳۶۲ھ) ابن خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

شیخ الفقہ مولانا عبدالجبار انوروی (دم ۱۳۶۲ھ)

مدد الانام مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (دم ۱۳۶۶ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

امیر ملت مولانا سید جماعت علی محدث علی پوری (دم ۱۳۶۷ھ)

زبدۃ الفقہ مولانا عبدالغنیظ حقانی انوروی (دم ۱۳۶۷ھ)

دعوت المدین مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (دم ۱۳۸۱ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

حضرت مولانا محمد یعقوب خاں بلاسپوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

حضرت مولانا محمد حسین اکبری

حضرت مولانا سید فاضل کچھوچھوی

حضرت مولانا مہمان حسین رامپوری

حضرت مولانا محمد یونس عباسی چڑیا کوٹی سلسلہ

سواد اعظم کی عظیم مذہبی و قومی تنظیم، ان کی دینی و دنیوی بہبودی کامرکو، مزارفرض

بیلنگ کی ادائیگی کا مقدس اجتماع اور سنیوں کی منتشر قوتوں کی جامع تحریک

”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا حال کہتے ہوئے دہلی کے مولانا

سید محمد شرفی کچھوچھوی رقمطراز ہیں:-

”یہ کانفرنس کس طرح شروع ہو کر ختم ہوئی اس کے متعلق بلامبالغہ یہ کہا جاسکتا

ہے کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس درجہ شاندار جلسہ کی مثال نہیں

مل سکتی وہ حضرات جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق و مغرب ہے اور جنہوں نے ایسے ایسے طے

دیکھے ہیں جن کا تذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے ان کا بیان ہے کہ اس قدر نظم و باقاعدہ و پر شوکت جلسہ کبھی نظر سے نہیں گزرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس کا انعقاد اس شان و شوکت سے ہوگا۔

”جمعیت اشرفیہ، انجمن اہل اسلام“ اور ”جماعت وصال مصطفیٰ“

کے رضا کاروں اور مجلس استقبالیہ کے اراکین کا نظم و ضبط اور انتظام و انصرام

کا سلیقہ نہایت قابل تعریف تھا۔ رضا کار، جن کی تعداد کئی سو قصبی باقاعدہ

دوری میں تھیں، جن میں نادرہ تحصیل علماء و درجہ تکمیل کے طلبہ اور رؤسا

شہر کے نو نبال فرزند شامل تھے ان کا رویہ نہایت مہربان و سکون کا آئینہ دار تھا۔

جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کا نیمہ عجیب شوکت رکھتا تھا، اس کا بلند ہجرا

مسلمانوں کو تبلیغ کی دعوت دے رہا تھا۔ بعض حضرات اس نظام کو دیکھ کر

بے ساختہ کہہ اٹھتے تھے:

”اس ملکی نظام کو کیا کہا جاسکتا ہے؟“

برصغیر کے تمام ملاقوں — سندھ سے لے کر بنگال تک تمام مرکزی، علمی مقامات

اور استاد ہائے عالمیہ کے مقتدر علماء اور مشائخ اس کانفرنس میں تشریف لائے، بالخصوص

بریل دہلی رامپور، مراد آباد اور کچھوچھو کے علماء کی شرکت نے کانفرنس کو مؤثر کر دیا۔ داری

چشتی، نقشبندی اور سہروردی جموں سے ذکر و فکر، ذوق و سرور سے کیف اور صدائیں بلند

ہو رہی تھیں۔ ہر منظر بچائے خود دیدنی تھا اور کانفرنس کے اندر اہل سنت و جماعت

کی شوکت کا پتہ دے رہا تھا۔

انجمن حزب الاحسان لاہور کی جانب سے شائع شدہ رسالہ ”ضیاء القادریل

مطبوعہ ۱۹۲۵ء کے انوی ہدوت پر آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے انعقاد پر جلسہ کا جو
اشتہار شائع ہوا اس کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں جس سے کانفرنس کے مبارک
اجتماع اور اس کے اعراض و مقاصد واضح طور پر معلوم کئے جاسکتے ہیں:

اطلاع: اگرچہ خاص سنی اخبارات کی نشریات ابھی میں مگر پیر یا پھر روزوار ہر جمعہ کی شکر کے لئے۔ لہذا تا اجراء اخبار جو یہ ہر روز اخبارات و خائف العقیدہ اور وکیل امرت پور میں

آل انڈیا سنی کانفرنس

لجیٹو العالمیہ انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد
سنی تبلیغی کانفرنس کے شاندار اجلاس

تمام ہندوستان کے مشہور افاضات نامور علماء و اکابر مشائخ ممتاز سجادہ نشین
معزز رؤساء منتخب اہل نبیان اور تبلیغی دُفود کا مبارک اجتماع مسلمانوں کے
اہم ترین مقاصد تبلیغی تعلیم معاشرت اداۓ قرآن باہمی تعلقات اور دوسرے
امور میں مسلمانوں کی رہنمائی اور ضروری اصلاحات و تنظیم اہلسنت کے لئے
بتاریخ ۲۰ تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کیا جائیگا۔
امید کہ حامیان اسلام اس اہم اور ضروری کانفرنس کی شرکت مسلمانوں کے
روزانہ تفریق و انحطاط کو دور کرنے کے لئے ضروری خیال فرمائیں گے۔
اللہ سبحانہ (قاضی مولوی) محمد امجد حسین (رئیس اعظم و صدر انجمن اہلسنت و جماعت) و غیرہ

انجمنی مانی (ابن سعود) کے وظیفہ خوار یا مع خواں اخبارات کے کچھ دلوں سے اپنے بڑے
کو غازی کہنا ترک کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ شرف سے ہم لکھ رہے ہیں اوداب
معزز اخبارات وکیل امرت پور میں غیر مسلم حکومتوں ابن سعود کے خفیہ معاہدہ کا روضہ
سودنے پر مسلم سلک سے وہ شرماتے ہیں! جی جانا شریف حسین نے غدار تھا ہی کہ ہوا بی بی زہرا
ممدوح کا کیا نام نہ کہو گے جس نے خفیہ معاہدہ کے ذریعہ قبولی فرمایا کو بھی غور دیکھئے ہاتھ نہیں دیا

تمت

اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل امیر ملت پرستید جماعت علی محدث علی پوری کی تحریک اور تمام مامورین کی تائید پر شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کو کانفرنس کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ صدارتی خطبہ آپ نے اسی مجلس میں خود لکھا اور اس کو حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھو نے پڑھا۔ یہ خطبہ بعد میں ماہنامہ اشرفی کچھوچھو شوال المکرم ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۵ء میں "الخطبۃ الاشرفیہ" کے نام سے شائع ہوا۔ کتاب ہذا میں (اسی خطبہ کا عکس شامل کیا جا رہا ہے۔ اختصار کے وجود خطبہ اپنی مثال آپ تھا، جس میں پیش آمدہ حالات و واقعات کو پیش کر کے اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی ضرورت کو واضح کیا گیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اسی اجلاس میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا استقبالی خطبہ پیش فرمایا، جو در مجلسوں میں پڑھا گیا۔ یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں

(۱) ہندوستانی سیاسیات

(۲) اخبار کی پالیسیاں

(۳) تدابیر دفاع

(۴) نظام عمل

(۵) اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی تدابیر

(۶) ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور دوقومی نظریہ کی وضاحت

(۷) اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد عالیہ وغیرہ

تمام شعبے شرعی نقطہ نظر سے واضح کئے گئے۔

یہ عظیم الشان کانفرنس چار دن تک جاری رہی، ہر روز نشستیں ہوتیں۔ علماء و مشائخ اپنے اپنے مواضع حسنہ سے حاضرین کو مالا مال کرتے۔ امیر ملت پرست علی

محدث علی پوری کافی البدر خطبہ سادگی اور صاف گوئی میں بیحد مثال رہے گا۔

اتفاق اور اختلاف کی وجوہات بیان فرمائیں۔

اس کانفرنس میں مختلف تہذیبیہ منظور ہونے والی جماعتیں جو تعلق عہدیداروں، مرکزی کمیٹی اور نظام عمل وغیرہ سے تھا، قراردادوں کے پیش کر کے ساری ساری مولانا عبد بنار میرٹھی کے حصہ میں آئی۔ آئندہ سال کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر، حضرت پرستید جماعت علی محدث علی پوری مقرر ہوئے اور ناظم اعلیٰ حضرت صدر الانا مصل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور نائب ناظم مولانا محمد نعیم عباسی منتخب کئے گئے۔ شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کچھوچھو اور مولانا سید محمد اشرف اشرفی سرپرست قرار پائے۔

قراردادوں میں راجہ جی کی مخالفت، امیر امان اللہ خان امیر افغانستان کے قتل مرتدین کی حمایت، مرزا یوں اور مرتدین کے ساتھ افغانستان کے سلوک کے بارے میں الیگ آف فیشن اور گورنمنٹ آف انڈیا کو مداخلت نہ کرنے، ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضہ چھان قلماء حرکات اور مرزا یوں کی حمایت میں کانگریس کے اشتعال انگیز کلمات پر نفرت کا اظہار کیا گیا۔

عہدیداروں کا انتخاب ایک سال کے لئے ہوا۔ ۱۹۱۷ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس

کے صدر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی منتخب ہوئے۔

سنی کانفرنس کا رکن ہر راسخ العقیدہ سنی بن سکتا تھا اور سنی کی تعریف و کینیت کے فارم

پر درج کردہ گئی، تعریف یہ تھی:

"سنی وہ ہے جو انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو سکتا ہو یہ وہ لوگ ہیں

جو ائمہ دین خلفاء اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء دین سے

ماہنامہ اشرفی کچھوچھو مئی ۱۹۱۵ء / شوال المکرم ۱۳۳۳ھ

ماہنامہ السواد اعظم مراد آبادی المجلد ۳۴ / جولائی ۱۹۲۷ء / ص ۱۲

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی حضرت ملک العلماء بحر العلوم صاحب
فرنگی علی حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی، حضرت فضل رسول
صاحب بدایونی حضرت مولانا مفتی ارشد حسین صاحب رامپوری، مفتی
مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولیٰ تعالیٰ کے مسک پر بزرگ
الجمیۃ العالیۃ الاسلامیہ۔۔۔ آل انڈیائی کانفرنس کے ان مقاصد کا اعلان
جس کا انفرنس کے قیام کا مقصد ہے، یہ ہے:

- ۱۔ برصغیر کے سنی مسلمانوں کی کثیر تعداد کے انتشار کو دور کر کے ان کو منظم کرنا۔
- ۲۔ انفرادی طور پر مذہبی اور تبلیغی کام کرنے والوں میں ربط پیدا کر کے متحدہ قوت بنانا
- ۳۔ برصغیر کے تمام شہروں، قصبوں اور دیہات میں اسلامی انجمنیں بنانا اور موجودہ
انجمنوں کو جمعیت عالیہ کے ساتھ مربوط کرنا۔

۱۔ ہفت روزہ الفقید امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۲۹ء ص ۹
نوٹ: انجمن کی طرف اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ سنی کانفرنس پر ارباب و متفقہ ۱۹۔۱۰۔۱۱
شعبان المعظم ۱۴۰۴، ۲۴ اکتوبر ۱۳۸۲ھ (۱۹۶۱ء) کے اجلاس میں ان الفاظ میں قرار پائی۔
”سنی سے مراد وہ حقیقی مسلمان اور تدبیر طریقہ کا مسلمان ہے جس طریقہ پر تمام فقہاء اور اکابر اویہ حضور
عزت اعظم و حضرت دانا علی محمد بریلوی گچ بخش و حضور خواجہ عزیز نور و حضرت بہا الدین نقشبند و حضرت شیخ
شہاب الدین بہرہ دی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سلاطین اسلام میں سے حضرت سلطان محمود غازی و سلطان دہلیک ریب
غازی و اہل اہل اور قریب دلتے فرنگی علی کے مشائیر علماء میں سے حضرت ملک العلماء بحر العلوم اور حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فضل رسول بدایونی و حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی و حضرت مفتی محمد امجد
امام اہلسنت محمد بن و ملت مولانا شاہ محمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قائم رہے۔
(تمی یادداشت، حضرت ابو البرکات سید احمد تاروی مدظلہ العالی)

- ۴۔ تبلیغی کام کو منظم اور وسیع کرنا۔
- ۵۔ تبلیغی تربیت کے لئے خاص مدارس کا اجراء
- ۶۔ مذہبی تعلیم سے ہر مسلمان کو باخبر کرنا۔
- ۷۔ انگریزی خوان طلباء کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام کرنا۔
- ۸۔ مزدوروں اور پیشہ ور افراد کے لئے شبینہ مدارس جاری کرنا۔
- ۹۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا ان کی معاشرت کی اصلاح کر کے مسلمانوں
سے ہی اشیاء خریدنے کی رغبت دلانا۔
- ۱۰۔ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑانا اور غیر اقوام سے قرض لینے سے بچاؤ کی تدابیر کرنا
- ۱۱۔ مقررہ مسلمانوں کے لئے محدود مدت میں قرض اٹارنے کے طریقے۔
- ۱۲۔ بیکار مسلمانوں کے لئے ذوالف معاشی تجویز کرنا اور انہیں کام مہیا کرنا وغیرہ سلسلہ

علامہ عبدالمصطفیٰ انصاری نے تقسیم ہند سے قبل ایک مضمون بعنوان ”علمانے
اہلسنت اور سیاست ہند کے تین دورہ میں“ ان انڈیائی سنی کانفرنس کے پس منظر کو بیان کرتے
ہوئے علمانے اہلسنت کی سیاسی بصیرت اور ان کے علمی و ادبی کام کو تاریخی طور پر ثابت کیا،
اس مضمون کو مندرجہ ذیل تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا:-
(۱) ۱۸۵۷ء
(ب) تحریک خلافت اور
(ج) مطالبہ پاکستان
ایک اقتباس آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ماہنامہ السواد اعظم مراد آباد، نوی تعدہ ۱۳۸۲ھ / مئی ۱۹۶۳ء

تحریک خلافت کے بعد جبکہ مسلمان نہ صرف منتشر و غیر منظم تھے بلکہ انہماکی و غفلت و مجرور کا عنصریت ان پر مسلط ہو چکا تھا اور ملک کے سیاسی حالات میں تیزی کے ساتھ انحراف آ رہا تھا۔ بین الاقوامی آویزش و تجارتی مصالحت کی بنیاد پر ہندوستان میں اور گریز ساہوکاروں میں حکومت کا سودا ہو رہا تھا۔ شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ مسلمان اس ہرزہ کو چک کی بسلو سیاست پر کہیں ہمیشہ کے لئے مات نہ کھا جائے جس پر ہزار سال تک نہایت جلد و جلال عدل و انصاف کے ساتھ اس نے حکمرانی کی ہے۔ ہندو کا گھر مس اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی حق تلفی کے درپے تھی اور اپنی اکثریت و دولت کے بلی پر اسلامی تہذیب بلکہ مسلمانوں کے ملی وجود کو یکسر نیست و نابود کر دینے کا تہیہ کر چکی تھی اور ہر علماء دیوبند جیسے اعلیٰ ہندو ملی برادری الیہ کی تجویزوں کا شکار بن چکی تھی اور اپنی دسیدہ کادیوں کی بدولت عین میدان جنگ میں مسلم فوج کے اندام انتشار و خننا اندازی کرنے میں پانچویں کالم کا کام کر رہی تھی۔ بھاری مسلم لیگ علماء اہل سنت کے محبوب نصب المیعین پاکستان کو لے کر بے بار و بار گھر تھی مسلمان روح کی تلاش میں حیران و سرگرداں تھا۔ اُسے صحیح راہ عمل نہیں ملتی تھی۔ وہ ہر سراپ کو چشمہ آب حیاں اور ہر جگہ لڑگو کو ہر تاباں سمجھ کر لپکتا تھا مگر ہر قدم پر مایوسی اسے اپنا سانس چہرہ دکھائی دیتی تھی۔ قریب تھا کہ جہد بقا کے عملی میدان میں فوج مسلم کے پاؤں اکھڑ جانے اور ہمیشہ ہی ہمیشہ کے لئے کمزورت ٹوٹ جاتی کہ نصرت الہی نے فوج مسلم کی دست گیری کی اور عین وقت علماء اہل سنت و جمہوریت اسلامیت نے پاکستان کا مطالبہ فرما کر مسلمانان ہند کی ایسی صحیح رہنمائی و برہمائی دہری فرمائی کہ سیاسیات ہند کا نقشہ ہی بدل گیا اور ہندو کا گھر میں کی بے پناہ نذر پاشیوں اور خدراں ملک و ملت کی آجہاں غداروں کے علی الرغم پاکستان کے

مطالبہ کو عالم سیاست کے میدان میں ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی جو تاریخ سیاست میں بے مثال ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ نہ صرف دنیا کے ہندوستان بلکہ یورپ و ملک بھی جو زبردست اثر و رسوخ اسلامی سیاست و مطالبہ پاکستان کو حاصل ہے انہیں علماء و مشائخ اہل سنت کی مساعی جمیدہ کا مرہون منت ہے جن کا دوسرا نام جمہوریت اسلامیت کی کانفرنس ہے؟

غلام اکبر ہندوستان میں مٹی علماء کی یہ عظیم طاقت اس وقت بھی مؤثر کردار ادا کر رہی تھی جبکہ بساط سیاست پر مسلم لیگ الیون تک اپنی نازندہ حیثیت منوانہ سکی تھی۔ یہ سنی کانفرنس کی ہی معاونت تھی کہ مسلم لیگ کو عوامی رستے کی قوت حاصل ہو گئی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے یوم تاسیس ہی سے ملک کے کونے کونے میں اس کے اجلاس منعقد ہونے لگے۔ شہر شہر، قریہ قریہ، تنظیمیں بنیں، مقامی، ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر اس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔

سنی کانفرنس کے اجلاس مختلف پلیٹ فارموں پر منعقد ہوتے رہے جو اس کے وسیع اعراض و مقاصد پر مشاہد ہے۔ جن پلیٹ فارموں سے آل انڈیا سنی کانفرنس کی آواز بلند ہوئی، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ اخبار و مجلہ سکندری راجپور مشہورہ (جوں سیکندر)

۲۔ پریس پکٹنگز کا قبیلہ جو سنہ ۱۹۲۷ء میں ان اجلاس کی کارروائی اخبارات میں بہت کم شائع ہوتی، اس نخل کے باوجود اس وقت تک ایک سہ ماہی سنی کانفرنسوں کی کارروائی و نیابت برپا کی ہے جو اشد اشد تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس میں دہرا ہوئی۔ (مرتب)

- ۱۔ سنی کانفرنس کی تشکیل نو کا اجلاس
- ۲۔ سنی کانفرنس کا سالانہ اجلاس
- ۳۔ سنی کانفرنس کا غیر معمولی خصوصی اجلاس
- ۴۔ اہل سنت و جماعت کے مدارس کے سالانہ اجلاس
- ۵۔ مدارس اہل سنت کے جلسہ سائنس تقسیم اسناد و ستار فضیلت
- ۶۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ۷۔ گیارہویں شریف کی مجلسیں
- ۸۔ بزرگان دین کے اعراض مبارکہ
- ۹۔ مسلم لیگ کے اجلاس
- ۱۰۔ مختلف مذہبی اور اصلاحی انجمنوں کے اجلاس
- ۱۱۔ سنی کانفرنس کے اکابر کے تعلیمی و اصلاحی دورے وغیرہ۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے طریقہ کار سے رہنمائی سنی کانفرنس کے مسلک کی نشاندہی آسان ہے۔ اس کے باوجود ”سنی“ کی تعریف فارم رکینٹ پر درج جوتی سنی کی تعریف مختلف موقعوں پر اکابر کی تائید سے ملایا جوتی رہی۔

”سنی“ کی تعریف اور اس کی بار بار وضاحت اس لئے ضروری سمجھی گئی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے شاندار کارناموں کو دیکھ کر بعض علمائے دیوبند نے اہل سنت کے عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے ”سنی“ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ”سنی بورڈ“ قائم کر دیا جس کا مقصد سواد اعظم اہل سنت کے راسخ العقیدہ عوام کو مسلم لیگ کی حمایت سے باز رکھنا تھا جناب محمد عبدالغفور صاحب ناظم سنی کانفرنس ہند اس مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”آج کل ہندوستان کے ہر ہر گوشہ میں سنی کانفرنس کا شہرہ بڑھ رہا ہے اور ملک کے ہر ہر نقطہ اور حصہ سے بنارس میں منتقل ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس

کی شرکت کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یورپی سنی بورڈ کے نام سے مکلفوں میں کوئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ جو انکیشن کے معاملہ میں مسلم لیگ کی مخالفت کر رہی ہے اس خیال سے کہ لفظ سنی سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے نہ ہو ہم یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اس سنی بورڈ سے کوئی علاقہ نہیں ہے اور سنی کانفرنس سنی بورڈ اور اس کے اس طریقہ عمل کو نہایت مذموم اور مسلمانوں کے لئے مفرت رسال سمجھتی ہے حقیقت میں یہ وہابی جماعتیں ہیں جن میں سے کوئی کھل کر کانگریسی کتاب پیسے کو دیوبندی صاحبان اور کوئی جمعیۃ العلماء کے لباس میں نمودار ہوتا ہے اور کسی نے سنی بورڈ کا عزائم اختیار کیا ہے مسلمان ان سب سے خوشیار رہیں اور ان کے پیر و پیگندے میں نہ آئیں؟ سہ

لفظ ”سنی“ کی جانبداریت کے پیش نظر اس کا استعمال تقریباً ہر دور میں ہوتا رہا۔ مثالیں لے لے اس لفظ کو اپنے مخصوص عوام کے لئے استعمال کیا ہے اور بعض اوقات اپنے طے ”سنی کانفرنس“ کے نام سے کہتے ہیں۔

سنی علماء نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اور انفرادی و اجتماعی طور پر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان کو اپنی منزل اور دینی فریضہ سمجھتی تھی اس لئے اس کے عہدے داروں کا کان مسلم لیگ کے لئے تکیہ کر کے پڑنا پڑا ایسی مثالیں بہت ملتی ہیں کہ سنی کانفرنس کے ارکین کے پاس مسلم لیگ کے قابل ذکر عہدے بھی تھے۔

سنہ ۱۹۴۷ء سکندری راہپور ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء، الغنیہ امرت سرائی اکتوبر ۱۹۴۷ء

ضلع باور میں ہفت روزہ کا قیام

انجمن باور میں ہفت روزہ کا قیام کے لئے ایک کمیٹی نے...

قصبہ کپاڑی ضلع میرپور میں ہفت روزہ کا قیام

قصبہ کپاڑی ضلع میرپور میں ہفت روزہ کا قیام کے لئے...

قصبہ پھچھوڑ ضلع اٹاوہ میں ہفت روزہ کا قیام

انجمن پھچھوڑ ضلع اٹاوہ میں ہفت روزہ کا قیام کے لئے...

سی کانفرنس پھچھوڑ ضلع اٹاوہ کی مساعی خیلہ

انجمن پھچھوڑ ضلع اٹاوہ کی مساعی خیلہ کے لئے...

انجمن باور میں ہفت روزہ کا قیام

موصولات

موصولات کے تحت ہفت روزہ کا قیام کے لئے...

پھچھوڑ ضلع اٹاوہ میں ہفت روزہ کا قیام

پھچھوڑ ضلع اٹاوہ میں ہفت روزہ کا قیام کے لئے...

الابرار اہل سنت نے اس امر کو شدت سے محسوس کیا کہ باوجودیکہ مسلم لیگ مسلمانوں کی — فائدہ سیاسی جماعت ہے اور اس کا نصب العین قیام پاکستان ہے۔ لیکن مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، سیاسی، معاشرتی، تجارتی اور تمدنی رہنمائی کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس کو فعال بنایا جائے تاکہ مسلم لیگ کی حمایت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے دیگر شعبہ ہائے زندگی میں فعال نمائندگی اور رہبری کی جائے۔ اور جہاں کوئی مسلمان احکام شرعیہ کے خلاف قدم اٹھائے اس کی اصلاح کی جائے۔ چنانچہ طے پایا کہ برصغیر میں شہر شہر اور قریہ قریہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں۔ ہر سطح پر اس کی تنظیم ہو، اس کے مقاصد عامۃ المسلمین تک پہنچائے جائیں۔ ملک بھر میں موجود مذہبی، تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کی تنظیموں میں رابطہ پیدا کیا جائے۔ اور جب

- ۱۔ سنی تنظیم
- ۲۔ سنی تنظیم
- ۳۔ سنی اعتقاد اور ۴۔ سنی اتحاد

کی کارروائی مکمل ہو جائے تو مرکزی سطح پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا جائے جس میں ملک کے ہر حصہ کی نمائندگی کے لئے ملک بھر میں پھیلی ہوئی سنی کانفرنسوں کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی جائے تاکہ حکومت اور عوام کو — سنی تنظیم کی شوکت اور ہمہ گیری معلوم ہو جائے۔ اور مواد اعظم اہل سنت کی جماعتی آواز مؤثر ثابت ہو سکے۔ مئی ۱۹۴۵ء میں طے پایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس مرکزی سطح پر اگلے سال منعقد کیا جائے۔ اس سلسلہ میں مرکزی اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے ۱۹۴۴ء میں ہی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے علماء و مشائخ سے رابطہ کے لئے علامہ ذوالفقار علی خان صاحب نے ملک گیر دوسرے شروع کر دیئے تاکہ سنی کانفرنس کی موجود تنظیموں کو فعال بنایا جائے اور ملک کے باقی حصوں میں سنی کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں۔ ایک سال کے تین عرصہ میں موبائی ضلعی اور مقامی تنظیموں کے حدود اجلاس منعقد ہوئے۔

مولانا سید محمود احمد روضی (سابق نائب ناظم سنی کانفرنس، لاہور) نے سنی کانفرنس میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس کی اطلاع اس طرح دیتے ہیں: "سال آئندہ کے لئے اہل ہندوستان نے آل انڈیا سنی کانفرنس کو منعقد کیا ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ ہر صوبہ میں آل انڈیا اجلاس سے قبل ضلع دار صوبائی کانفرنس منعقد کی جائے۔ تاکہ ہر صوبہ سے مستند نمائندے آل انڈیا کانفرنس میں شریک ہو سکیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے علماء و مشائخ کی بڑی تعداد آل انڈیا سنی کانفرنس میں بھیجے گا اہتمام کیا جاوے۔ ایسے دوسرا مقام جو سنی کانفرنس کے مقصد کے ساتھ متفق ہوں۔ اور جذبہ و شوق رکھتے ہوں۔ ان کی شرکت بھی کانفرنس کی کامیابی کے لئے نعمت سمجھی جائے گی۔" سہ

ذوالفقار اہل سنت کے تنظیمی دورے نہایت کامیاب ہوئے۔ ہر جگہ ان کے شاندار استقبال ہوئے۔ ان کے مشن کو خوش آمدید کہا گیا۔ اور ان کی آمد اس قدر مؤثر ہوئی کہ تھوڑے ہی دنوں میں ملک کے گوشہ گوشہ میں سنی کانفرنس کی شاخیں قائم ہو گئیں۔ بے شمار لوگ اس کے رکن بن گئے، جہاں میں مسلم لیگ کے بعض عہدیدار بھی شامل تھے۔ برصغیر کی سنی آبادی نے برطانوی آل انڈیا سنی کانفرنس کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ کثیر تعداد میں علماء و مشائخ نے سنی کانفرنس سے اپنی وابستگی کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے اپنے حق اثر میں اس کی مؤثر اشاعت کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔

- (۱) برصغیر کے کونے کونے میں سنی کانفرنس کی مؤثر تنظیم قائم ہو گئی۔
- (ب) ہائیں ہزاروں سے فائدہ مند علماء و مشائخ — سنی کانفرنس کے سرپرست بن گئے۔

سہ ہفت روزہ الفیضہ امرتسر، ۱۹ مئی ۱۹۴۴ء، ص ۱۱
 سہ اخبار جدید سکندریہ، ۲۴ اگست ۱۹۴۴ء، ص ۳

(ج) سنی کانفرنس کے شرکاء کی تعداد ایک کروڑ سے متجاوز ہو گئی۔ اس میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ علماء بھی، مشائخ بھی، اگر بڑی کچھ بھی، وکلاء بھی، تاجر بھی اور مزدور بھی! —

حقیقت سے منہ یہ سب پاکستان کے ووٹر تھے

۱۹۴۷ء سے قبل بالعموم اور اس کے بعد بالخصوص اہل سنت کے تمام اجلاس — خواہ وہ مذہبی ہوں یا علمی، سیاسی ہوں یا اسلامی، عرس کی محفل ہو یا کسی دارالعلوم کا جلسہ — تمام میں یہی موضوع مرکزی حیثیت کا درجہ رکھتا تھا کہ سنی کانفرنس کو مشروط بنایا جائے اور اسلامی سلطنت — پاکستان — کو حاصل کر سکے، اس میں اسلامی قوانین مانجے گئے جائیں، اس نوعیت کے اجلاس ہر جگہ منعقد ہوئے۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے سنی مدارس اور سنی خانقاہوں سے ”سے کے دیں گے پاکستان“ کا نعرہ بلند ہوتا رہا۔ ”پاکستان“ — ایک شرعی ضرورت کے طور پر علماء و مشائخ کی تقاریر کا موضوع ہوتا، یہ مقام تفصیل کا متحمل نہیں، اختصار کے پیش نظر سنیوں کی ایک عظیم مذہبی و روحانی درس گاہ اور خانقاہ — آستانہ قادریہ — بریلی شریف کے ایک اجتماع کی خبر ملاحظہ ہو۔ مولانا غلام معین الدین نے یہاں منہر مرکزی دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس، مراد آباد ”عکس رضوی اور مسئلہ پاکستان“ کے عنوان سے رقمطراز ہیں :

۲۳-۲۴-۲۵ صفر ۱۳۶۵ء مطابق ۲۸-۲۹-۳۰ جنوری ۱۹۴۵ء

سنہ حیات صدر الامام مولانا غلام معین الدین نعیمی مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۸

۱۹۴۷ء۔ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجددانہ حاضرہ قدس سرہ کا عرس شریف تھا۔ ملک کے اطراف و اکناف سے علماء مشائخ ائمہ رؤسا شریف لائے تھے، پنجاب، سندھ، کاشمیر، سرحد، گجرات، بمبئی، بہار، بنگال، سی. پی. وغیرہ کے کمزرت زائرین حاضر تھے..... خانقاہ شریف کے باہر بازار لگے ہوئے تھے ان میں جہاں اور قسم کی دکانیں تھیں ان میں ہوٹل بھی تھے ایک ہوٹل کا نام

حامد علی پاکستان ہوٹل

اور ایک کا
رضوی پاکستان ہوٹل
تھا

۲۵ صفر عرس شریف کی اخیر تاریخ تھی اس روز بھی علمائے کرام کے بیان ہوتے رہے اور مسائل حاضرہ یعنی ایکشن اور پاکستان کے متعلق علمائے کرام تقریریں فرماتے رہے..... سنہ
اسی اجلاس میں صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (غفرلہ) امام احمد رضا بریلوی نے حالات حاضرہ کا تجزیہ کرتے ہوئے سنی علماء کا جماعتی موقف بیان فرمایا۔
”..... لاگرس فتنہ عظیمہ ہے وہ ہندوستان سے مسلمانوں کے استیصال کا ارادہ کر چکی ہے..... علمائے اہل سنت مسلمانوں کو اس فریب کے جال میں پھنسا دیکر پھر نہیں کر سکتے اس لئے ہم مدت سے اعلان کر رہے ہیں

سنہ منسوب بہ مولانا حامد رضا بریلوی (غفرلہ) امام احمد رضا بریلوی

سنہ منسوب بہ امام احمد رضا بریلوی مدظلہ ویدر سکندری ۵ فروری ۱۹۴۷ء ص ۹

اور ہماری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں، کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے ایکشن ڈومبر ۱۹۵۷ء کے مرکزی ایکشن میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی، سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت فروری ۱۹۵۷ء میں چونے والے صوبائی انتخابات کے لئے اہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے گوشہ ہونے امیدوار کو کانگریس کی مایہ مستوں جمیعت صنادیو بندی پارٹی مولوی حسین احمد کے زیر اثر طوفان برپا کر رہی ہے اس کے خلاف احرار و ناکسلا روٹی سنٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مددیں پہنچ رہی ہیں یا جو کانگریس کی ہوا خواہی میں لڑ رہی ہیں ان کا رد و کار ہے ہیں مسلمان ہر گز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔

حضرت مولانا محمد علی اعظمی کی تائید کرتے ہوئے صدر الاناضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس نے فرمایا:

..... ایکشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوشش یہ ہے کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے ہم اس خدمت کو مسلمانوں کے حق میں نافع سمجھ کر منسلک الہی کے لئے انجام دیتے ہیں..... اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تقریر فرمائی اور بتایا کہ پاکستان کے منہ پر ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت ظاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو.....

سے ایضاً سے ایضاً

۴۶۔ ۱۹۵۵ء کے مرکزی اور صوبائی عام انتخابات برصغیر کی تاریخ میں معرکہ القادس نوعیت کے حامل تھے، انہی انتخابات کی بنیاد پر پاکستان ماحصل ہونا تھا، کانگریس کا دعویٰ تھا کہ وہی تمام ہندوستان کے باشندوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے، جمیعت علماء ہند، احرار و ناکسلا روٹی سنٹ وغیرہ کانگریس کی تائید کرتے ہیں، ان کا پروپیگنڈا دن رات۔۔۔ بھی مری تھا، اس کے برعکس مسلم لیگ کا موقف تھا کہ اسلامیان ہند کی نمائندگی کا حق صرف مسلم لیگ کو ہے۔

انگریز کے چلے جانے کے بعد ملک کی حکومت کس کے پاس ہوگی۔۔۔ صرف چند دنوں کے پاس۔۔۔ یا ہندوؤں اور مسلمانوں کا وطن الگ الگ ہوگا۔۔۔ ان تمام سیاسی امور کا فیصلہ انتخابات میں ہونا تھا، تاریخ اسلام کے اس نازک ترین موقع پر سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی نمائندہ مذہبی و سیاسی تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ۔۔۔ مسلم لیگ کی حمایت کی جائے، مسلم لیگ کے نمائندوں کو ووٹ دیئے جائیں اور مسلم لیگ کے ہر اس طریقہ عمل کی حمایت کی جائے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو چنانچہ اکابر ملت اہل سنت نے یہ تاریخی فتویٰ جاری کیا:

”آل انڈیا سنی کانفرنس، مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ ایکشن کے معاملہ میں، کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش اس میں مسلم لیگ جس سنی مسلمان کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں، ووٹ دے سکتے ہیں دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں، مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں انہیں شریعت کے مطابق

سے ایضاً ۲۹ مارچ ۱۹۵۷ء ص ۳

فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود حسن ہے۔
اس فتویٰ کی ترتیب میں جو علماء بریل جمع لاؤں اور جن کے دستخطوں سے یہ فتویٰ
جاری ہوا ان میں چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری (جانشین امام احمد رضا بریلوی)
مطالنا ابوالمہدی سید محمد اشرفی محدث کچھوچھو (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)
صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)
صدر الشریعت مولانا مفتی امجد علی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

مولانا شاہ عبدالحمید قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس، ممبر
ورکنگ کمیٹی یو پی مسلم لیگ

مولانا مفتی محمد ابراہیم القادری بدایونی، مولانا سید مصباح الحق سجادہ نشین پھیر
مولانا شاہ عارف اللہ قادری، میرٹھ، مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان بریلوی
مولانا مفتی محمد ابراہیم سمی پوری، مولانا نقی علی خاں رضوی، بریلی
مولانا عبدالصطفیٰ الازہری مبارک پوری، مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی
مولانا قنار الدین بلی بھیتی، مولانا محمد ایوب قادری ٹاٹوی

مولانا ابوالمعانی شمس الدین احمد جوہڑی، مولانا محمد ذیل اکرم مراد آبادی
مولانا غلام معین الدین نعیمی، مولانا ظہیر احمد مدرس عربیہ گجرات
مولانا غلام جیلانی میرٹھی، مولانا قاضی احسان الحق نعیمی، جہوں و کشمیر
مولانا سید عبدالحق قادری اعظمی، مولانا محمد مختار اشرفی نعیمی
مولانا عبدالصطفیٰ مدرس دارالعلوم اشرفیہ، مولانا محمد شاد اللہ مدرس بنارس

۱۰۲ ایضاً، ۲۹ مارچ ۱۹۵۶ء، ص ۳
نوٹ: مذکورہ فتویٰ کا مظہر
نکس منظرہ ۱۰۰، مردہ کی ہیں

مولانا اختصاص الدین نعیمی، مولانا محمد مصطفیٰ علی مدرس، میرٹھ

مولانا محمد سردار احمد، منظر اسلام بریلی، مولانا محمد اہل مصطفیٰ

مولانا مختار احمد، امرتسر، مولانا فضل الصمد سجادہ نشین بلی بھیتی

مطلبہ پاکستان، نئی دہلی کے تعاون سے ہر گز تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ علماء
و مشائخ نے ملک اور بیرون ملک پاکستان کا مفہوم واضح کیا۔ مسلسل مراسلات سے تمام پاکستان
کے نئے راہ ہواہر ایک ملت میں مولانا عبداللطیف بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس
نے کوئٹہ و فند کی حیثیت سے مجاز مقدس میں حج کے موقع پر آئے ہوئے ملک اسلامیہ
کے مسلمانوں کے سامنے مطالبہ پاکستان کو واضح کیا۔ اس وفد میں مولانا عبداللطیف بدایونی میرٹھی
بھی شامل تھے وفد کی کوششوں سے ملک اسلامیہ کے تمام مسلمان مطالبہ پاکستان کے
ساتھ متفق ہو گئے۔ اس شاندار کامیابی پر ۲۳ مئی ۱۹۵۶ء کو ایک ملاقات میں قائد اعظم
محمد علی جناح نے مولانا عبدالحمید بدایونی کو ان کی کامیاب خدمات پر مبارکباد دی۔ اور
ان کی خدمات بیلو کو سراہا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد ایسے مفید اور بہرہ رسانی تھے کہ عاتقہ المسلمین نے
اس کانفرنس کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ اور بڑھتے ہوئے طوفان کی طرح اس کانفرنس
نے سارے ہندوستان کو اپنے دامن میں لے لیا۔ ہندوستان کا کوئی ایسا شہر اور قصبہ نہ رہا
جس میں سنی کانفرنس کی تشہیر قائم نہ ہوئی۔ آسام سے لے کر خیبر کے وہ ملک، وکن سے لے کر
ہمالیہ کے دامن تک تمام علاقہ سنی کانفرنس کے زیر اثر ہو گیا۔ ہر جگہ سنی حضرات نے

۱۰۳ ایضاً
۱۰۳ ایضاً، ۲۱ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۸

اس عظیم الشان کانفرنس کی اطلاع چھاپڑی ساز کے پوسٹر اور اخبارات کے ذریعہ ہندوستان بھر میں پہنچائی گئی۔ عامۃ المسلمین کا جوش و خروش دیکھ کر کانفرنس کے سلسلہ میں دینی تمام جھوٹا بڑا بنارس چلو کی تحریک کا کارکن نظر آتا تھا۔ اسلامیان برصغیر کا جوش ایمانی ہی تھا جو سنی کانفرنس کی کامیابی اور بعد ازاں قیام پاکستان کی ضمانت بن گیا۔

ایک اشتہار

تمام مجلس نے سنی کانفرنس کو مژدہ فرما دیا
حضرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی نے سنی کانفرنس کو مژدہ فرما دیا۔ ان کی تقریر میں ان کا کہنا تھا کہ سنی کانفرنس کا مقصد صرف سنیوں کے مسائل کا حل تلاش کرنا نہیں بلکہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ سنی کانفرنس کے انعقاد سے مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی پیدا ہوگی اور ان کی مسائل کا حل تلاش ہوگا۔ ان کی تقریر میں ان کا کہنا تھا کہ سنی کانفرنس کے انعقاد سے مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی پیدا ہوگی اور ان کی مسائل کا حل تلاش ہوگا۔



ایک خبر

بنارس چلو

آل انڈیا سنی کانفرنس کا افتتاح

نوازا اجلاس بنارس میں بتوارخ

۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱ اپریل

شعبہ منصف ہو گا۔ ہندوستان

کی تمام سنی کانفرنسیں انہیں

تاریخوں میں مناسبت سے بھیجے گا

انتظام کریں مرکزی دفتر بنارس

کی تمام خط و کتابت ذیل پتے پر کرنی

چاہئے حضرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی

آل انڈیا سنی کانفرنس

فتح شریف ضلع شریف پور

۲۸۶

ہوا الفتاد
سکندر ری

حکومت اصرار کرنے والوں کے ساتھ ہے
انگلستان میں کونین جدار و دیوار کا مصطفیٰ علیہ السلام

بنارس چلو
اولیٰ حضرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

نواب الحاج مفتی محمد امجد علی صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

دبیر سکندری
راپو

مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

۲۸۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

کیفستان

شان رسالت

انجمن اسلامیہ بنارس

مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

۱۸۹۶ میں جاری ہوا

علمائے کرام اور مشائخ عظام کا جذبہ رہنمائی اور سواد اعظم اہل سنت کے عامرہ ان کی
کا اپنے اکابر پر غیر مستزادوں اعتماد نہیں کشاں کشاں بنایا بلکہ کے طول و عرض سے
علماء مشائخ و حکماء، امراء تجار، محنت کش، مزدور و عریضہ ہر طبقہ کے مسلمان کثیر تعداد میں
شامل ہوئے۔

شمس الاعلیٰ و حکیم محمد حسین بدایین (عظیم) نے جو اس عظیم انجمن اجلاس میں شامل
تھے، اپنی رپورٹ میں لکھا ہے:

”اس کانفرنس میں

پانچ صد مشائخ

سات ہزار علمائے کرام اور

دولاکھ سے زائد عوام

نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی نے لندن
سے آئے ہوئے، وزارت مشن لارڈ کرپس وغیرہ کو بھی شرکت کی دعوت دی
لیکن ان لوگوں نے اجلاس کے آخر میں اپنی مصروفیت کی بنا پر عدم شرکت
پر معذرت کا تادیب دیا؟

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے وزارت مشن کو دعوت اس لئے
دی کہ وہ بطور گورنمنٹ کے نمائندہ وفد کے مسلمانان ہند کی شوکت اور ان کے سیاسی
موقف کو بخشم خود دیکھ لیں۔ سواد اعظم کے اجتماعی موقف اور مسئلہ پاکستان کی حمایت میں
اتنا عظیم اجتماع اس دور میں ایک تاریخی مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی مشائخ اہل سنت
کا شوق ملاحظہ ہو کہ پیرانہ سانی، صنعت اور ثقافت کے باوجود امیر ملت پرست جماعت علی

سہ سات ستارے مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء ص ۸۳

محمدت علی پوری نے کانفرنس میں کرسی صدارت کو زینت بخشی۔

اجلاس کے آغاز میں خطبہ استقبالیہ رئیس المدین ابو الحامد سید محمد و محدث کچھوچھو
صدر مجلس استقبالیہ نے ارشاد فرمایا: حضرات علماء اور شرکائے کرام میں اس خطبہ کی
دعوتیں گئی، اس خطبہ کی بلاغت و ندرت تبصرہ سے بلند ہے، اسی اجلاس میں آئندہ
کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس کا صدر متفقہ طور پر آپ کو منتخب کیا گیا پانچ سو مشائخ
کرام، سات ہزار علمائے عظام اور ایک کروڑ سے زائد سنی مسلمانوں پر مشتمل آل انڈیا
سنی کانفرنس نے جو جماعتی متفقہ موقف اختیار کیا وہ یہ تھا کہ پاکستان ہماری زندگی ہے
اس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں وعدہ بخواستہ مسلم لیگ اگر مطالبہ پاکستان
سے دستبردار بھی ہو جائے تو آل انڈیا سنی کانفرنس اس مطالبہ سے دستبردار نہ ہوگی بلکہ
سنی کانفرنس کے اس اجلاس میں جو قرارداد پاکستان سے متعلق بالاتفاق منظور ہوئی
وہ یہ ہے:

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان
کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے
کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اودیہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت
تقائم کریں، جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔
(۲) نیز یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے
کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا نعیم الدین صاحب

صدر الشریعت حضرت مولانا عبدعلی صاحب

سہ ایضاً۔ ص ۸۵، حیات صدر الافاضل، ص ۱۸۶

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب
 مبلغ اعظم حضرت مولانا عبد العظیم صاحب صدیقی میرٹھی
 حضرت مولانا عبد الحمید صاحب قادری دہلوی

حضرت مولانا الحاج سید ابوالخیر سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی
 حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین امیر شریف
 حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور

حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف
 حضرت پیر سید شاہ عبدالرحمن صاحب بھرچنڈی شریف (سندھ)
 حضرت مولانا شاہ سید زین الدین صاحب مانگی شریف
 خان بہادر حضرت حاجی مصطفیٰ علی صاحب بخش (مدراں)

حضرت مولانا ابوالحنان سید محمد صاحب لاہور

(۲) یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت
 اضافہ کرے۔ یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبہ جات کے نمائندے لئے جائیں۔
 آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس کی منظور کردہ تجاویز اور قراردادوں کو پڑھنے
 سے اس سوال کا جواب بخوبی مل سکتا ہے کہ مسلم لیگ جیسی ”مسلم نمائندہ جماعت“ کی
 موجودگی میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا قیام اور اس کی فعال کارکردگی وقت کی ایک
 مدہم ترین ضرورت تھی۔ چونکہ مسلم لیگ کا نصب العین صرف ایک اسلامی سیاست

سہ آپ کا اسم گرامی امین الحنات ہے، زمین الحنات لقب ہے۔

خطبہ عداوت جمہوریت اسلامیہ مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۶۹ء اخبار دہلیہ سکندری رامپور

۱۰ مئی ۱۹۶۹ء، ص ۲، حیات صدر الافاضل ص ۱۸۹-۱۹۰

کا قیام تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہو گیا) مگر آل انڈیا سنی کانفرنس کا
 نصب العین اس سے کہیں ارتعاش تھا۔ سنی کانفرنس، سیاسی امور میں مسلم لیگ کی ہم لہ
 اور حامی تھی، لیکن وہ وسیع تر مقاصد جن کی ایک پھلک آپ گذشتہ صفحات
 پر ملاحظہ فرما چکے ہیں، ان کے حصول کے لئے سنی کانفرنس کا یلغہ وجود از بس ضروری تھا۔
 سنی کانفرنس کے مرکزی دفتر سے جاری ہونے والے ایک مطبوعہ سوال نامہ (جو ہر علاقہ
 کے سنی اکابر کے نام جاری کیا گیا) اس کی مزید تصدیق کرتا ہے۔

(الجمهوريّة الإسلاميّة)

انصد فترال انشیا سنی کلنفرس

مراد آباد

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

جناب کرم زاد الطاف

موجودہ مسئلہ (اگر ناٹا یا سستی یا غرضیں یا اس) کا طریقہ صحت مع تمام ریز و متغیر شدہ و اجلاس مذکورہ
معارضہ صحت ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ کام سہجی سے کیا جائے تا سبیلہ تکلفت جوں کہ موثر سستی و کے
جواب ابد تحقیق جو بعد جلد ممکن ہو اور سال فراز کرنا شروع کریں۔

[illegible]

(۳) آپ کے حدود میں ابتدائی اور متوسط اور اعلیٰ تعلیم کے کتنے درس گاہیں الہیہت کے زیر انتظام کام کر رہی ہیں اور انکی حیثیت کیا ہے ؟ براہ کرم نقشہ نمبر (۱) کے صحیح انداز کے کر کے حدود دفتر میں ارسال فرمائیے۔

(۴) آپ کے حدود میں کتنے درس گاہیں اور خانقاہیں ہیں ؟ وہاں کے متولی، صاحب حمامہ، ملازم، دہرائی وغیرہ کے حالات سے نقشہ نمبر (۲) پر کر کے مطلع فرمائیے۔

(۵) مثل مسلمانوں کی جسمانی تربیت کا نظام، ورزشیں، بیوٹ، کشتی وغیرہ کے کھیل اور تیراخی اور قلیل کی مشق کے اختیارات، کمبل کر کے صحت و فز کو مطلع فرمائیں۔

(۶) کیا آپ نے ایسے کاتبین نامہ لاکوئی مسودہ طیارہ کیا ہے، جھگڑا دیہ سے عورت عند الغنوت خصوصاً فصل کر کے اصرار لایا، احتیاط بھی ملحوظ رکھ کر معمولی رکشیاں پر وہ اپنی عقل سے فائدہ بریابی ذکر و اے ؟

(۷) امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی نیکیوں کی ترغیب اور مجرمانوں سے نفرت دلانے کو کہتے ہیں امار بھارتی کیجیے، جو حسن اخلاق کے ساتھ غلطی کو طاقت و حسن باخلاق و معاشرت کی تلقین کریں اور ناقص نیکیاں سے روکیں۔ ان رضا کاروں کی تعداد اور ان کے نظام عمل سے مرکز کو مطلع کیجئے۔ والسلام

محمد بن عبد الله بن محمد بن عيسى

ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اسلامی ریاست — پاکستان کے قیام کے باوجود مذکورہ بالا امور ابھی تک معرض التوا میں پڑے ہیں۔ پاکستان کے حصول میں مسلم لیگ کا کردار قائد مذہب اور عنان حکومت بھی اسی کے ہاتھ میں رہی جس کا نفوس کے اکابر مطمئن تھے کہ مسلم لیگ پاکستان میں اسلامی قوانین کا فرد نفاذ کرے گی۔ لیکن بد قسمتی سے قائد اعظم کو زیادہ بہت نہ ملی وہ جلد ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کا کوئی جانشین لیا نہ آیا جو اسلامی قوانین کا نفاذ کر کے مسلم لیگ کے سرے اس قرضہ کو آفات تہاہ ال قوم اس مرد مجاہد کی منتظر ہے۔

ۛ مردے از غیب آید و کارے کند

آل انڈیائی کانفرنس کے مختلف اجلاسوں میں اجیر شریف کا اجلاس خصوصی نوعیت کا حامل ہے، اس اجلاس کے انعقاد کی خاصی شہیر کی گئی۔ ایک اخباری اشتہار کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

دربار خواجہ غریب نواز میں ہندستان کے
علماء و مشائخ کا اہم فیصلہ

آزاد اسلامی حکومت کی بزرگ و عظیم ترین قربانیاں شہید کی گئیں
 ان کے لئے اللہ تعالیٰ اجر و ثواب کا اجر دے گا اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ
 جہنم کی آگ میں داخل کرے گا

اسلامی مہند کو معلوم ہے کہ گزشتہ چھ مہینوں میں دس کروڑ مسلمانوں کی ہجرت
مشرق و جنوب مشرق آں اناہی پستی کا سفر کیا ایک عظیم اجتماع سرزمین بنا دیا
جس سے منعقد ہوا تھا۔ اس ہجرت میں صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان، پنجاب
پوہلی، سی پٹی، بمبئی، مدائن، نیجھل، اور آسام کے بااثر مسلمانوں کا وفد
مشرقی مہند کے دس اعلیٰ میں غور و مشکر کے بعد متفقہ طور پر مقصد کیا گیا کہ
فرمانِ وحید کی عزت و حیثیت کی حفاظت کے لئے یکا کست
جی آزاد اسلامی حکومت قائم کرنا، اشد ضروری ہے لہذا اس عظیم
مقصد کو حاصل کر کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کرنے کی
شد اور تیار رہاں کی خواہشیں۔

۱۔ احمد پٹر کو اس حکیم فیضی کے تحت حمل و شائع کرنے پر فانی دورے شدہ و مع
کردے ہیں اور انہوں نے اپنے خاں خانی کی ہمت کو صبح طور پر محسوس کر لیا
ہے۔ چنانچہ صوبہ سرحد کے علماء و شائخ اور آزاد قبائل کے سرداروں کا کھینچ
ایک اور فائدہ جتنا حضرت توحید مکی پر وہاب کی شریف کے زیر پرہیز نام
مستفہم ہوا اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم اپنے محبوب مقدمہ کو حاصل کرنے
کے لئے لڑ رہی ہے پڑی زبانیاں پیش کر رہا ہے۔

ایک اہم شاندار جلسہ بمقام اجیٹرین

منعقد ہو رہے ہیں۔ بریلی القدر اجتماع میں ہندستان کے تمام صوبوں کے علماء و شایخ شریک ہو رہے ہیں اس جلسہ میں وزارتِ شریعت کی تجاویز کے ہر گوشہ پر گہری تنقید کی جائے گی اور آزاد اسلامی حکومت کے قیام کے لئے مناسب پروگرام طے کیا جائے گا۔

خواجہ غریب نواز اجیری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس کے موقع پر دیوان سیدنا
آل رسول علی خاں سجادہ نشین دربارہ جمیری دعوت اور صلوات میں آل انبیاؑ کی خاطر
کا خصوصی اجلاس ۵۔ ۶ رجب ۱۳۷۵ھ / ۸۔ ۹ جون ۱۹۵۶ء کو اجیری میں منعقد ہوا
اجلاس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ ایک لاکھ ستر ہزار کا اجتماع ہوا۔
شرکاء حضرت میں چند کے اسم گرامی یہ ہیں :-

مولانا ابوالحامد سید محمد اشرفی (صدر آل انڈیا سنی کافرنس)

مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب (ناظم اعلیٰ آل انڈیائی سنی کانفرنس)

مولانا شاہ محمد عبدالحماد قادری بدایونی دنا ظم نشر و اشاعت اہل اندیاسنی کانفرنس

مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

عاجی محمد عارف خاں صاحب

مولانا محمد اسحاق ایم رضا جیلانی میاں

مولانا مخدوم میاں صاحب

مولانا نذیر حسین دہلوی

مولانا عبدالحمید صاحب

مولانا محمد عابد القادری بدالوفی

علاوہ کی تعداد کا موضوع بنارس سنی کانفرنس کی منظوریہ کردہ تجاویز پر اعتماد پاکستان کا حصول مہا سبھانی تحریک کے مقابل کے خلاف احتجاج اور نفرت، اعراض مقدمہ کے لئے اصلاحی پروگرام وغیرہ امور تھے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر ہندوستان کے تمام علاقوں میں موجود تھے۔
تقسیم ملک کے بعد تباہ و آبادی میں بعض علاقہ و مشائخ پاکستان چلے آئے اور بعض
اپنی اپنی خانقاہوں، مدارس اور مساجد میں ہی محدود ہو گئے۔ مسلم لیگ کے اسلامی
قوانین کے نفاذ کے وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے سنی کانفرنس کے اکابر نے اپنی سرگرمیوں
صرف عراب و منبر تک ہی محدود کر دیں۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں رہ جانے
والی مسلم آبادی کی رہنمائی بھی انہی حضرات کو کرنا تھی۔ ملک کی تقسیم کے بعد دونوں حصوں
میں موجود اکابر نے اپنے دائرہ کار کو ہنگامہ سیاست سے الگ رکھتے ہوئے روحانی
و تعلیمی تربیت تک محدود کر لیا۔

قیام پاکستان کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان میں موجود اکابر اہل سنت نبوی
صورت حال پر غور کرنے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے مارچ ۱۹۴۷ء
میں مٹان کی عظیم درسگاہ و انوار العلوم، میں جمع ہوئے، بڑے غور و غوض کے بعد طے پایا
کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اب نیا نام — جمعیت علماء پاکستان ہوگا۔ اور اب صدارت
کے فرائض علاقہ اہل سنت سید محمد احمد قادری خطیب جامعہ وزیر خاں لاہور سر انجام دیں گے
اور ناظم اعلیٰ سزاوی دہراون سید احمد سعید کاظمی مہتمم دہراعلوم انوار العلوم، مٹان ہوں گے۔
اس طرح حضور اکرم، نور محمد، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ۲۳ سال
تک (۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء) اسلام کی سر بلندی اور مسلمانوں کی نجات و بہبود کے لئے
جو کوششیں آل انڈیا سنی کانفرنس نے انجام دیں وہ تاریخ کا ایک سنہری باب بن گئیں۔
لیکن بد قسمتی سے تاریخ نویس اس عظیم تنظیم کے عظیم کارناموں سے انصاف نہ کر سکے۔

۱۔ ہندوستان میں اس تحریک کو کمیونہ نہم کہ دیا گیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا مقصد حقیقی صرف
تعمیر پاکستان تھا۔ (فاضل بریلوی اور ترکیب موالات، ص ۸۰)

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس دور کی تاریخ نگاروں نے والوں میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں
کی ہے جو قیام پاکستان کے مخالف تھے اور آج تک یہ نظریہ ان کے قلب و ذہن قبول
کر سنے سے قاصر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے یہ توقع کہ وہ تحریک پاکستان کے مجاہدوں
کا اچھے الفاظ میں ذکر کرتے۔

۲۔ اس خیال است و جمال است و جنوں

اس سلسلہ میں ایک کونا ہی اہل سنت کی بھی ہے کہ ہم اپنے اکابر کے فرائض
کارناموں کو نہ خود سپرد قلم کر سکے اور نہ غیر جانبدار مؤرخین کو اس طرف متوجہ کرا سکے
جس کا شکوہ بحال طور پر بعض نامور مؤرخین کو ہے۔ بحمد اللہ اب پیروں کی اچھاال ہوئی
گرو کی دبیز تہیں جھڑپری ہیں اور حقائق بے غبار ہو کر سامنے آ رہے ہیں۔ یہ مختصر
کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

کچھ خطبات کے بارے میں

اس کتاب میں سنی کانفرنس کے عظیم المرتبت قائدین کے چند مآل خطبات ہیں جو انہوں نے مختلف اجتماعات ملی میں ارشاد فرمائے۔ جہاں تک ان خطبات کی مذہبی و سیاسی افادہ جہت کا تعلق ہے، وہ ایک مستند امر ہے، ان میں سے کا ہر خطبہ اور اس کے ضمنی عنوانات بجائے خود ایک مکمل عنوانات ہیں، جو ہر قاری کو مفور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں، لیکن ان خطبات کی ایک دوسری حیثیت سنی کانفرنس کے اکابر کے فرائضی رہنمائی اور فکری میلانات کی وہ سرگزشت ہے جو میدان عمل میں سنی مشائخ و علماء کی قربانی و ایثار اور استقامت و استقلال کی ایسی داستان ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے عمل کی دعوت ہے۔

○ برصغیر میں سنی اکابر جن بڑے بڑے مسائل سے نبرد آزما ہوئے ان میں

○ بغیر ملکی سامراج کی گراں باز زنجیریں

○ ہندوؤں کا متعصبانہ رویہ اور ان کے مظالم — اور

چند مدعیان اسلام کی خود غرضانہ اعتراضات کے تحت غیر اسلامی حرکات وغیرہ اور سب سے نمایاں اور محرکہ الامارہ ہے۔

ان خطبات میں اگرچہ وقتی مقتضیات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے، تاہم وقت کی تمام صداؤں، حوادث کے پیہم وار — اور مردِ زمانہ کے باوجود سنی کانفرنس

کے بنیادی نصب العین میں کبھی بھی کوئی فرق نہیں آیا یہی اس کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے۔ ان خطبات کے پڑھنے سے جو جزئیات آسانی سے سامنے آتی ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(ا) آل انڈیا سنی کانفرنس کیا ہے؟

(ب) آل انڈیا سنی کانفرنس کا نصب العین کیا ہے؟

(ج) آل انڈیا سنی کانفرنس اور دیگر جماعتوں میں کون کون سی باتیں ماہر الامت یاز ہیں؟

(د) آل انڈیا سنی کانفرنس برصغیر میں پیش آمدہ مسائل میں کس حد تک راہنمائی کرتی رہی؟

(ه) آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی سیاسی بصیرت اور جذبہ دینی کی بھلک۔

(و) اسلامیان ہند پر وارد ہونے والے پے درپے مصائب میں آل انڈیا سنی

کانفرنس کے اکابر کا قیام از طرز عمل۔

(ز) دو قومی نظریہ کے احیا اور تحریک پاکستان میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے زعماء کی بے مثال قربانیاں اور ان تھک جھجھک و جہد و جھیر۔

بعض طبائع جو ناقداً از فرائض کو اشتغالی جذبہ کے تحت ادا کرنے کی عادی ہیں، لیکن

ہے وہ ان خطبات میں اپنی حسب پسندین میخ نکالیں، ان کی خدمت میں گزارش ہے

کہ دورِ حاضر کے بعض دانشور بے بھول جاتے ہیں کہ دین اور سیاست لازم و ملزوم ہیں دین

کی جدائی سے سیاست — چنگیزیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سیاست —

دین کے تابع — ایک رحمت ہے، اور دین — بغیر سیاست کے رہبانیت

ہے۔ دونوں کے حسین امتزاج میں ہی خلافت راشدہ کا صحیح پرتو دکھایا جاسکتا ہے —

مردِ مومن کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو تو دوسرے میں تلوار۔

— یہ دونوں ایک دوسرے کے محافظ ہیں۔

گفت اگر از راز من داری خبر
سوئے این شمشیر دین آں نحر !
ایں دو وقت حافظ یک دیگر اند
کائنات زندگی را محور اند !

اکابر اہل سنت کے خطبات میں ایسے مقامات بھی آئیں گے جہاں محض سیاست کو ان کی ہر دھڑکی پر تنبیہ کی گئی ہے اور ایسے کلمات بھی ملیں گے جہاں کسی مدعی اسلام کی اسلام سے بیگانگی یا اسلامی مزاج کے خلاف کسی حرکت پر سرزنش کی گئی ہے۔ یہ مروان خلیفہ قاضی سے تعلق رکھتے ہیں، جو شرعی اور سیاسی تقاضوں کے مطابق قوم کی نہ صرف صحیح رہنمائی کرتے ہیں بلکہ بعد ازاں اسلام کے خلاف سرزد ہونے والی حرکات کا سدباب بھی کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کا یہ دوسرا فرض بعض اوقات بظاہر ناخوشگوار محسوس ہوتا ہے مگر یہ حضرات ایک طبیب کی طرح فاسد مواد کی نشاندہی اور ایک ماہر جراح کی مانند تیز فشر سے اس کے اخراج میں کوتاہی نہیں کرتے۔ یہ ناخوشگوار فریضہ ہی صحت مندانہ نظریات کا محافظ ہے۔

ان خطبات کا تعلق اگرچہ ماضی کے انقلابات و حادثات سے ہے، مگر عالم گیر صداقتوں کی طرح ان خطبات کی انادی حیثیت آج بھی مسلم ہے۔ اکابر اہل سنت نے اپنے ان خطبات میں قوم کو بولا کہ غلطی کیا ہے، وہ آج بھی قابل عمل بلکہ واجب العمل ہے۔ اقتدار کی شکست و رخنیت کے باعث قومی و ملی جذبات میں جو بے جا اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ ان جذبات کو شاہراہ مقصود تک پہنچانے کے لئے یہ خطبات ایک راہنما ہے

کسی طرح کم نہیں، بالخصوص وہ حضرات جن کے پیرو قوی رہنمائی کا فریضہ ہے یہ خطبات ان کے لئے مشعل راہ ہیں، انہی کی روشنی میں وہ ملی پروگرام طے کر سکتے ہیں، ان سب امور کا کڑیٹ اکابر علماء و مشائخ اہل سنت کو پہنچتا ہے، جن کی سیاسی بصیرت اور دراندیشی پر حالات شاید عامل ہیں۔

اکابر اہل سنت کے ان خطبات کا ایک اور افادہ یہ بھی ہے، اور وہ ہے اردو زبان کی خدمت۔ سنی علماء و مشائخ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ اردو — مسلمانوں کی قومی زبان کے طور پر استعمال ہو۔ حالانکہ ماضی میں — غیر منقسم ہندوستان میں — اور بد قسمتی سے ملک خدا داد پاکستان میں بھی — اردو کے خلاف گہری سازشیں کی گئیں، اس کا رد یہ کم کرنے کے تمام چیلے انہی حضرات کے تعاون سے ناکام رہے ان خطبات کا اردو زبان پر ایک گونہ احسان ہے اور بذات خود یہ خطبات اردو ادب کے شہ پارے بھی ہیں، اور بعض عبارات تو اردو لٹریچر کی نگاری کا بہترین نمونہ ہیں۔ ان خطبات کو مرتب کرتے وقت آل انڈیا سنی کانفرنس کی تدریجی رفتار کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس سنی کانفرنس کی بھرپور ترقی کا اندازہ ہو سکے گا، گزشتہ صفحہ میں شامل محسوس کے علاوہ کوشش یہ کی گئی ہے کہ مشائخ عظام کے خطبات بھی اصل حالت میں آپ تک پہنچیں، اس مقصد کے لئے اکثر مطبوعہ خطبات کے عکس شامل کئے گئے ہیں، خطبات کے آخر میں چند اہم تقاریر جو اخبارات میں شائع ہوئیں، وہ بھی درج ہیں یہ تقاریر اگرچہ مختصر ہیں، تاہم سنی علماء کی پاکستان سازی کے سلسلہ میں ان کی مساعی جمیلہ کا ایک دستاویزی ثبوت ہیں۔

(۵) جماعتِ رمضانہ مصطفیٰ بریلی اور انجمن خدام الصوفیہ کی پاک و ہند میں خدمات کا جائزہ۔

(۶) مدرسہ و خانقاہ کا ربط اور اتفاق بین المسلمین کی ضرورت۔
(۷) خالص سنی تعلیم — آل انڈیا سنی کانفرنس کا نصب العین اور نظام عمل
آئندہ صفحات پر ”خطبہ اشرفیہ“ کا وہ عکس دیا جا رہا ہے، جو ماہنامہ اشرفیہ
دیکھو چھ شریف، شوال المکرم ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔

الخطبۃ الاشرفیہ

خطِ صدارت شیخ المشائخ حضرت سید محمد علی حسینی اشرفی
سہ ماہیہ شریف (دس برس)
آل انڈیا سنی کانفرنس کے مراد آباد

۲۰-۲۳ شبانہ ۱۳۸۳ھ / ۱۹-۱۸ مارچ ۱۹۶۵ء

آل انڈیا سنی کانفرنس کے یوم تاسیس کے موقع پر دیئے گئے اس خطبہ میں نہایت
سادگی اور بے ساختگی سے جو امور بیان ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:-
(۱) اعلان حق کے ارکانِ خمسہ: جرأت، دہمت، عقل و فراست، استقلال و جماعت،
صبر و قناعت اور تحمل و مروت۔

(۲) حق کہنے میں موانعِ خمسہ: مادی قوت سے مرعوبیت، ملامت و نفرت
سے بچنے کا خیال، جوش کا جذبہ جنوں میں تبدیل ہو جانا، دین کی پاسداری نہ رہنا، اور شکم پروری،
دنیا طلبی اور شہرت پسندی کی ہوس۔

(۳) نئے فرقوں کی پیدائش۔

(۴) برصغیر اور بلادِ عرب میں مصائب کا باعث۔

المخطبة الاشرفية

یعنی خطبہ صدر ارت شیخ المشایخ امام الاولیاء سند الاصفیاء حضرت مولانا مولو
ابو احمد سید شاد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی صاحب سجادہ کچھوچھ
منقذہ ضلع فیض آباد جو آل انڈیائی کانفرنس کے اجلاس ادا بادرین پٹھا گیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مفتی احمد رضا خان دہلوی

تقرآن نسبت بآیات موجود و حبیبت محمود و من اتبعه مسعود و ائمت با شاک
مشهود و در وقت مفقود و من خالف نبیک فهو مرد و دیا سبوح یا فاد و من یدع
یا د و وصل و سلس و باریک علی احمد محمود و افضل مولود سید ناز و مولانا محمد
ظفر الوجود علی الله و صحبه المنفل بن الحق و الامجد و

اما بعد۔ معاصر بزرگوں اور سلف علم شریعت کے علم و ارادہ سے پیارے سنی بھائیو اور بریس اخوانی عزیزو! اپنی تقریباً ہشتاد سالہ عمر کے جن مبارک ساعت میں آج پہنچا ہوں، اوسکو اگر میں اپنی لطیف صدی ہمت کی متناؤں اور سات دلی دعاؤں اور زیاروں کا نتیجہ کہوں تو بالکل بچانہ جو گامبر اشارہ آپ کے اوس شاندار جلوس اور بر شوکت استقبال کی طرف نہیں ہے جسکو آپ نے آج اس فقیر کی آمد پر عیش و غر و شش کے ساتھ کیا تھا اور جسکا نتیجہ آپ کی مان آزری اور سفید بانوں کی حریت افزائی کے سوا کچھ نہ تھا اور جسے میری شخصیت میں کسی دینی حیثیت کا اسٹانڈ نہیں کیا اگر میرے مفاد میں جلوس و استقبال کا کچھ حصہ ہوتا تو آج میں نکلتے میں ہوتا جان لاکھوں مسلمانوں نے غیر معمولی اہتمام سے بے مثال جلوس کا حیرت افزا نظارہ کرنا تھا اور اوس مقام کو چھوڑ کر کئی سو کوس کے فاصلہ کو طے کر کے دور اہوا و امر اور بارہ آنا ناگر میں جاتے

اشرفی

۲

سوال نمبر ۱۲۵۳

ہوں کہ میرے لیے نفع اسی میں ہے کہ آج کی مقدس نشست میں شریک ہو کر اہل علم اور
 باعزت حضرات سے فیضیاب ہوں اور یہی جذبہ ہے جو مجھ کو بیان کیسے کر دیا ہے اور میں اپنی
 کامیابی پر بچہ نازاں ہوں ہر حال میں آپ کے اخلاص و محبت کی عزت کرتا ہوں آپ کا بچا
 دھار ہوں کہ آپ کی پاک اور بے لوث نیت کا ثمرہ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے اور
 اور آج میں اپنے اس درد کی کہانی آپ کو سناتا ہوں جو نصف صدی کی عمر گھٹا ہے یا یوں
 کہنے کہ ایک ہشتاد سالہ ضعیف و ناتوان کا تجربہ ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ اپنی حیات
 کا دور غریب ترین عمر کر چکا ہوں اسلئے آپ سے امید ہے کہ اس وقت کی باتوں کو میری دست
 سمجھ کر آپ سنیں گے اور بلا خوف و تردد لازم حق گوئی اور حق پسندی کا آپ حلف اٹھا لیتے
 میں نہایت سادہ الفاظ میں اپنے واقعات کے تذکرہ کو آج سے شروع کرتا ہوں اور آپ
 پر چھٹا ہوں کہ اس مجلس میں حاضرین جلسہ کو ن لوگ ہیں۔ اس سوال کا جواب صرف
 اس قدر ہے کہ سادات و شیوخ و علما ہیں وغیرہ جو مذہبی طور پر پورے سنی ہیں اور کلمہ جمع ہے
 اور شریکین زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جسے آباؤ اجداد بیرون ہند کے رہنے والے تھے جن
 خود ان دور افتادہ لوگوں میں سے ہوں جسکا کرہ زمین پر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں اہلبیت کے
 گھر میں مسکن ہونا چاہئے تھا یا کم از کم جلاوطن و بعد ازاں رہنا چاہئے تھا مگر آج اپنے
 اجداد کی قبروں سے دور اس تاریک ملک میں پڑا ہوں۔ اب آپ ذرا دل و دماغ پر
 زور دیجئے اور اپر فور سمجھئے کہ اپنا پیارا وطن محبوب گھر اپنا مقدس میراث آبائی نورانی
 گودا وہ ہمسہ کون چھوٹا اور ایک اجنبی ملک میں ہم خوشی کے ساتھ کیوں چلے آئے اس
 سوال کو آپ جتنا در سوچیں گے اسی قدر آپ اپنے ایمان ثابت سے قریب ہوتے جائیں گے
 اور دہم سلوک کی ایک ایک منزل طے کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حقیقی جواب تک پہنچیں
 یہ آپ ان تخلیوں کا نظارہ کریں گے جسکے کشف و شہود کا نام خدا رسی و دلالت ہے۔ یعنی
 وہ سوال جو آج اس مجمع میں اٹھا ہے اسکا جواب وہ واقعات ہیں جنکی ابتدا آج سے
 پترہ سو برس پہلے ہوئی تھی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ عرب کی تاریکیاں شب و بچہ کو شرمندہ کرتی
 تھیں اور اس خطہ پاک کی ہالہ بین عرب اٹل ہو گئی تھیں یہ ٹیک ہے کہ یورپ کی وحشت
 ایشیا کی بت پرستی افریقہ کا غرور بھی حد سے متجاوز تھا مگر عرب کی اندھیر گری کا وہ عالم تھا
 کہ کرہ زمین میں اور نہایت و نفرت کی و بھاری بڑی تھی اور کسی قلب میں انکی انسانیت

اشرفی

۳

سوال نمبر ۱۲۵۳

تسلیم کرنے کی گنجائش نہ تھی یہاں تک کہ جو مطلق کی تخلیوں کے تنوعات و تعینات کی تھی
 ظاہر ہو میں شان جمال کی گھٹنگ و گھٹائیں تمام عالم پر اوعین اور رحمت کا بہرہ برسان
 سیما ہی دور ہوئی تاریکی چھٹ گئی صبح ہوئی اور دیکھئے والوں نے اپنی آنکھوں سے
 دیکھا کہ عرب کے افق اور فاران کے مطلع سے ایک منظر آفتاب قرب و غور شدہ جو بیت
 پر چکا جسکی وزائی کر فون اور شعاعوں نے تمام عالم کو روز و روشن کر دیا اور جسکی گرمی کا
 نظارہ آج بھی کر کو کرہ زمین کے چہ چہ پر کالہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوم ہے ایک سایہ انہی ہے جو عالم کے سروں پر جلوہ فرما ہے اور
 جس سایہ کی وسعت پر مٹتے بڑھتے آج بھی ماکان و مایکون کو محیط ہے یہی نل ہے
 جسکی درازی پر شان ربوبیت مہابت فرماتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے اللہ عزالی
 ساری کف مدد الظل یعنی قادر و قیوم نے اپنے بندوں پر رحم فرمایا اور اپنے بنائے کی
 لاج رکھی کہ اپنے پیارے سید المرسلین عالم البندین اس بن دینا کے صدر نشین حضور پر نور
 سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین پر بھیجا اور حضور کی افضلیت
 مطلقہ و محبوبیت خاصہ کے حضور عرض سے فرشتے تک نے کمال نیاز مندی سر جھکا دیا
 پھر کیا خاصانیت کا نور ہو گئی تاریکی کی جگہ نور حزن و ملال کے بدلے امید و سرور نے جگہ
 پائی سعادت مند و زمین حلقہ بگوشی کا عہد کرنے لگیں جاہل عالم ہو گیا بر دل بباد
 کر دیا گیا اور جزیرۃ العرب کی خوفناک حالت اوسکے اسن و تقدس سے بدل گئی جو لوگ
 چوری و کبیتی، بیہائی، خوریزی، پست پرستی، شراب نوشی بے امنی کے عادی اور ہر قسم
 وہی لوگ بے حسی، عدل پسندی، مباداری، توحید پرستی، اخلاص و قدس کی ضمانتی
 دیا امنی کے مشال بن گئے جس قوم کے افراد کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا اس قوم میں صدیق اکبر
 فاروق اعظم، ذوالنورین، حیدر کرار ہو کر نکلے جسکا نام ادب سے لینا حق پرستی کا
 جزا و نیکام ہو گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوانہ وارضائہم عنا۔

ان توحید کے متوالین شیع رسالت کے پروانوں حق پرستی کے دلدادوں بعد ا
 قدس کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والوں کی حیات کا سطح نظر اور زندگی کا مقصد غرق
 سے ہٹ کر صرف اعلان حق ہو گیا اور انہیں وہ اپنے کو زیادہ کامیاب یاد کرتا تھا
 اعلان حق میں زیادہ حصہ حاصل کرتا تھا چنانچہ یہی جذبہ تھا جو توحید کا غرور و کبر عظمت کے

گیون اور مدینہ طیبہ کے کوچوں میں چکر کھا کر نہیں دیا بلکہ جزیرۃ العرب سے بھلا تاہم شہا
د افریقہ و یورپ عرض ریع ارض سکون میں پھیل گیا اور اسلامی بحیرہ کی آواز باز گشت
یورپ کے ایوانوں اور افریقہ کے صحرانوں اور ایشیائے کے پہاڑوں سے آئے لگی ہر غری
ہو ابرکات توجید ساتھ لائی اور ہر مشرقی ہوا و سکا شاندار استقبال کرتی۔ انشا پرورد
کے علم کتابوں کی مسطرب علوم کی روشنیان جہاد کی شہر فیان جگہ سمندر کی موجوں
پہاڑوں کی چوٹیاں ریگستان کے ذبے سواحل کے دلدل بلکہ نیزہ کی نوک تلوار کی باوہ
گھوڑوں کی ٹاپین اور توپوں کی گرج کا واحد فرض یہ تھا کہ اعلان حق کی رفاقت
کرین اور اسلامی صداقت کے اعتراف سے ربط لسان رہیں ہی اعلان حق کا جذبہ
تقا جسکے نشے توجید و رسالت کے متواتر سے گھر بار عزیز و یار سب کچھ چھوڑ آیا و
دنیائے دیکھا کہ حق پرستوں کا گرد و عرب سے ٹکڑ دینا میں پھیل گیا کیا تم و سب کو نہیں
پہچانتے جو عرب سے جشت آیا اور بڑھتے بڑھتے جس نے سر زمین ہند میں آکر اعلان
حق کا فرض ادا کیا اور اپنی قوت صداقت سے بڑھے بڑھے ہندوؤں کے زور بازو
اور شجاعت کے عزور کو خاک میں ملا دیا جسے دارا بجرا جبر شریف کا تقدس قیامت
تک گرا رہیگا۔ درحقیقت اعلان حق کا نشہ وہ کیفیت نہیں ہے جسکو دنیا کی کوئی قوت
اوتار سکے یہی سرور تھا جسے حضور غوث العالم محبوب بزدانی تارک السلطنت محمد
سلطان بیدارشرف جانیگرمناقی کو سمنان کے آزاد تخت و تاج سے عیسویہ کر کے
ہندوستان کے ایک دیہات کچھوچھو شریف میں بٹھا دیا اور آج اوس بارگاہ
بیکس پناہ کی عظمت محتاج بیان نہیں ہے اعلان حق کرنے والے تنہا آئے مگر اپنے
صداقت کی بدولت بیان یہ دیکھا کہ توجید و رسالت کے دلدلوں کی جماعت اوپر
بٹھا ور ہو رہی ہے ایسی جماعت جسکا ہر فرد بجائے خود تبلیغ کا سرچشمہ بنا ہوا تھا
نہیے اب اسکے گھنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمان اعلان حق کرنے والوں کا نام تھا
اور اسی جذبہ نے قوم مسلم کو عزت دی تھی بیان اتنا اور بنا و دن کہ اعلان حق کی
استعداد اوس قلب میں پیدا ہوتی ہے جس میں جرات و بہت عقل و فراست دین
دریانت استقلال و شجاعت صبر و تقاوت تحمل و مروت موجود ہو و اگر ان میں
سے کسی ایک کی بھی کمی ہے تو اعلان حق صحیح معنوں میں ایک امر محال ہو اگر آپ

خدا سے قدوس ہی سے ڈرتے ہیں اور اپنی عقل و فراست سے خطرات و مہالک سے
اپنے کو بچا سکتے ہیں دین حق و ریانت صادق سے ایک سچ ہٹنا آپ کو گوارا نہیں
ہو گا ہری نا کا بیان آپ کی پامردی کو منزلزل نہیں کر سکتی ہیں اور مصائب کی
تاب آپ میں موجود ہے اور انتقام پسندی کے بجائے آپ چتر مروت رکھتے ہیں
تو آپ کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ آپ با ایمان ہیں اور آپ کی کامیابی و برتری کا اثر
و عہد ہو چکا ہے انتقام علوی ان کمندو موہنین بر خلاف اسکے اگر آپ کا دل
مادی قوتوں سے مرعوب ہو چکا ہے یا اندھیر غری کی حالت میں جانوں کی طاقت
اور کیشتوں کی نفرت سے بچنے کا خیال جا ہے یا عیوش کا درجہ جنوں تک پہنچ
چکا ہے یا دین کا پاس اور دیانت کا لفظ معاذ اللہ بانی نہیں لایا نا کا ہیں
کو یاد کر کے سکتے طاری ہو جاتا ہے یا شکم پروری اور دنیا طلبی مد نظر ہے یا شہرت پسندی
و اظہار جہاد و جلالت مطلوب ہے تو آسمان کے نارسے اور زمین کے ذرے کو وہ ہیں
کہ اسکا خیر دارین کی رو سیاہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جملہ قوم مسلم میں
صفات خمسہ مذکورہ کا وجود تھا و سو وقت تک اعدان حق کا عروج کسی پر پوشیدہ
نہ تھا یورپ کے سلاطین ہماری رہنا جوئی کے درپے تھے اور ایشیائی قوم ہماری
اطاعت کی خواہش مند تھی اور افریقہ کا صحرائی ہماری غلامی پر نازان تھا یا تنگ
کہ بساط عالم کا رخ باد مخالف سے پٹ گیا اور جذبات صداقت پر حملہ آور وہ قوم پیدا
ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کلمہ طیبہ پر مدد کر اسلامی تنظیم و اجتماع
کے خلاف خروج و بغاوت کا مادہ پیدا ہو گا اور اسقدر پھیلا کہ جسکی داستان غم
بر سو مین ختم ہوگی۔

ابھی کم و بیش سو برس کی بات ہے کہ نجد کے مشہور جنرل خیر ملک بن ابن عبدالمطلب
نے توہب کی بنیاد رکھی اور دیکھتے دیکھتے اوسکا اثر ہندوستان میں پھیل گیا۔ دہلی میں
اوسکا تخم لگایا گیا اور اوسکی پرورش اس شان سے کی گئی کہ اوسکے شرارت کی تجارت
اب علامہ دیوبند میں ہو رہی ہے انکی شرک فروشی و برعت نوشی کا یہ حال ہو کر رہا ہے
پر نقشہ لگانے لگائے کی پرستش کرتے مہر رسول پر مشرک کو بٹھائے قرآن و احادیث کو
برابر رکھ کر گشت کر لے کیشتی کے پندہ ال بھائے و غیرہ پر انکی زبانیں گونگی اور قوت ناطقہ

محدوم ہو جاتی ہے مگر میلاد شریف فاتحہ عرض کے خلاف نہ ہو اور گھنٹے کے بے ہر وقت
کمر بند رہتے ہیں زمانہ رسالت سے لیکر جنگ سب مشرک ہو جائیں انکی بلا سے
مگر انکی فرقہ بندی کا شکم بھر رہے مثل ہے مصر بدنام اگر ہو گئے تو کیا نام نہ ہوگا
چنانچہ دربار رسالت میں سرسری سرسری گایاں اور دربار الوہیت میں شرمناک
مہر زوریاں دکھا کر کفرستان ہند کے شیخ و امام یا یون کو کفر و جہنم کے صدر نشین
بٹگئے اور ہزاروں ذلتوں اور رسوائیوں کے باوجود نہ توفیق تو یہ میسر ہوئی نہ اسی
قاعدہ کو بڑا کر دیکھو مائے وہ مسلمان ورنہ مشرک یہ معنی ہے ان ہمت و درخ
کے ادعا سے ٹھیکہ رو کو دیکھ کر قادیان میں ایک شخص کو بلند پروازی سوچی اور
وہابیوں نے مسئلہ امتحان نظیر میں جو کمانی دکھائی تھی اسکو وہ نے اور اور نبوت کا
دعویٰ کر بیٹھا دوسرے طرف چکر لایوں نے سرا دیکھا اور اتباع انبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے انکار کر دیا کچھ لوگ وہابیت کے ساتھ ساتھ تقلید پر ہنگامیان دکھائے
کے عرض ایک اندھیرے گنا اور شور و غل اسقدر بڑھ گیا کہ اعلان حق کی آواز کا
ہتیا ز دشوار ہو گیا اسلام کے اس نازک وقت میں علما و کرام و علم برداران نصرت
کے لیے جا بڑھ تھا کہ وہ اسکے دفاع سے غفلت برتیں اور اس سنگ کو نذر تھاکل
کردیں بلکہ واقعات کی منظر نما اس انداز پر تھی کہ اللہ شریعت و احاطان دین کی تشریح
اس طرف بڑھ گئی تھی اور اعلان حق کا فرض ان مرتدین کی جگہ میں محدود ہو گیا
تھا وقت کی نزاکت اسوجہ سے زیادہ بڑھ گئی تھی کہ مسلمانوں کے پانچوں صفات
حیدرہ میں کمزوری آگئی تھی اور بعض صفات حیدرہ کا تو بالکل نقصان ہو گیا تھا اسی
"اعلان حق" کی جرات ہونا درکنار اسکی طرف سے غفلت بلکہ معاذ اللہ نفرت سی
آگئی تھی اور درمندان اسلام کو کلمہ الحق کتنا دشوار ہو گیا تھا کہ پھر اسی خدا کو
قدوس نے ہماری حالتوں پر رحم فرمایا جس نے اسلام کو انٹ قانون قرار دیا ہے
چنانچہ ہندوستانیوں نے دیکھا کہ ہر ایون میں حضرت مولانا عبد القادر صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور راجپور میں حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کفر میں حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ اور
سرزمین بریلی پر ایک حق گو حق پرست اور حق شناس ہستی تھی جس کے بلا خوف

نوست لاکم اعلان حق کے لیے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا اور قوم کے تفرقوں سے
بے پرواہ ہو کر اپنی اوس شان امامت و تجدید کو عرب و عجم پر روشن کر دیا جسکی
غفلت کے سانسے اعدائے دین کے کلیے ٹھہراتے رہتے ہیں بلکہ اشارہ علیحضرت
امام الحسن علیہ السلام دامنہ حاضرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ہے جسکی طرف سے
میرے بازو کو کمر کر دیا اور مسلمانوں کو جنگی وفات سے بیکس و ناتوان کر دیا۔
آپ لوگ عقیدت کے پھول اسوقت پیش کریں اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اوسکا جواب
مولانا کی خدمت میں دے کر کریں)
اس امام وقت کی وفات اسلامی ہند میں کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ اس
غیر انقلاب کا پہلا واقعہ تھا جسکی گردش میں آج ہم آپ پریشان ہیں مسلمانوں کا
افسوسناک چودہویں کی حریفانہ نظر اعدائے اسلام کی بلند پروازی کا ارتقاء
اس سے زیادہ کیا ہوگا اگر ہر ون ہند اسلامی حکومت کے حصے بخرے تقسیم کرے
پر وہ دشمن تو بین تلی ہوئی ہیں جنگ ہماری کفش برداری نے تاجدار کر دیا تھا اور
آج حرم پاک کے بیگناہوں کے خون سے اوس سفاک و ظالم ابن سعود کا ہاتھ رنگین
ہو رہا ہے چسپدار اسلام کا داخلہ حرام تھا۔
تو اندرون ہند و دہلی چھڑ چھلے مٹی سے ڈرنے والی قوم مسلمانوں کے ایمان
پر حملہ آور ہے اور سنگسار شدھی و جبر کا حربہ لیکر اون بہادر و کومادہ پرستوں نے
ڈرنے کی دھمکی دی ہے جو ہالیہ کی چوٹیوں کو ہزار برس سے پامال کر رہے ہیں
وہ ہالیہ جسکے کنکر پتھر کو یہ لوگ معبود بنائے ہوئے ہیں پاکم از کم روح و مادہ کی
پھول بھلیان اور تناسخ کے چکر میں سرگردان ہیں اور جنگی فطرت میں خلائی قوت
پرستی ہمیشہ سے تھی اسطرح شفیق ابن سعود کی سفاکیوں اور بیجا بیوں کو دیکھ کر
ہندی و ہابیوں نے مسلمانوں پر فقرے کسے شروع کر دیے ہیں اور اب علانیہ اوس
توہم و تجدید پسندی کو کہا جاتا ہے جسکو امام الحسن کے زمانہ میں کہتے ہوئے
شرم آتی تھی کہا غضب ہے کہ علیحضرت غازی اسلام امیر امان اللہ خان زمانہ و
افغانستان خلد اللہ تعالیٰ علیہ و سلطنتہ ایک مرتقا دیانی کو بھکر شریعت ٹھکر کر کے
سنت حدیث کی مثال قائم کرتے ہیں اور عالم اسلامی اس واقعہ پر مبارکباد

کہ رہا ہے مگر ہندوستان ہی وہ مقام ہے جہاں دنیا بھر کے ٹھیکے دار بے بن چنا پھر وہ گنتی کے لوگ جنھوں نے اسلامی سلطنت پر بھی انداز سے ناجائز حملہ کیا تھا وہ ہندوستان ہی کے تھے اس سبب ایک فرسنی و خود ساختہ جہلی "سولہ" اسلامی کی دعوت موجودہ زمانہ کی مشہور کاریوں کے لیے دینا ہے اور دینا ہے اسلام اور اسکی صدا کو شور و غل کے برابری بھی نہیں سمجھتی مگر ہندوستان ہی وہ جگہ ہے جسکے ساحل ہمیشہ میں صرف ایک شخص نے بطور خود مدعو بلکہ اپنے ساتھ تین سینوں کو شرکت جلسہ کے لیے روانہ کیا اگرچہ انکے لیے داخلہ حرم ازل سے معتبر تھا علیحدہ ہی اسلام زمانہ سے جبر کا دوسرے زیر نگین ایک اتفاقی سبب سے ایک پتھانہ منہم ہو جاتا ہے اور اسکا معاوضہ سلطنت و زیادہ سے زیادہ دے رہی ہے مگر وہ ہندوستان ہی کا ملک ہے میں میں ایک مخالفت کی آواز بلند کی جا رہی ہے بلکہ احمق برار کے جیسے ضروری سلسلے سے اس لیے لوگوں کو ہٹایا جاتا ہے کہ تنجائے کے عرصہ کوئی مسجد کیوں نہ منہم کرادی گئی پتھانوں کے نظام عمل پر کتنے چین پائیمبر کے عروج کا مخالفت۔ افغانیوں کے امور و اعلیٰ پر معترضین آخر وہ حرم پاک کا دشمن عرض دنیا بھر کا فیکیدار ہر معاملہ میں ہندوستانی ملتا ہے آخر یہ کیا ہے اسکا جواب صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں نے اپنا فرض فراموش کر دیا ہو یا وہ نہیں رہا کہ ہندوستان کیوں آئے تھے ہنسنے دینداری تجارت ملازمت وغیرہ ہی کو مقصد اصلی قرار دے دیا اور اسکا خیال رہا کہ اس مہم کے حرم دنیا میں ہرگز یہ قوت نہ ملے گی کہ ہو بلکہ ہر بارکت گھر سے علیحدہ کر دیتی اگر راحت دنیا کوئی چیز قابل قدر ہوئی تو گروہ انبیاء سلامین وقت ہوتا اور کمال کی انجمن چلتے پتے ریگستان پر قائم نہ ہوتی اور ہم تو اپنی گتے ہیں کہ ہندو کا راج اور سمنان کا تخت و تاج چھوڑ کر آج ہندوستان کی مشکلات کو اختیار نہ کیا جاتا مگر ہمارے بزرگوں نے اپنے نظام حیات سے اس حقیقت کو آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا کہ مسلمانوں کے سفر و قیام کا صرف ایک مدعا ہے اور وہ اعلان حق ہے مگر ہماری فراموشی اور غفلتوں کی انتہا ہے کہ صفات محمودہ آہستہ آہستہ ہم سے بھٹ جوتے جاتے ہیں اور ہمارے تفرق و تشتت کا افسوسناک منظر ہمارے اعدا کو شہیہ دے کر اوچھا رہا ہے ہمیں معلوم ہے کہ اب بھی ہندوستان میں مشائخ کرام و

و علماء عظام کی مہارک ہستیاں موجود ہیں جسکی برکت سے اس تاریک ملک کا زمین و آسمان قائم ہے مگر سب کا شیرازہ اس طرح بکھرا ہوا ہے کہ ہر ہستی کے مقامی اثر کا پھیلا ایک درجہ پر جا کر محدود ہو گیا ہے اور وہ اپنے تمام نمایاں کاموں کا تنہا ذمہ دار ہو کر رہ گیا ہے اور اب بھی مسلمانوں کا بڑا گروہ انکے برکات سے محروم ہے اسی کا نتیجہ کہ آریوں اور مشرکوں نے نذر ہو کر ملک کے علاقہ پر چڑھ کر اور مسلمانوں کو اقرار کرنا پڑا کہ انکے سایہ عاطفت سے یہ ملک برسوں سے علیحدہ رہا تھا اس موقع پر میرا فرض ہے کہ اگر انجمن جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی اور مہمان انجمن خدام الصوفیہ علی پور میدان خلیع بیابان کوٹ کو دلی مبارکباد دون جنھوں نے قوم کی طرف سے ملامت کی ہو چھار ہونے پر بھی ایک منہم کی تاخیر نہ کی اور وقت پر پہنچ کر مشرکین کے پروردگار کو کھل کر رکھ دیا جب اشرفی جنت اسس علاقہ میں پہنچا تو جیسے خود جا کر اسس منظر کو دیکھا کہ کام کرنے والوں کی دشواریاں اس قدر بڑھتی ہوئی ہیں جنکا تصور ہی گھر گھنے ملک دماغ پر بار ہے۔

ماہ مبارک ہے گرمی کی شدت ہے پانچ پانچ دس دس کوں کا پا پیا دہ مفر ہے افکار کے پتے چنا بھی کسی میسر نہیں ہے مگر عزم و ثبات کا یہ عالم ہے کہ ہر خار راہ ان جہان کی جگہ میں گل و ٹانہ نظر آ رہا ہے ایک ایک فرد کی دولت ایمان کو بچانے کے لیے ان اون مصیبتوں کو برداشت کیا گیا ہے جسکی داستان بہت طویل ہے لیکن کیا ہماری پریشانی اور قیامت خیز بد قسمتی اس سے بڑھ کر ہو سکتی ہے کہ وہ متدین اور کارکن حیات آج اپنی ذمہ داریوں سے اسلئے علیحدہ ہو رہی ہے کہ مالی ناداری نے اسکو کھوٹ کر دیا ہے اور اب اسکو ایک قطرہ پانی کا پلاسٹک والا ہندوستان میں نہیں ملتا انجنوں کے بٹنے بکڑنے کا تماشہ تو ہندوستان کا روزمرہ ہو رہا ہے اور دنیا طلبی کے کاموں میں بھی نہ ہی رنگ پیدا کرنا ایشیائی مذاق کا ایک کھیل ہے کل کی بات ہے کہ ترکوں کے نام پر کیٹیوں کی اس قدر بھر مار ہو رہی تھی کہ نام کا ملنا دشوار ہو گیا تھا لیکن ان کے آگے اپنے ہر راج بٹنے کو بھی ترکوں کی خدمت قرار دیا تھا اور ہر اعلیٰ قریب ہے کہ ترکوں کے سیمینہ پر ہندوستان آئے کے وقت بھالے رکھ دینے پر آمادگی دکھائی اور اسکو ترکوں کی خدمت بتا کر آخر دنیا فانی دینا کے اعراض فانی ایک ایک

کر کے خود بخود ساری کشتیاں معدوم ہو گئیں اور اب اس وسیع خزانہ کے سوا کچھ نہ رہ گیا جو عزیز مسلمانوں کا ہیبت کا گھر جمع کیا گیا تھا ان بھون کے اعراض انتقام سے جاری ہو کر اگر ان کی فنا کے سبب بے نظر کر دو صرف ہیں پاؤں کے اور صفات غصہ کا فقدان تھا جس کے بغیر میں کہ چکا ہوں کہ اعلان حق ایک بحال امر ہے اول تو کسی میں جرات و ہمت نہ تھی اور ثانی تو عقل و راست سے وہ خالی تھے اگر نہ بھی تھا تو دنیا و ریاست سے وہ بے خبر تھا اگر کسی کو دین کی بھی لاج تھی تو مزاج میں دست بردار تھا اور صبر و قناعت کا کیا حال تھو کہ مہری کے بعد بالخصوص جیلانی کا وضعیت اور بننے پر اس کے باوجود دنیا کا جائزہ لینا آرام اور اس کے موثر کا خیر دریافت کرنا جرم ہو گیا تھا۔ عقل و مروت کے فقدان پر ہی کافی دلیل ہے کہ اپنے ناصح مہربان پر اس نے غراناؤں کا کام تھا لہذا ایسے کاموں کا اوپر کر دیا جانا مقام حیرت نہیں ہے۔ ہاں تعجب اس کا ہے کہ ایک جبری و باہمت عقل و دیندار و متدین و مستقل المزاج و شجاع صابر و قانع مستقل و بامروت جماعت خالص یعنی مذہبی تبلیغی کام کرتی ہے اور صرف مالی تدارکی اور سکے بلند حصول کے راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ پیارے عزیز و اگر ہم اسی حالت میں ہوں اور ہم پر قیامت برپا کر دیا جائے اور سب سے پہلا سوال یہ ہو کہ اعلان اسلام ملکات اسلامیہ کی دھجیان اور اسے تھے ابن سعود نجدی حرم پاک کی پھر تینا اور عقبات غالبہ کو منہدم کرتا تھا عراق و حجاز یعنی مقدس جزیرہ العرب کا احرام خطرہ میں تھا۔ لہذا سے ہر دوس میں وہابیوں کا زور شور اور ان کے فتنوں کا بازار گرم تھا۔ قادیانوں کی بد زبانیاں بڑھتی ہوئی یقیناً آریوں کا حملہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا اس وقت تھے اسے اسلام کے مدعو اسے حسین مظلوم کے سو گوارا اسے غوث پاک علی الملتہ و آلہ کے پیار مند و اسے خواجہ ہند معین الملتہ والدین کے حلقہ گھوٹلے خواجہ نقشبند ناصر الاسلام و المسلمین کے فلاسوف پور وپ کی دراز دستیاں ابن سعود کی سفایاں وہابیوں کی منہ زوریاں قادیانیوں کی بے لگامیاں آریوں کی جبر و دستیاں دیکھتے تھے بولو کہ تھے ہمارے ہمارے طریقہ پر کیا کیا تھا اسے اعمال سے ٹکڑی قدری چشتی نقشبندی ثابت کر دکھایا یا یہ کہ تھا سے کر توت نے تھا سے دعویٰ کو غلط قرار دیا۔ پیارے عزیز و اس پر بناؤ کہ اس سوال کا جواب ہمارے پاس کیا ہو گا

جماعت رضائے مصطفیٰ اگر اپنی کار سے نمایان دکھا کر مہری ہو گئی تو اس سے ہمارا کیا جھٹکا ہو گا لہذا امر سے پہلے نوہ کر لو اور قیامت آئیے پیشہ تو شد جمع کر لو جماعت کی توجہ کو اپنی تباہی کا مقدمہ سمجھو اور اسکو دائمی حیات سے مطمئن کر دو جسے آپ کا وقت بہت زیادہ ضائع کیا اور اب میں مختصر لفظوں میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ہماری تاریخ کی روشناس اور آنتہا میں جو زمین و آسمان کا فرق ہے وہ آپ پر ظاہر ہو گیا اور آپ نے کچھ لیا کہ اس مصیبت کا غاتمہ اسی بر موقوف ہے کہ منتشر قوتیں یکجا کر دی جائیں اور خالق و مدبر سے بیکر عزیمت مسلمانوں کے چھوڑے تک کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا جائے اور اپنی تمام ملکی قومی مذہبی امور کی باگ اس طرح حضرات سوار کر ام کے مقدس ہاتھوں میں دید جائے جس سے سر تابی کی مجال کسی میں باقی نہ رہے ہم نہایت ارادی کے ساتھ قرپ کے دہانے کے سامنے کفر پسندوں کی نفرت سے بے پروا ہو کر اعلان حق کریں کیونکہ اعلان حق بیرون سو برس سے صرف ہم مسلمانوں اور خالص سنیوں کا کام کر رہا اس میں کسی واپائی کا ذائقہ نہ ہو و غیرہ کا کوئی حصہ نہیں ہے اسی درخت ہمارے عزیز و رومی و برادر ایمانی استاذ اعلیٰ مولانا حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب اشرفی جلالی کو چین کر دیا اور یہ اون کے جذبات صادقہ کی ادنیٰ انگشت ہے کہ پنجاب سے بنگال تک کے ہر صوفیہ کا مسلمان آپ کے سامنے موجود ہے جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے دست ہمت و کامرانی اذی پر ہجرت کرنے کو تیار ہے۔

پیارے سنیو! یہ کانفرنس آپ کی تنظیم و اجتماع کی بہترین صورت ہے اور عالم اسلام میں ہماری واحد نمائندہ جماعت ہے اور اس کے اعلیٰ مقاصد میں ہماری اول مصیبتوں کا دفع بھی داخل ہے جو محض قرض کے نام سے ہماری مالیات کو کمزور کر رہی ہے جسے ہماری پیروی دارین کی یہ اپنے شان کی ایک ہی کانفرنس ہے اور تمام سنی انجمنیں اس میں مستفہم ہو گئی ہیں اس کے ماتحت صوبہ کانفرنس ضلع کانفرنس تحصیل کانفرنس کا جلد سے جلد قیام سنیوں کے بارو سے عمل پر فرض ہے۔

جیسے آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام کلکتہ میں سنا تھا اور اس کے مقاصد کو معلوم کر کے ان تاریخین کا یحییٰ کے ساتھ اظہار کر رہا تھا مجھے جو علم کھائے جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس مبارک بنیاد کے وقت میری عمر کا بڑا حصہ گزر چکا ہے اور ضعیفی و ناتوانی نے

اس طرح جھکو گھیر لیا ہے کہ بین آپ کا ایک عضو معطل ہو کر رہ گیا ہوں اور سخت شرمندہ ہوں کہ اس مقدس تحریک کی کوئی نذر پیش کر کے بین حق سے بیکد و مشش نہیں ہو سکتا ہوں۔

ان میری اتنی برس کی کمائی بین مرث و دو چہرین جن جنگی جیت کا نوازہ اگر آپ میری نگاہ سے کر سکتے تو بہت اظہار کی تاجدار ہی صح نظر آئے گی یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے جس پر جھکو دینا بین ناز ہے اور آخرت بین فخر ہو گا جسکو بین کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا لیکن آج اعلان حق کے لیے بین اپنی ساری کمائی نذر کر رہا ہوں میرا اشارہ پہنچے اپنے وقت جگر دنور العین مولینا الحاج ابو الحمد و سید احمد اشرف اشرفی جیلانی پھر اپنے نواسہ و جگر بار مولانا الحاج ابو الحمد سید محمد ثاشرفی جیلانی کی طرف ہے جن دونوں کی ذات میری ضیعی کا سرمایہ ہے بین آج ان جگہ کے مکرموں کو نذر پیش کرتا ہوں کہ اعلان حق میں جیات کی آخری ساعت تک سنت و اہل سنت کی خدمت جو پسر کی جائے اوس بین میری تربیت و حقوق کا حق ادا کر دیں۔

وید ہے کہ آپ ایک مشکل درویش کی ناچر نذر کو قبول دیا کر مجھے رب کی سرکار میں سرخ و فرما بین گئے اور آپ یقین رکھیں کہ میری رات دن کی دعا میں آپ سے جدا نہ ہوگی اور آپکا درویش دل سے کبھی جدا نہ ہوگا۔

اے میرے پیارے سینو! خدا کرے کہ تم غفلت کو ہٹاؤ و ہشیار ہو ا جبار کو بھانڑو اپنی تعلیم کی قدر کرو و محبت اور اتفاق کا نظم جاؤ۔ بڑھو پھو لو جھلو اور بھلائے اقتدار کا پہریم زمین پر لہراتا ہو۔

ابن دعا از من و از جملہ جہان آیین باد

وماذا الا ان الله يعزى برزوانه على كل شئ قد يرو الصلوة والسلام على حبيبنا المشير المند بوالله وصحبه اجمعين والحمد لله رب العالمين

فقير ابو احمد المدعو به محمد علي حسين اشرفي جيلاني سجاد و شفيق استاذ دعا
بکھ وچ سرف ضلع فیض آباد

خطبہ صدارت

حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی قدس سرہ

آلہ اندیاسنی کا نفرنس مکراد آباد

۲۳ شعبان ۱۳۵۲ھ / ۱۷ — ۱۹ مارچ ۱۹۳۵ء

صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے حضرت مولانا حامد رضا خان قدس سرہ کا یہ خطبہ مشنی کانفرنس کے پس منظر اور اعراض و مقاصد کی مکمل جامعیت سے وضاحت کرتا ہے۔ بعد کے تمام علماء اور خطباء نے حضرت مولانا موصوف کی دینی معلومات کی وسعت اور ملی و سیاسی امور کی بصیرت کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ اس خطبہ میں جو امور بیان ہوئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) تنگ دل ہندوؤں کے مخالف — شدھی تحریک، سنگٹھن، ذبیحہ گاو پر فساد بلکہ قتل عام، ہندوؤں کا مزاج — جانوروں سے محبت اور انسانوں پر ظلم، سوراخ کے

بہر و پ میں مسلمانوں کو دانی غلامی کے جال میں پھنسانا۔

(۲) بعض برعین اسلام کی غیر اسلامی حرکات، ہندو مسلم اتحاد کی دعوت کے مضار اثرات تحریک خلافت، عدم تعاون، ہجرت میں مسلمانوں کے بہرہ نہ نقصانات ان تحریکوں میں بعض لیڈروں کی بے اعتدالیان۔

(۳) تعلیم، تبلیغ، تعلیم بالافان، قدیم اور جدید علوم کی ضرورت،

(۴) اتحاد بین المسلمین، تنظیم مساجد،

(۵) معاشرتی زندگی کے رہنما اصول و امن پسندی، محکم، رسومات، جبر سے احتراز۔
 (۶) مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کا انحصار — تجارت، مسلمانوں سے خرید و فروخت، مقدمہ بازی کی لعنت سے بچاؤ کی تدابیر، قانونی چارہ جوئی کے لئے مسلمان وکلاء کی تنظیم و ادارت کی بھائے ہنر حاصل کرنا، صنعت و حرفت کی ضرورت و گدگری کی لعنت سے نجات کا وسیعہ، زمین و مکان کی خرید و اسراف سے پرہیز اور میاں دہی کی تعلیق، کسب معاش کی اہمیت، اقربا سے حق الامتیان احتراز، سودی قرضہ سے بچنے کے لئے بیت المال کی غرض پر مسلمان قرضہ حسنہ کے وسیعہ کا اہتمام کریں۔

(۷) مسلمانوں کا تمدن، تہذیب و ادایات، مذہب و غیرہ دوسرے مذاہب خصوصاً ہندوؤں سے بالکل الگ ہے — دو قوی نظریہ کی تشریح۔

آل انڈیائی سنی کانفرنس کے مقام صدر مندرجہ بالا اصول ہیں۔ مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی کے یہ دائمی اصول ہیں، جن کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وقت گزرنے کے باوجود یہ اصول آج بھی مسلمانوں کی ترقی کے ضامن ہیں۔

اس خطبہ کو مولانا محمد ابراہیم رضا خاں نے ۱۹۲۵ء میں مطبع اہل سنت بریلی سے طبع کروا کر شائع کیا تھا، کتاب ہذا میں اسی مطبوعہ خطبہ کے سرورق کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ خطبہ ہمیں دیکھ خور وہ (شاید ناقص الاخر) نوٹس شیٹ کی صورت میں جناب پروفیسر محمد ایوب قادری دکن (راچی) سے دستیاب ہوا ہے، آپ تک اصل خطبہ پہنچانے کی غرض سے دیکھ خور وہ مقامات خالی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

اس خطبہ کی حراہی کے سلسلے میں ہم پروفیسر صاحب موصوف کے شکر گزار ہیں۔

سلاہ قارئین! اگر ان خدمات پر زحمت پیش آئے گی جس کیلئے ہم مقصد نبواہ ہیں، ہمیں لی اعلیٰ سہیل کے بارے میں مکمل تشویش ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ عز و جل ارادہ فرمائے، اس کی کوپرا کر سنے کی کوشش کی جائے گی۔ (مدرسہ) نوٹ: چونکہ نوٹس شیٹ سے "عکس" تیار نہیں ہو سکا اس لئے مذکورہ خطبہ کی کتابت کرائی گئی۔

جمعیت عالیہ
 خطبہ صدر

جمعیت عالیہ

جو

حضرت حامی مبین ماحی نقی شہر ریلا راجہ کمارہ جیہ الاسلام شیخ الانام
 الحنفی الشاہ محمد حامد رضا خان صاحب قادیان برکاتی رضوی بریلوی صدر مجلس استقبالی
 جمعیت عالیہ اسلامیہ دارم فیضہم نے اہتمام کیا

آل انڈیائی سنی کانفرنس

صفحہ ۲۰ تا ۲۲ شعبان ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ء مارچ ۲۵ء بمقام مراد آباد کے لیے
 مرتب فرمایا

مطبع اگلسنٹ بریلی

یہ تمام مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب طبع ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
أَفْضَلِ رُسُلِهِ وَسَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ

عہد حاضر

اگرچہ اسلام کی نشوونما ہی مخالفتوں میں ہوئی اور ہر زمانہ میں مخالفین کی زبردستی
طاقتیں اُس کے دہے استیصال رہیں لیکن عہد حاضر کے مصائب اور دُور موجودہ
کے نئے بہت زیادہ ہیبت اور جھیاٹک نظر آ رہے ہیں۔ ایک طرف تو مختلف قسم
کے دشمنوں کا اسلام اور مسلمانوں کو مٹا دینے کے لئے ٹوٹ پڑنا اور اس خیال میں مومنوں
کو کشش کرنا اور شب و روز معروف ایدہ اور رہنا اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو اپنی
زندگی کا بہترین مقصد قرار دینا۔ دوسری طرف مسلمانوں کی ہر طرح کی کمزوری اپنے ممالک
سے غفلت اپنی حفاظت سے بے پرواہی مذہب سے ناواقفیت باہمی مناقشات
تھوڑی سی طبع پر دشمنان اسلام کی تائید اور غداری پر آمادہ ہو جانا۔ اپنے اوپر اعتماد نہ کرنا
دشمنوں کو دوست سمجھنا اور اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں دیدینا۔ دوست نہاد دشمنوں اور
مسلم غائب خواہوں کو نہ پہچاننا اور ان کا غریب سے نفرت کرنا اپنے اسلامی بھائیوں کو ان کی غریبی
یا ناداری کی وجہ سے بد نظر حقارت دیکھنا۔ پیچہ پیش آنے والے حوادث سے عبرت پذیر
نہ ہونا۔ بار بار اہل عزمی کے فریب میں آ جانا اور کمال بد عقلی سے پھر بھی ہوشیار نہ ہونا اور ان
کے دام ترویر کے شکار ہوئے رہنا۔ یہ وہ حالات ہیں جن پر نظر کر کے کہا جاسکتا ہے کہ
پچھلے ادوار میں مسلمانوں کو جن مصائب سے سامنا پڑتا رہا ہے وہ ان عبرت انگیز حالات

کے مقابل پہنچ رہے ہیں بہت سے ملت فروش مسلمانوں کے نمائشی مجدد و بن کر ان کی رہنمائی
کے دعاوی کے ساتھ دشمنان اسلام سے دوست حاصل کرنے کے لالچ میں مسلمانوں کی بھڑکائی
اور اختیار کی خدمت گزاری کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کے اسلامی نام اور دعوی اسلام سے
وہو کے کھاتے اور غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔
سبزرنگی بھٹو سبز مرا کرد اسیر دام ہر رنگ زمین بود گرفت ارشد م

دردمندان اسلام

دردمندان اسلام کس سوز و گداز میں ہیں اور ان کی راتیں کس بے چینی سے سحر ہوتی ہیں ان
کے دلخ کس پہنچ و تاب میں رہتے ہیں۔ دہائی کی ساعات ان پر کیسے مگر اور کرب منظر پیش کرتے
ہیں حسرتوں کی تصویریں اور امیدوں کے بن بن کر گر جانے والے نقشے ان کے لئے عذاب
جہان ہو رہے ہیں۔ میں خود بھی مدتوں سے اس ہر گردانی میں ہوں ہاں خیال کہ کوئی
عالی دماغ دردمند جب اس مقصد کے لئے کوئی تدبیر اور مسلمانوں کے علاج و املاح کا کوئی نوٹ
دکا میاب طریقہ تجویز فرمائے تو ضرور وہ ان کے حق میں نافع ہوگا میری فکر کیا چیز ہے جو پیش
کرنے کے قابل ہو لیکن جب کسی طرف سے مدد نہ آئی کسی بزرگ نے کوئی کافی رہنمائی نہ کی اور
مسلمانوں کے لئے حالات موجودہ کے اعتبار سے کوئی دستور العمل تجویز نہ کیا گیا تو بناچار انہوں نے
قصہ کیا کہ اپنے خیالات کو تعبیر کر کے حاضر کروں اہل علم و اہل رائے اس میں جو تدبیر مناسب
اختیار فرمائیں براہ کرم خاکسار کو اُس سے مطلع فرمائیں۔

مقاصد

مسلمانوں کی درستی اور کامیابی کے لئے جو اہم مقاصد اس وقت نصب العین اور
فوری جدوجہد کے طالب ہیں وہ کم از کم یہ چار ہیں (۱) تبلیغ (۲) مذہبی تعلیم (۳) حفظ امن

پہلا مقصد

ہمارا پہلا مقصد تبلیغ ہے جس دن سے اسلام دنیا میں چکا اسی روز سے اُس کی شعاعوں نے دشتِ جہل پر پھیل کر اپنا فیض پہنچانا شروع کیا و علیٰ اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پہلی صدائیں حق کی تبلیغ تھی اور تمام علمِ شریف کا لمحہ لمحہ تبلیغ میں صرف ہوا حضور سے پہلے جو ربانی ہادی دُنیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے رہے وہ بھی ہمیشہ تبلیغ فرماتے رہے اور اُسی وجہ سے انہیں بے شمار جانکاہ اور خطرناک مصیبتیں اور ایذائیں برداشت کرنا پڑیں جو کورضائے الہی کے لئے وہ بخوشی برداشت فرماتے رہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم) اور تابعین کا ہر فرد اسلام کا مبلغ تھا اور ایسا مبلغ کہ اُس کی زندگی کا مقصد تنہا اسلام کی تبلیغ تھی اور بس۔ اس تبلیغ کے لئے انہوں نے کیسی جتنیں اٹھائیں مشقتیں برداشت فرمائیں جانیں نذر کیں مال فدا کیے یہ ان کے کارناموں پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہے اُن کے بعد کے مسلمان بھی اس طرح اس میں مصروف رہے کہ اُن کے احوال کا مطالعہ انسان کو حیرت میں ڈالتا ہے تاہم وہ مالک کے تابعین و تبع اور زرخیز ملکوں پر قابض ہو کر دولت و مال اور حکومت و سلطنت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ دین کا اعلا اور اسلام کی تبلیغ وہ چیز تھی جو ان کا نصب العین رہتی تھی جب تو اُن کے غلاموں نے سلطنتیں کیں اور ایسی سلطنتیں کہ تاجدار کی عہدِ درویشی اور دینداری کی زندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے وہ تختِ سلطنت پر بٹھیں ہو کر ایک نامدِ فیکر کی طرح بسر اوقات کرتے تھے سلطنت کے معززانوں کے باوجود اُن کی معاش ان کے اپنے ہاتھ کے کسب پر موقوف تھی اُن کا طرزِ عمل دینداری و پاکبازی کا بہترین معلم تھا۔ غرض مسلمانوں کے جس طبقہ پر نظر ڈالئے وہ اسلام کا مبلغ نظر آتا ہے۔ بادشاہ ہے تو مبلغ دُریہ ہے تو مبلغ امیر ہے تو مبلغ بیگناہ فیکر ہے

تو مبلغ حضور و سفر میں تبلیغ برہمگرمیں تبلیغ دنیا میں و صوم ہادی غلطے ڈال دینے زمانہ مہم کر دیا جہاں رنگ ڈالا عالم کو اسلام کا متوال بنا دیا سرزمینِ کفر میں توحید کی صدا نہیں بلند کیں گنگا اور جہانگ کے کنارے برج اور کاشی کے میدان پر ستار ان توحید اور علمبردارانِ اسلام سے بھر گئے جو قومیں صدیوں سے تاریکی میں تھیں جن کی پشتِ پشت سے بت پرستی آبائی شرکِ علی آتی تھی اُن کے دل منور کئے اللہ واحد لا شریک لہ کے حضور اُن کی گردنیں جھکائیں جہاں ناقوسِ نبوت تھے وہاں سے قرونِ پاک کی آوازیں آنے لگیں غرض ہر قرن میں مسلمان معروف تبلیغ رہے۔ اور یہی انہیں حکم تھا۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و قال تعالیٰ ولتکن منکم امتۃ یتذکرون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر۔

موجودہ زمانہ | موجودہ زمانہ میں ہمسایہ قوم نے مسلم آبادی کی جوہم کو ششیں جاری کر رکھی ہیں اُن میں شدھی کا فتنہ سب سے اہم ہے شدھی مسلمانوں کو مرتد کرنے اور معاذ اللہ مشرک بنانے کا نام ہے جس کے لئے ہندو دو برس سے سالہا سال کی فتنم کو ششوں اور تیاروں کے بعد پوری قوت کے ساتھ ٹوٹ پڑے ہیں ہر طبقہ کے ہندو اس سہمی میں سرگرم ہیں ہندو دلیان ریاست اور راجگان ان کی بھانوں میں شرکت کرتے ہیں۔ مدوں کی پرائیڈن کو ششوں سے وہ ہندوستان بھر میں ایک فتنم قائم کر چکے ہیں ہر گاہ میں سہانیں قائم ہیں۔ کثیر التعداد منافقین ملک بھر میں دھسے کرتے چھپے ہیں جاہل مسلمانوں کو چھڑنا پریشان کرنا جاہلوں و بیباکیوں کو ہپکا نا شاہانِ اسلام اور ہنگان دین کی شان میں گالیاں دینا گستاخیاں کرنا اسلام کی توہین کے شریکٹ چھاپنا اور اُن میں حضرت پروردگارِ عالم تک کو گالیاں دینا یہ ان کا شیوہ ہے۔ طبع اور دباؤ سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہی اُن کے دین کی تبلیغ کا ذلیعہ ہے بہت سے نادار اور جاہل اُن کے اس دامِ فریب میں پھنس کر ایمان کھ بیٹھے۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے تبلیغ و احکام

اسلام کا مسئلہ اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ ایک تو اشدھی کی کوششیں راہ چہوتانہ ہی میں تھی لیکن اب انہوں نے اپنا میدان عمل وسیع کر دیا ہے اور تمام ہندوستان میں جہاں موقع ملتا ہے ہاتھ مار رہے ہیں تو میں ان کی دستبرد سے تباہ ہو رہی ہیں مسلمانوں کی مذہبی انگلیں سر جھک نہیں رہیں ان میں کوئی رابطہ نہیں جس سر زمین کو خالی دیکھا وہیں آریہ دور پڑے جب تک علمائے اسلام کو کسی حد تک سے بلاتے تب تک کتنے غریب شکار ہو چکے ہیں۔ راہ چہوتانہ میں ہمیں بھروسہ ہے کہ آریہوں کے زور و زلف اور دباؤ وغیرہ کی تمام قوتیں اسلامی فضیلت کی دعوت حق کے مقابل بیکار ہو جاتی ہیں اور حقانیت کی جذب قوی کی تاثیر کو اس قسم کے جاوہر کم نہیں کر سکتے جو جاہل نادانوں کے سامنے ہزار ہا دہ پیہ پیش کیا جاتا تھا اور انہیں مرتد ہو جانے پر بہت دلدلہ انگیز مژدے سنائے جاتے تھے جو جانوں کے جذبات مشتعل کرنے والے منافقوں سے تیار کرنے کی کوششیں ہوتی تھیں اور وہ ان دلفریبیوں پر وارفتہ سے ہو جاتے تھے۔ جوانی کا جنون انہیں اندھا کر دیتا تھا اور ان کی عقل سرشار محض کی طرح نکمی ہو جاتی تھی۔ وہاں ہمارے پاس اسلامی زہد اور بزرگوں کے ذکر کے سوا کوئی نسخہ نہ تھا جو ایسے مریض پر کارگر ہو سکتا ہے مگر یہ نسخہ ایسا بظاہر اگر کرتا تھا کہ وہ باقی نوجوان اپنی سرمستی سے جوش میں لگ کر دل بھائیوالی صورت کی چاہت اور مال و منال کے لالچ دونوں کو نفرت کے ساتھ غور کرنا کر طاعت الہی کے لئے کمر بستہ ہو جاتا تھا غریب ممتاز لوگوں کا ملتی دولت سے متفرق نہ ہو کر نوجوانوں کا خوب صورتی کے بتوں کو لات مار دینا اور فقر و فاقہ کی مصیبت اور کج عزت کو بے عبادت کو حقوق کے ساتھ اختیار کرنا ہر قسم گرام میں روزے رکھنا نمازیں پڑھنا اور کچھ عبادت سے اٹھ کر یاد خدا کرنا اور اس سے لطف اٹھانا۔ اسلام کی حقانیت کی وہ زبردست تاثیر تھی جس نے دشمنوں کی تمام تدبیریں اور جلد سامان بیکار کر دیئے۔ اب ان کے پاس روپیہ ہے لیکن وہ اس روپیہ کو ہاتھ لگانا گناہ سمجھتا ہے ان کے ساتھ غرض لباس خوب دہیں مگر وہ ان کی طرف نظر کرنے سے نفرت کرتا ہے۔ صیادوں کے سمیٹے پست

ہو گئے قریب کے زمانہ کا ایک تذکرہ ہے۔ ایک بوڑھا صدر تبلیغ میں آیا کہنے لگا آریہ ہم سے شہر چھوٹے کو کہتے ہیں اور روپیہ بھی دیتے ہیں اور ہمارے مقدمات میں پیروی کرنے کا بھی وعدہ کرتے ہیں مگر تم ان سے زیادہ ہمدردی کرو تو ہم آریہوں کو نکال دیں نہیں تو شہر چھو جائیں۔ دفتر نے اس کو محبت سے بٹھایا اور کہا کہ مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ کوئی قوم کسی شخص کے احوال و مصیبت کو دور نہیں کر سکتی دینے سے خدا رسول کے بھلا ہوتا ہے ہم ان کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاتا نہیں چاہتے۔ مسلمان اللہ کے بندے ہیں اللہ نے انہیں عزت دی ہے ان کی عزت کا نقصان نہ ہے کہ چاہے بھوک سے دم نکل جائے چاہے گزبہ مر جائے مگر وہ نگتا نہیں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھر میں بادشاہ کا غلام چاہے بھوکا رہے مانگتا گولہ نہیں کرتا۔ تو اللہ کا بندہ کیا اللہ کے دشمن کے سامنے ہاتھ پھیلاتا گوارا کرے گا۔ اس قسم کی باتیں سن کر ایک نعت اس بوڑھے کے خیالات بدل گئے اور جوش میں کھڑا ہو کر کہنے لگا مولوی صاحب اب ہم کسی کے پاس نہ جائیں گے اور اپنے خدا ہی سے فریاد کریں گے تم نے ہمیں ٹھیک راستہ بتا دیا اور اس نے اپنی زبان سے بہت مشکوٰۃ کی اور الحمد للہ کہ اسلامی عقیدے پر مستقل ہو گیا۔ سوائس تعلیم اسلام قلوب میں زبردست تاثیر کرتی ہے لیکن ملک میں کہاں کہاں یہ تعلیم اور اس کے دلائل ہیں علاقے کے علاقے وہ ہیں جہاں کے مسلمان اسلام کی تعلیم دینے والے کی صورت سے نا آشنا ہیں مدین جہل و نادانی میں گر چکی ہیں ایسی حالت میں آریہوں کی زبردست اور خفم

میں چند افراد کو بھیج کر نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام ملک

نہ کیا جائے گو ایک ایک گاؤں کے مسلمانوں کی مذہبی تربیت کا سہل انتظام ہو سکے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ملک کے دو مذاہب اسلام اور ہر صوبے کے علمائے کرام اور حامیان ملت کو حرکت دیں اور ایک مشترک نظام سے تمام ملک میں دینیات کی تعلیم کا سلسلہ قائم کریں۔

مدرسۃ التبلیغ میں تبلیغ کے سلسلہ میں معقول تعداد کام کرنے والوں کی دو ڈھائی سال سے معروف عمل ہے ان میں بہت افزاؤں کا کارہ بلکہ بعض مغزور سخت مغزور ثابت ہونے لگے ہیں۔ فائدہ کے لیے نقصان پہنچنے کی تلافی دشوار تھی اس کا باعث اکثر وہاں ان کی نا تجربہ کاری اور کام کی ناواقفیت تھی اس تجربہ کے بعد یہ طرز عمل اختیار کیا گیا کہ نئے آدمیوں کو کار کردہ لوگوں کے ساتھ رکھ کر کچھ دنوں کام سکھایا جاتا تب انہیں تنہا کسی مقام پر بھیجا جاتا تھا لیکن ایسا کہاں تک ممکن ہے اور اس طرح کتنے آدمی کام کے قابل ہو سکتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ کم از کم ایک مدرسۃ التبلیغ کھولا جائے جس میں مدرس مبلغ منانقرین امتحان ہوں اسی مدرسہ کے سند یافتہ سلسلہ تبلیغ میں رکھے جائیں اس ضرورت پر نظر رکھ کے انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد نے مدرسۃ التبلیغ کی تجویز کی جس کے قواعد و ضوابط اور نصاب اور مدت تعلیم آپ کے ملاحظہ کے لئے آخر میں درج کی جائے گی اس مدرسہ کے لئے اور ملک کے عام تبلیغی مدارس کے لئے اور مسلمانوں کی اعانت و حفاظت کے لئے بہت سی جدید تھانیاں کی بھی ضرورت ہے جس کو قابل اور واقف کار لوگوں کی ایک جماعت اپنے ذمے پھر اس کی طبع و اشاعت یہ خود ایک مستقل کام ہے جو تبلیغ کے ماتحت انجام دینا ضروری ہے اس کے لئے جو ضروری امور ہیں ان کو میں اس وقت بحث میں نہیں لاتا میں اس طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تمام کام کوئی شخص یا کوئی جماعت ہندوستان کے کسی ایک مقام پر ہی کرنا انجام نہیں دے سکتی نہ کوئی وفد تمام ملک کا دورہ کر کے اس مقصد میں کامیابی کا ذمہ سنبھال سکتا ہے میدان عمل کی وسعت عقل کو حیران کرتی ہے دشمن کی سہائیں اور تعلیم گاہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں کام کر رہی ہیں ایسی حالت میں مجھ اس کے کوئی تصور نہیں ہے کہ ملک کے اطراف وحواسب اور صوبہ صوبہ سے با اثر علماء اور حامیان ملت کو حرکت دی جائے اور انہیں ان ضروریات سے باخبر کر کے تمام ملک کی ایک متحدہ مشترک جماعت اس کام کی

سرپرست بنائی جائے اس جماعت کے وفد ملک میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے بھیجیں ہوں اور جس صوبہ میں وفد جائے وہاں کے مقامی علماء اس کے ساتھ کام کریں اس طرح جا بجا اصلاح و نصیحت میں تبلیغی جماعتیں اور دیہات کے مدارس اور دیہات میں اسلامی مکتب جاری کر دیئے جائیں یہ تمام مدارس و مکتب ایک سلسلہ میں مربوط ہوں اور ایک نظم حکم کے ماتحت کام کرتے رہیں خیال میں یہ ہے کہ اصلاح و نصیحتات میں تبلیغی جماعتیں قائم کی جائیں جو شمس منہ شائستہ ان کے ممبر بنائے جائیں ہفتہ وار

ان مجلسوں کا جلسہ ہوتا رہے جس میں ہفتہ بھر کے کام کی فہرست

جماعتوں میں دو قسم کے ممبر ہوں ایک وہ جو مالی اعانت کریں اور ایک

وہ جو عملی خدمات کے لئے اپنا وقت پیش کریں ان کا نام عاملین ہر پرگنہ کے متعلقہ دیہات

حلقوں میں تقسیم کر دیئے جائیں پانچ پانچ چار چار دیہات کا جیسا جہاں مناسب ہو حلقہ مقرر کر دیا جائے

پرگنہ کے تبلیغی انجمن کے عاملین میں سے ان کی تعداد کے لحاظ سے دو دو یا تین تین ممبروں کو ایک ایک

حلقہ دیا جائے یہ ممبر اپنے حلقہ کے دو سے کرتے رہیں اور اس حلقہ کے مسلمانوں کی تعداد میں وہ تمام

مسائل صرف کریں جن کی انہیں انجمن سے ہدایت ملے انجمن کے دفتر میں ان حلقوں کی ایسی فہرستیں

مکمل رہنا چاہئیں جن کا نقشہ ذیل میں درج ہے۔

نقشہ کیفیت و اوضاع برائے معلومات تکثر تبلیغ انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد

موضوع	تخصیص	حصہ	ذات عائد	مطلع	تاریخ انعقاد
۱۔	۱۔	۱۔	۱۔	۱۔	۱۔
۲۔	۲۔	۲۔	۲۔	۲۔	۲۔
۳۔	۳۔	۳۔	۳۔	۳۔	۳۔
۴۔	۴۔	۴۔	۴۔	۴۔	۴۔
۵۔	۵۔	۵۔	۵۔	۵۔	۵۔
۶۔	۶۔	۶۔	۶۔	۶۔	۶۔
۷۔	۷۔	۷۔	۷۔	۷۔	۷۔
۸۔	۸۔	۸۔	۸۔	۸۔	۸۔
۹۔	۹۔	۹۔	۹۔	۹۔	۹۔
۱۰۔	۱۰۔	۱۰۔	۱۰۔	۱۰۔	۱۰۔

یہی ممبران دیہات میں مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام کریں جہاں قریب قریب چھوٹے چھوٹے گاؤں ہوں وہاں دو یا چار گاؤں کے لئے کسی ایک ایسے گاؤں میں مدرسہ قائم کر دیا جائے

جس میں ترمیم کے دیہات کے ذمے بآسانی پہنچ سکیں اور ہلے گاؤں میں جداگانہ مدرسہ کھولا جائے ان مدارس میں بچوں کی تعلیم کے لئے وقت معین ہو اور ایک وقت جوانوں اور بزرگوں کو وئیات کی تعلیم دینے کے لئے رکھا جائے اور یہ تعلیم تقریر کے ذریعہ سے ہو تاکہ ناخواندہ لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں مدرسہ قائم کرنے وقت سب سے پہلے گاؤں کا ایسا شخص تلاش کرنا چاہئے جو تعلیم دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اگر وہ بوجہ اللہ اس خدمت کو قبول کرے بہت بہتر ورنہ کوئی قلیل معاوضہ اس کے لئے مقرر کر دیا جائے اور جہاں دیہات میں پڑھے پڑھنے والے نالیاں باہر سے استفادہ کرنا پڑے گا۔

بچوں کی تعلیم ابتدا میں بچوں کو اسلامی قاعدہ و معارف مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی (یا دیگر کوئی قاعدہ چراغی) ابن سنیٹ یا مدرسۃ التبلیغ نے منظور کیا ہو شروع کر دیا جائے۔ قرآن پاک کی تعلیم لازمی ہے اس کے ساتھ ساتھ وئیات کے لئے بہار شریعت پڑھائی جائے جب آدمی کچھ استعداد ہو جائے تو تاریخ حبیب اللہ پڑھائی جائے اس کے ساتھ ہی قدر ضرورت حساب بھی سکھایا جائے گھنٹے پر غلام تو بہر مہذول ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے اور اس میں وئیات کے علاوہ سوزن کاری اور معمولی خانہ داری کی تعلیم تاکہ امکان لازمی ہے۔ پردہ کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ بزرگ سے جو ان کا شکار مزدور مفتی ہو پڑھنے کا وقت نہیں پائے انہیں روزانہ ایک وقت مقرر کر کے بہار شریعت کے مسئلے بھی کر سنائے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اس پر عمل بھی کریں۔

اس طرح قصبات میں علاوہ مدرسہ کھولے جائیں اور نصاب جائے ایک مدرسہ ان چھوٹے مدرسوں سے زیادہ نصاب کا بھی کھول دیا جائے جن میں چھوٹے مدرسوں کے طلبہ اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد حاصل کرنے کیلئے داخل ہوں۔ علاوہ بریں اگر نئی مدارس کے طلبہ کے لئے مدرسہ اعلیٰ کھولا جائے جس میں ایک گھنٹہ انہیں وئیات کی تعلیم دی جائے۔

قصبات کے مدرسوں میں ممکن ہو سکے تو فارسی و عربی کا محدود اور اگر دیہات کا کوئی طالب علم مدرسہ سے سند حاصل کرنے کے بعد قصبہ کے مدرسہ میں کرنے کے لئے داخل کی اجازت دی جائے۔

ضلع کا مدرسہ اس اور زیادہ بڑا ہونا چاہئے اور وہاں ایک عالم کم از کم ہونا ضروری ہے۔ اگر بالکل ممکن نہ ہو سکے تو معمولی مدرسہ کھول کر تدریج ترقی کی جائے مگر کسی ضلع میں مسلمانوں کی تعداد کم ہو اور وہاں تمام مصادر برداشت نہ کر سکیں تو صدر دفتر صوبہ سے استدعا کی جائے کہ وہاں کی تعلیم کی اعانت کرے۔ ملک میں دوا چار ایسے کامل انصاف مدرسہ جوئے ضروری ہیں جو جمہور علوم و فنون کی تکمیل کا علاوہ ذریعہ ہوں بلکہ ہر صوبہ میں کم از کم ایک ایسا مدرسہ ہونا ضروری ہے۔ ان مدارس کو مدرسہ عالیہ کہنا چاہئے۔ باقی تمام مدرسے ان کے ماتحت ہوں اور مدارس عالیہ مدارس ماتحت کے نگرانی کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں اور حسب ضرورت ان مدارس کو ان سے مدد بھی ملے یہ جملہ مدارس ایک جمعیت عالیہ کے ماتحت ہوں اور اس کو ان پر عام اختیارات حاصل ہوں۔ نصاب جمعیت عالیہ کا منظور کیا ہوا پڑھایا جائے۔ جمعیت عالیہ کے ماتحت ایک محکمہ تصنیف ہونا چاہئے جس میں ملک کے منتخب افاضل شامل ہوں اور وقتی ضروریات کے علاوہ جو فتنہ پیش آئیں۔ باقی بر تصنیف جمعیت عالیہ کی پسندیدگی اور منظوری کے بعد قابل رواج بھی جائے بہت فتنوں اور اختلافوں کا سد باب ہے۔

ہر کامل انصاف مدرسہ میں ایک وادان خدا بھی ہو مگر اہم فتاویٰ جمعیت عالیہ کے طے کر کے بھی نیچے جائیں اور تا بقدر سر طبع ہونے والی چیز جمعیت عالیہ کی جائے۔ واعظ مدرس۔ مناظر مفتی۔ سب کیلئے کے تکمیل کے بعد انہیں جمعیت عالیہ یا اس کا سند دی جائے۔ موجودہ اصحاب جوان عہدوں پر کام کر رہے ہیں سند سے مستثنیٰ کئے

تعلیم حاصل

جائیں مگر فتویٰ اور تصنیف بہر حال محکمہ تصنیف کی تصدیق و منظوری کے بعد قابل قبول سمجھا جائے۔

تبلیغ کا کام

ہر مدرسہ کا مقصد تبلیغ ہے اور اس کو اس میں سعی تبلیغ لازم، تمام مدارس باغیوں، قصوبوں اور ضلعوں کے طلبہ کو تبلیغ کے اصول سکھائے جائیں اور ہر مدرسہ میں منتخب طلبہ ہفتہ میں دو روز تبلیغ کا کام کریں، مدرسوں کے مدرس بھی دوسرے کریں، تبلیغی کارروائیوں کی اطلاع صدر دفتر میں اور اہم امور کی اس کے علاوہ دفتر جمعیت عالیہ میں ضروری جانے، ان دوروں میں دیہات کے مدرسین کو ان کے حلقہ میں ساتھ رکھیں ہر ضلع میں کم از کم ایک مدرس درجہ تبلیغ کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے، جو مناظر کی سند رکھتا ہو۔

علاوہ بریں واعظین کی ایک مستقل تعداد ہر صوبہ میں رہنا چاہئے جو برابر دورے کر کے اشاعت اور تبلیغ کی خدمت انجام دے اور مسلمانوں کی علمی اصلاح کرے۔ ہر صوبہ کی جماعت واعظین وہاں کے مدرسہ عالیہ کے مدرس مدرس کی زیر نگرانی کام کرے اور اپنی مفصل کارگزاری کا ہفتہ وار نقشہ مدرسہ عالیہ کے محکمہ تبلیغ میں بھیجے۔ ہر مدرسہ عالیہ کا مدرس مدرس محکمہ تبلیغ کا صدر ہوگا۔ محکمہ تبلیغ کے صدر کا فرض ہے کہ صوبہ کے واعظین کے کام کی نگرانی اور جانچ میں ہر امکان سعی کام میں لائے۔

مناظرہ

مناظرہ وہی لوگ کریں جنہیں جمعیت عالیہ نے

مناظرہ کے لئے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس

حالت میں اس کا موقع مل سکے تو مجبوری کی کافی وجہ کے ساتھ فوراً صدر محکمہ تبلیغ کو اطلاع

دی جائے۔

پھر مناظرہ سے قبل اس کا کافی اطمینان کر لینا ضروری ہے، مناظرہ میں گفتگو نتیجہ خیز اور مفید کرنے کی کوشش کی جائے۔

تمدن

اگرچہ تمدن کا مسئلہ عرصہ دراز سے مسلمانوں کے زیر بحث ہے مگر ابھی تک بہت زیادہ غور طلب ہے، یہ امر عقلاً کا تسلیم شدہ ہے کہ انسان مدنی بالطبع ہے اور اس کے کام باجمعی اعانت کے بغیر لپسے نہیں ہو سکتے۔ دنیا کی قوموں پر مسلمانوں کو قیاس کرنا اور ان کے لئے ان کی تقلید لازم کر دینا بالکل غیر صحیح ہے یہی وہ غلطی ہے جس کا عرصہ دراز سے ارتکاب کیا جاتا ہے دنیا کی قومیں مذہبی حیثیت میں مسلمانوں سے کچھ نسبت نہیں رکھتیں اور مسلمان مذہب کی رو سے بالکل ان سے مبائن ہیں پھر انہیں ان پر قیاس کرنا اور ان کے لئے وہ راہ تجویز کرنا جس پر کفار عامل ہیں اندھی تقلید اور بالکل غیر مفید ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو کسی لیڈر کی رائے یا کسی دوسری قوم کی تقلید کا محتاج نہیں چھوڑا۔ مسلمانوں کے تمام ضروریات کا خود سرانجام فرما دیا، دنیا کی دوسری قومیں کیشیاں کرنے اور انہیں بنانے پر مجبور ہیں تاکہ وہ باہمی مشورہ سے اپنے لئے کوئی مفید راہ پیدا کر سکیں، بسا اوقات ان کی تباہی کے تمام دفاتر نیکے اور مضرت ثابت ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں اپنی تمام دماغ سوزیاں رو کر ان کے اس کے غلام تدبیر سوچنا پڑتی ہے۔

کا دار و مدار اپنے دماغوں پر ہے جو انسانی

مسلمان اگر اسلام کی دشمنی سے فائدہ اٹھائیں تو وہ ان تمام زحماتوں سے بری ہیں ان کا ہر قانون مکمل اور خطا سے پاک ہے ان کی ہر دینی دینی ضرورت کو ان کے دین نے پورا کر دیا ہے تمدن کے مسئلہ کا حل شریعت محمدیہ نے ایسا فرمایا جس پر عامل ہو کر ہمارے اسلام نے عالم

کی رہنمائی کی اور جہن کو حیرت میں ڈال دیا، مگر ہمارے ملک کے بعض علماء و صحاب
 جنہیں دینی علوم سے بہرہ نہ تھا اور مل میں مسلمانوں کی رہنمائی کا شوق رکھتے تھے، انصارے
 سے ان کے تعلقات گہرے تھے، جب انہوں نے مسلمانوں کے تمدن کی طرف نظر کی تو
 اپنے پاس وہ اسلامی تعلیم کا کوئی سرمدان نہ دیکھتے تھے نہ علماء سے صحبت و استفادہ کا
 موقع انہیں حاصل ہوا تھا، انصاروں کی صحبت میں زندگی گزاری تھی ان کی غلو و طبیعت
 ثانیہ ہو گئی تھی مسلمانوں کو اسی سانچے میں ڈھالنے اور انصارے کی تمدن کے رنگ میں
 رنگنے کے درپے ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کے ہاتھ آئے ان کی زندگی کا طرز انہوں نے
 انصاروں کے مطابق کر دیا، مسلمانوں کو نصرانی تمدن کیا فائدہ دیتا تھا یہی ویربادی کی رفتار
 روز افزوں ترقی کرنے لگی اور انہوں نے پیشواؤں نے اس کو محسوس بھی کر لیا مگر دین سے
 ناواقفیت کی وجہ سے وہ اس طریق زندگی میں تبدیلی کرنے سے تو وہ مجبور تھے بنا چاری
 اپنے سکھائے ہوئے تمدن کو مفید بنانے کے لئے انہوں نے اسلام سے مخالفت شروع کر
 دی اور مسلمانوں سے اسلامی عادات چھوڑنے اور انصاروں کے رنگ میں رنگنے کے درپے
 ہو گئے اور ایک حد تک مسلمانوں پر یہ نہر طرا اثر ہوا بھی، ہمیں اس غلطی کی تعلیم کے اپنی
 ہستی مثلاً منظور نہیں اس لئے ہم اسی پنج اور انہیں اصول پر کار بند ہوں گے جن پر ہمارے
 اسلاف عامل تھے۔
 قوت و سطوت
 وہ اصول وہی ہیں جو ہمیں شریعتِ فاریہ
 نے تعلیم فرمائی، تو ہمارا تمدن وہی بنانا چاہئے جو ہمیں شریعت نے تعلیم فرمایا، ہم کسی لیڈر کی
 رائے پر اپنی زندگی فدا کرنا نہیں چاہتے، ہمارا دستور مل ہمارے شریعت کا قانون ہے، اب
 میں سب سے پہلے باہمی تعلقات کے مسئلہ پر تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہوں جو اہم ترین
 مسائل میں سے ہے۔

باہمی تعلقات

اول باہمی تعلقات کا مسئلہ زیادہ غور طلب ہے اس مسئلہ پر مدت مائے دراز
 سے اربابِ حرد اور رہنمایان قوم نے دماغ سوزیاں کی ہیں مگر اب تک کوئی کارآمد نتیجہ
 نہیں نکلا اور ایسی راہ ہاتھ نہیں آئی جس پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ سکتے، اتفاق و اتحاد
 کی صدائیں ہمیشہ ہی بلند کی جاتی ہیں ممبروں اور استیجوں پر علماء اور لیڈر سب اتحاد کی
 ترانہ سنجیاں کیا کرتے ہیں مگر وہ ایک دل خوش کن تقریر ہوتی ہے اس پر تھوڑی دیر کے لئے
 مجمع واہ واہ تو کہہ دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ اگر نکلتا ہے تو جنگ جوائی اور مناقشت یعنی
 اتحاد کی تحریکوں کا تخم اختلاف بلکہ عناد کا پھل لایا کرتا ہے، اگر آپ مسلمانوں کی حالت پر
 نظر ڈالئے اور پچھلے زمانہ کو سامنے لائیے تو یہ حقیقت ہے کہ حجاب روشن ہو جانے کی نصف
 صدی سے زیادہ عرصہ ہوتا ہے جب سے لیکر اربابِ علم و ادب کے ساتھ اتحاد و اتفاق
 کے لیکچر دے رہے ہیں مگر جس اسٹیج پر اتفاق کی مدح سرائی کی جاتی ہے اسی پلیٹ فارم
 پر دل و زاد و جگر شکاف الفاظ کے تیر و سنان سے ملک و قوم کے مقتدر اور با اثر پیشواؤں
 کو ہٹ و نشانہ بنایا جاتا ہے۔
 طبع نے بہت سے اتحاد کے وعظ کیے
 مگر ان کے ساتھ ساتھ
 اور صدقہ خوار کئے بنا کر ان کو
 اور ان کی جماعتوں کو
 زبان سے بہت ستایا ان کے وقار کم کرنے
 کی پوری کوششیں کیں، اتفاق کا وعدہ کیا کہ جلسے سے باہر آئے تو عام مسلمانوں کے
 سلام کا جواب دینا ان کو اپنی کسر شان معلوم ہوتا تھا، پھر وہ اتفاق کا وعظ کیا اثر کرتا، اس
 کا اثر یہ بھی ہوا کہ علماء کے عقیدت مند ان کی بدگوئی اور بیجا جھگڑوں سے آئندہ غافل ہو کر ان
 سے متنفر ہو گئے، اور قوم میں اس اتفاق کی صدائیں بجائے اتحاد کے ایک نئے تفرقہ کا ادھر
 اٹھانے لگی۔

خلافت کیٹی کے عروج و اقبال کے زمانہ میں جب اتحاد اتنا ضروری سمجھا گیا کہ اس کے حدود وسیع کرنے کے لئے مذہب کی شہرِ پناہ کو منہدم کرنا ناگزیر خیال کیا گیا اور اس اتحاد کے لئے ہندوؤں کی طرف سے اس طرح کا اتحاد بڑھایا گیا جس سے اپنے مذہبی امتیازات چھوڑنا پڑے۔ سورت کے ایک پیر نے اپنے مریدوں سے ساڑھے ہزار گائیں چھین کر گنورکشا کی تھنی۔ نام آوریڈروں نے نقشے دکھائے۔ گوال اور اسے۔ بریلیاں کھینیں۔ بے پکاری۔ ارمی اٹھائی ہندو کے سرخیز متعصبوں کو مسجدوں میں مبروں پر بھٹایا۔ گائے کے گوشت کے خلاف کتابیں لکھیں رسالے تصنیف کئے۔ ناکرہ گنہ مسلمانوں کو ہندوؤں کی خاطر مہر مقرر ادیا موبلوں پر اظہارِ نفرت کیا گیا۔ اعلا کلمۃ اللہ یعنی کلمہ اسلام پڑھانے کو جرم قرار دیا گیا۔ نو مسلمانوں کو ان کی مرضی کے خلاف دوبارہ کافر ہو جانے پر زور دیا۔ یہ اور اس سے زیادہ بہت کچھ ہوا ہندوؤں کی یہاں تک خاطر کی گئی۔ لیکن مسلمانوں کے پیشواؤں اور اسلام کے مقتدر اور با اثر علماء و افاضل کو بالخصوص ایسی ہستیتوں کو جن کی درجہ کے ذہر دیا صفت میں بسر ہونی لمحہ لمحہ خدمت دین میں گورنمنٹ کا آدمی اور ترکوں کا بدخواہ کہا گیا۔ تقریروں میں تحریروں میں ان پر پھبتیاں بھیجی گئیں آواز سے کہے گئے۔ پہلک کو ان کی مخالفت پر اٹھارہ گیلدان کی عافیت تک کر دی گئی۔ ان کی زندگی تلخ کر ڈالی گئی ان پر طرح طرح کے بہتان باندھے کہ ان کی آبروریزی کی کوششیں کی گئیں مسلمانوں کی جماعتیں جو ان کے ساتھ تھیں ان کو انگشت نما بنایا گیا۔ ان کی ادائیں کی گئیں۔ اعماروں میں ان کے خلاف جنگ آمیز مضامین لکھے گئے برفیکو ان کے لئے پناہ کی جگہ نہ چھوڑی گئی۔ ہر عالم اور شیخ جو اپنے دین پر متفق تھا یہ سمجھتا تھا کہ اس کو دین پر قائم رہ کر آبرو بچا لینا اور اپنی ممال کی حفاظت کرنا سمجھتے و شوار ہے ان علماء کے ساتھ جو جماعتیں تھیں ان کے قلوب کو کتنے صدمے پہنچے کیسی شکستیں سہیں پھر تباہی کے جہاں ہندوؤں کو طمانے کے لئے مذہبی شعائر و امتیازات کو قربان کر دیا جائے اور مسلمانوں اور

ان کے پیشواؤں کے ساتھ یہ معاذا نہ طرز عمل ہو وہاں اتفاق کا پورا کبھی نشوونما پا سکتا ہے۔ ایک خرق سے جنگ تھان لینا اور اس پر تبر اور لعنت اپنا مذہب قرار دے لینا جس قوم کے اصول میں داخل ہو وہ اتفاق میں کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے۔ انگریزوں کے مقابلہ کا تو نام مگر مخالفت علماء سے تھی۔ مسلمانوں کے کالجوں اور سکولوں سے تھی۔ ملی گروہ مسلم لیوینسٹی سے تھی۔ خان بہادروں پر لعنتیں تھیں۔ آنریری مجسٹریٹوں پر تبرے تھے تو کیا یہی طرز عمل ان لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف مائل کر سکتے تھے۔ اس پر نظر کرنا تو ان صاحبزوں کے مقاصد ہی میں نہ تھا کہ کون سا ہے اور کون سا ناجائز مگر دوش بدوش کام کرنے والی بھی وہ اس نتیجہ تک نہ پہنچ سکے کہ آپس کا اتفاق ضروری چیز ہے اور وہی ممکن بھی ہے اور اسی پر کوئی شرہ مرتب ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی فرستے ہیں ان میں گوتھ پر بھی ہیں حکام میں گورنمنٹ کے خطاب یافتہ اور کونسل کے ممبر بھی ہیں ہندوؤں نے ان سے جنگ نہ کی نہ ان کو سب و شتم کیا نہ ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کیا جو ہمارے لیڈروں اور کمیٹی کے مولویوں اور جمعیۃ العلماء کے اراکین نے بشیوں کے یہاں خاص جلس میں بند مکان میں تبر اکھا جاتا ہے لیکن ان صاحبزوں کی محاسن اعلان کے ساتھ عام جلسوں میں پبلک تقریروں میں اخباری تقریروں میں علماء اسلام اور پیشوا یاں دین اور امرا و رؤسا پر تبرے کئے جاتے ہیں اب اس قدر اور عور کر لینا ہے کہ مسلمانوں کے اس طبقہ کو چھوڑ کر جن پر جمعیۃ العلماء اور خلافت کیٹی نے لعن طعن کرنا اپنا شیوا بنایا تھا باقی وہ طبقے جن کو ان جماعتوں نے اپنے ساتھ شریک عمل کیا تھا ان میں بھی باہم اتفاق و اتحاد ہو سکا یا نہیں۔ جو لوگ ان جماعتوں کے حالات سے باخبر ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ ان جماعتوں میں بھی بہت سی فرقہ بندی ہیں اور ایک گروہ دوسرے کے شکست دینے کی فکر میں رہتا ہے ہر ایک کو اپنا لغوئی اور اپنا ہی اثر مفقود ہے اور درحقیقت بہت سے فرقوں کا اس میں رسوخ پانا ہی اس فساد کا موجب

ہوا۔ ہر ایک فریق نے اپنے مخالف کو نقصان پہنچانے کے لئے بہت اچھا موقع سمجھا اور وقت کو غنیمت جان کر خوب مل کے بھار نکالے۔ الحاصل اتفاق کے طے کے لیے بہت سے نئے اختلاف پیدا ہوئے۔ خلافت کیٹی اور جمعیت العلماء کا اعتبار جاتا رہا اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ وہ کونسی لفظی ہے جس نے گذشتہ زمانہ میں مدعیان اتحاد کو منزل مقصود تک نہ پہنچنے دیا تاکہ ہم اس سے اجتناب کریں اور حقیقی اتحاد سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اتفاق کا اصل الاصول

سب سے بڑی اصل ہم کو پیش نظر رکھنا تمام مسائل پر مقدم ہے وہ یہ غور کر لینا ہے اتفاق ممکن ہے اور ان کے جمع ہونے سے حسب مراد نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے اگر ہم بغیر غور نہ کیا اور اتفاق کی صدا اٹھاتے ہیں تو وہ بے سود ہوگی اور ہماری تمام کوششیں رائیگان جائیں گی۔ ہم دونوں میں منافات یا مضادیت نامہ ہوا ان کے جمع کرنے کی ہوس فحش اغلاط اور نا ممکن کو ممکن بنانے کی سعی ہے۔ ایک دو گھوڑوں کو ایک گاڑی میں جوڑ کر زیادہ وزن کھینچا جاسکتا ہے لیکن بکری اور بھیرے کو ایک جگہ جمع کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ چاول اور دال ملا کر ایک تیسری چیز بنائی جاسکتی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہر دو چیزیں مل کر تیسری چیز کے وجود کی مفید ہوتی ہیں اور ان دونوں کی ہستی تنہا جو فائدہ پہنچا سکتی تھی یہ مرکب اس سے زیادہ منافع ہو سکتا ہے۔ ایک جہاں مضادہ و منافات نہ ہوں وہاں یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور جہاں یہ ہو وہاں ایک ایک چیز تنہا جیسا کام دے سکتی ہے جمع کرنے سے وہ بھی باقی ہو جاتا ہے ایک خرمن کو آگ کے ساتھ جمع کیجئے تو ان دونوں کے ملنے سے کوئی کارآمد ہستی نہیں پیدا ہوگی بلکہ غلہ کی کارآمد ہستی بگڑ جائے گی اور وہ خاکستر ہو جائے

گا اس لئے ہمیں سب سے پہلے یہ تحقیق کر لینا ہے کہ جن دونوں کو ہم ملا رہے ہیں ان کا ملنا کوئی اچھا نتیجہ رکھتا ہے یا یہ ملاپ ان دونوں کی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی ہستی کو فنا کر ڈالنے والا ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ اتحاد میں بلند آہنگیوں کی گینٹ اور جمعیت العلماء کے جبری فاضلوں نے ہندوؤں سے وعاہدہ اتحاد کے حوا پر آیات پڑھنا شروع کر دیں۔ اور آیات قرآنیہ کو اپنے مدعا کیلئے بے عمل پیش کیا باوجودیکہ قرآن پاک میں صراحت تھی کہ یہ اتحاد ممکن نہیں اور اس کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں تباہ کن ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَاهَرَةٍ مِّنْ دُونِكُمْ** اسے ایمان والو اپنے عزیزوں کو راہزنہ بناؤ (کیا پاکیزہ اور کارآمد نصیحت تھی کاش ہم عمل کرتے ہلاک نہ ہوتے) **خَبَايَا** وہ تمہاری نقصان رسائی میں درگزر نہ کریں گے (ملاحظہ فرمائیجئے ایسا ہی ہوا) **وَدُّوا مَا عَنِتُّو** تمہاری ایذا رسائی ان کی آرزو ہے۔ (اب تو تحریر ہوا)

قَدْ بَدَأَ الْفِتْنَةَ مِنَّا وَهَمُّهُ ان کی دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہو چکی (یاد کرو گاندھی کا قول کہ ہندو بزدل نہ ہیں۔ اور یہ قول کہ ہندوؤں کا عقیدہ انگریزوں کی تلوار کے نیچے دبا ہوا ہے ورنہ گائے بزرگ شمشیر چھڑالی جاسکتی ہے) **وَمَا تَحْتَفِيْ سُدُوْرُ حُصُوْا** اگلبور۔ اور جو ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ اور بڑا ہے (اب دیکھئے جو اس وقت سینوں میں چھپی ہوئی تھی وہ کیسی بڑی مکی اب ہزار ہا مسلمانوں کا خون کر کر بھی سمجھ جاؤ **تَوَغَيْتُمْ**) **قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ** ہم نے تمہارے لئے نشانیاں واضح کر دیں اگر تم عقل کو دیکھو مگر اس وقت آپ کچھ نہ سمجھے ہندوؤں کی محبت ہی کے گیت گاتے رہے کہئے آپ عاتلوں میں تھے یا نادانوں میں اب تو عاقل بنو) **هَآ اَنْتُمْ اَوْلٰوْا تَحِبُّوْا مَعَهُمْ** یہ تو تم لو کہ ان سے محبت کرتے ہو (اور ان کی محبت میں اپنے حقیقی بھائی مسلمانوں کو چھوڑتے ہو اور دین اسلام کے شعار ترک کرتے ہو اور اپنے کو لادار و پندست تک کہہواتے ہو) **لَا يَخْلُوْا مَعَكُمْ** اور وہ تم سے محبت

نہیں کرتے (اب دیکھ لیا کہ قرآن پاک کا ارشاد کہ وہ نون کے پیاسے اور جان کے دشمن نکلتے) وَتَوَدُّونَ بَابِ كَيْدٍ حَالًا لَّكُمْ تَمَّ لُورِي كِتَابٍ بِرِأْيَانٍ رُكِّنْتُمْ هُوَ إِذَا أَقْبَضْتُمْ مَنَاقِبَهُ أَمْسَا فَرَادَا خَلَدُوا عَصَمُوا عَيْنَيْكُمْ أَفَوَيْلٌ مِنَ الْخِطَاءِ جب تم سے ملیں کہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب تنہائیوں میں جانیں تو تم پر غصہ سے پورے جہادیں۔ دیر چال اور بات نہ گئی ہے کہ اپنے آپ کو مومن بنا کر پھر تمہیں دھوکا دیں اور سننے میں کہ بعضے کفار نے اسی زمانہ میں ایسا کیا بھی) فَقَدْ مَوَدُّوا بِبَيْنِكُمْ
 (وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَذَا الشُّكْرِ) کہہ دیجئے کہ تم اپنے غصہ میں مرو اللہ دلوں کے بھید جانتے ہو دکاش مسلمان اس تعلیم الہی پر یقین کرتے تو بے شک ہندوؤں کی مراد پوری نہ ہوتی اور آج انہیں اپنے غصہ میں جل مرنا ہی نصیب ہوا) اِنْ تَحْسَبُوْنَ
 كَمَا تَقُولُوْنَ لَئِنْ رَحِمْنَا بَعْدَ مَمَرِنَا لَمَكُنَّا مِنَ الْمُحْضَرِّينَ اگر تمہیں بہتری چھو بھی جائے تو انہیں ناگوار ہو دو کیونکہ دنیا مصطفیٰ کمال پاشا کی کامیابی پر کسی ہندو نے دو کوڑی کا چراغ نہ جلا یا اور ظاہری صلح کاری کے طور پر بھی اظہار سرور گوارا نہ کیا مگر دیکھو کہ تین دن بعد سے یہ غصہ ابھرا۔ اگر تمہیں کوئی برائی پہنچے اُس سے خوش ہوں آج دیکھئے آپ کے پٹنے مارے جانے سزا پانے پر کس قدر خوشی منائی جا رہی ہیں۔

رہا ایک آیت میں یہ ارشاد فرمایا: وَتَوَدُّونَ بَابِ كَيْدٍ حَالًا لَّكُمْ تَمَّ لُورِي كِتَابٍ بِرِأْيَانٍ رُكِّنْتُمْ

تمنا ہے کہ ان کی ہر تم بھی کافر ہو جاؤ۔ دیکھئے شدھی کی سرگرمیاں کہیں بھی کسی خبر کو واقعات سے کچھ بھی لغات ہو اور کیوں کہ ہو سکتا ہے اللہ عظیم وغیرہ سے مگر انہوں مشرکین کو لوگ پیشوا بناتے رہے اور ان کی ہر بات کے سامنے سر نیاز بھجایا اور قرآن پاک کی آواز پر کان نہ رکھا ورنہ کیوں یہ روز بد دیکھتا نصیب ہوتا قرآن پاک نے بتا دیا تھا کہ کفار سے اتحاد و وداد ناممکن ہے اور ان پر اعتبار و اعتماد تباہی و بربادی کا سبب ہے تو اتحاد کی راہ میں یہ سخت غلطی تھی جس کی پاداش میں ان نتائج کا مرتب ہونا ناگزیر

تقابو آج سامنے ہے اب ثابت ہو گیا کہ اتحاد و اتفاق کی کوششوں میں کفار کے ملانے کا خیال ایسا ہی ہے جیسا روپی کے ساتھ آگ جمع کرنے کا ارادہ اس غلطی سے تو جو شیار ہونا چاہئے اور عقل درست ہو تو تجربہ کے بعد اب کبھی ایسی غلطیاں قتل نہ ہوں۔ حدیث شریف میں وارد ہوا: تَوَدُّونَ بَابِ كَيْدٍ حَالًا لَّكُمْ تَمَّ لُورِي كِتَابٍ بِرِأْيَانٍ رُكِّنْتُمْ مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا یعنی مومن کو ایک مرتبہ دھوکا کھانے کے بعد ایسی بیداری ہو جاتی چاہئے کہ پھر وہ اس قسم کی غلطی میں مبتلا نہ ہو۔

مختلف مذاہب اور مدعی اسلام فرقوں کے ساتھ اتحاد

اب یہ مسئلہ اور غور طلب ہے کہ جو فرقہ باطل اور باطل ہو ان میں بعض ان ہیں سے گمراہ ہیں بعض مرتد جو کفر کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں ان فرقوں کے ساتھ اتحاد کیا جانے یا نہ کیا جائے لوگ کہتے ہیں کہ ضرورت کا وقت ہے کفار کا مقابلہ ہے آپس کی مخالفتوں پر نظر نہ کرنا چاہئے۔ سب مل کر کوشش کریں۔ درحقیقت یہ بہت بڑی غلطی ہے اور حامیان اتفاق ہمیشہ اس کے مرتکب رہے ہیں اور اسی وجہ سے انہیں کبھی اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکی۔ شیعہ باہم متفق ہو جاتے ہیں اور ان کی آل اندیا کا انفرسین کام کرتی ہیں وہ اپنا شیرازہ درست کر لیتے ہیں اور اُس وقت سنی یا کسی اور فرقہ کی طرف نظر بھی نہیں کرتے بغیر مقلد متحد ہوتے ہیں ان کی آل اندیا الحمد للہ کافر نہیں قائم ہوتی ہیں وہ آپس میں نظم وارتباط کے رشتے مضبوط کرتے ہیں اور دوسرے کسی گروہ کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ دلو بندی و دلی اپنی جہتیں بنا کر اپنا کام کرتے ہیں۔ قادیانی باہم متحد ہو کر ایک مرکز پر مجتمع رہتے ہیں۔ یہ سب اپنے اپنے کام میں چمکتے اور اپنے نظام کو استوار کرنے میں مصروف ہیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں کسی کا سہارا نہیں دیتے لیکن ہمارے سنی حضرات جو بے غلہ تعداد میں تمام فرقوں کے مجموعہ سے قریب

قریب آٹھ گنے زیادہ ہیں نہ ان میں نظم ہے نہ ارتباط نہ کبھی ان کی کوئی آل انڈیا کانفرنس قائم ہوئی نہ اپنی شیرازہ بندی کا خیال آیا انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ہمت ہی نہیں اگر کبھی اپنی درستی کا خیال آیا تو اس سے پہلے اختیار نظر گئی اور یہ سمجھا کہ وہ شامل نہ ہونے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے باوجودیکہ اگر صرف یہی باہم متحد ہو جائیں اور چھ کروڑ کی جماعت میں نظم قائم ہو تو انہیں ان کی کچھ حاجت ہی نہیں بلکہ امت مسلمت ان کی شوکت دوسرے فرقوں کو ان کی طرف مائل ہونے پر مجبور کرے گی اور یہ اختلافات کی مصیبت سے بچ کر اپنے اتحاد و انتظام میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لیکن افسوس تمام پچھوٹے چھوٹے قلیل التعداد فرقوں نے اپنے اپنے حدود محفوظ کرنے اور اپنی شیرازہ بندی و اجتماع سے دنیا میں اپنی ہستی اور زندگی کا ثبوت دے دیا بغیر ملک میں ان کی آوازیں پہنچنے لگیں مگر ہمارے سنی حضرات کے دل میں جب کبھی اتفاق کی انگلیں پیدا ہوئیں تو انہیں اپنی سے پہلے مخالفت یا دوسرے ہجرات دن اسلام کی بجلی کے لئے بے چین ہیں اور سنیوں کی جماعت پر طرح طرح کے حملے کر کے اپنی تعداد بڑھانے کے لئے مضطرب اور مجبور ہیں۔ ہمارے برادران کی اس روش نے اتحاد و اتفاق کی تحریک کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا کیونکہ اگر وہ فرستے اپنے دلوں میں اتنی گنجائش رکھتے کہ سنیوں سے مل سکیں تو علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی تعمیر کر کے نیا فرقہ ہی کیوں بناتے اور مسلمانوں کے مخالفت ایک جماعت کیوں بناتے وہ تو حقیقتاً مل ہی نہیں سکتے اور صورت مل بھی جائیں تو عا کسی مطلب کے لئے ہوتا ہے جس کے حصول کے لئے ہر دم نیش زنی جاری رہتی ہے۔ اور اس کا انجام جدال و فساد ہی نکلتا ہے۔ یہ تو تازہ تجربہ ہے کہ خلافت کمیٹی کے ساتھ ایک جماعت جمعیت العلماء کے نام سے شامل ہوئی جس میں تقریباً سب کے سب یا بہت سے زیادہ واپسی اور غیر مقلد ہیں مگر یہی کوئی دوسرا شخص ہو تو ہوا اس جماعت نے خلافت کی تائید کو تو عنوان بنایا۔ حوام کے سامنے نمائش کے لئے تو یہ مقصد پیش کیا۔ مگر کام اہل سنت کے رواداران کی سبکی

کا انجام دیا اپنے مذہب کی ترویج اس پر وہ میرے پاس جناب مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدر جمعیت العلماء صوبہ بمبئی کا ایک خط آیا ہے جو انہوں نے مدارس کا دورہ فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ اس میں کہتے ہیں کہ واپسی اس صوبہ میں اس قومی روپیہ سے جو ترکوں کے دردناک حالات بیان کر کے وصول کیا گیا تھا اب تک دولہا تقویۃ اللہ بیان جہاں کچھ مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اب بتائیے کہ ان جماعتوں کا ملانا ننداؤں و دوسرے خیرین ہوا یا نہیں اپنے ہی روپیہ سے اپنے ہی مذہب کا نقصان ہوا۔ الغرض دوسرے فریقہ ہم سے کسی طرح نہیں مل سکتے ہیں تو وہ ہموکا ہے جس سے ہمیں اور ہمارے مذہب کو سخت محنت و نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہنا بڑا نقصان ہے کہ ان کی بدولت کروڑوں سنی چھوٹ جاتے ہیں جو ان کے شامل ہونے کی وجہ سے علیحدہ بہتے ہیں۔ مگر اب تک یہی رہا کہ سنیوں کی کثیر تعداد کو چھوڑا گیا اور ان مختلف فرقوں کے ملائے کی کوشش کی گئی جس میں مختلف قسم کے درندے ہیں کہ ان کے جمع کرنے سے بجز فتنہ اور فساد کے کچھ حاصل نہیں۔ اتفاق کی کوششوں میں ناکامی کا اصل ماز بھی ہے اور اسی وجہ سے حامیان اتحاد و سات کروڑ مسلمانوں کے اجتماع سے اب تک محروم رہے بشریعت ظاہر نے ان گراہ فرقوں کے ساتھ اتحاد کی اجازت نہیں دی بلکہ ان سے جدا رہنے اور اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلَيْبٌ وَمَنْ مِّنْ وَفَّقَ صَاحِبٌ بِذِيَّةٍ فَقَدْ آخَاكَ يَحْمِلُ هَذَا الْقَوْلَ جَمِيعَتُهُ كِي تَقْبِرَ كَرَسٍ وَهِيَ اسْلَامُ كِے دُعا نے پر مدد کرتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے لَا تَجَاوِزُوا هَذَا وَلَا تُشَاكِرُوهُ وَلَوْ أَجَلُكُمْ هُوَ۔ ان کے ساتھ مجالست و بریم نشینی نہ کرو زمان کے ساتھ مجالست و مشارکت کھانا پینا کرو۔ ایک اور حدیث میں ہے مَنْ جَا هَذَا هُوَ بِبَيْدِهِ قَبْلُ مَوْتٍ وَمَنْ جَا هَذَا هُوَ بِبَيْتِهِ لَمْ يَمُتْ مَوْتٍ وَمَنْ جَا هَذَا هُوَ بِقَلْبِهِ مَوْتٌ وَمَنْ جَا هَذَا هُوَ بِرَأْسِهِ مَوْتٌ وَمَنْ جَا هَذَا هُوَ بِرَأْسِهِ مَوْتٌ وَمَنْ جَا هَذَا هُوَ بِرَأْسِهِ مَوْتٌ۔ جس نے ان سے اپنے ہاتھ سے

جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنی زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے ماسوا راہی کے دائرہ برابر ایمان نہیں۔
قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: **لَقَدْ تَقَعَّدَ النَّبِيُّ لِكُرْسِيِّ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ مت جیو تفسیر احمدی میں ہے: **لَقَدْ تَقَعَّدَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** **لَقَدْ تَقَعَّدَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** مع **لَقَدْ تَقَعَّدَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ**۔
کہ قوم ظالم جو بحق فاسق ناجبر سب کو عام ہے اور سب کے ساتھ ہم نشینی ممنوع ہے۔
غلاوہ بریں صد ہا نعوض سے بھراحت ثابت ہے کہ فرق ضالہ اور مبتدع کے ساتھ اتفاق و ارتباط ممنوع و ناجائز ہے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرماتے کا وقت اسلام پر ایسا نازک وقت تھا کہ پھر ایسا نازک وقت قیامت تک کبھی نہ آئے گا خود حضور اقدس کی مفارقت آنا بڑا صدمہ تھا جس نے صحابہ میں تاب و تواس باقی نہ چھوڑی تھی شب و روز رونا اور بے قرار رہنا اُن کا معمول تھا استیلائے علم کی یہ کیفیت کہ رفقاء سامنے آئیں سلام کریں اور انہیں مطلق بخبر نہ ہو و ہمدرد دشمنان اسلام نے سمجھ لیا کہ اب وقت ہے وہ قین و سناں سنبھال کر تیار ہو گئے دنیا کے تمام کفار اسلام کے ساتھ عداوت کی موجیں مار رہے تھے دل سببوں میں رکھتے تھے غیظ و غضب میں آپ سے باہر ہو گئے اس وقت ایک جماعت نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اسلام نو عمر ہے اُس کے مربی پیشوا نہ ابھی پردہ فرمایا ہے۔ رفقاء علم سے یتیم ہیں دشمن شمشیر بکثرت میں اس سے بڑھ کر اور کیا نازک وقت ہو گا اُس وقت صدیق اکبر یا ایسی پر عمل نہیں کرتے کہ سب کو ملا لیں یا غلام کاروں پر صبر کر کے خاموش ہو جائیں اور دشمنوں کی قوت کے اندیشہ سے کسی سے کوئی باز پرس اور وارہ گیر نہ کریں۔ بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا جانشین اُس حالت سے ذرا مرعوب نہیں ہوتا اور نہایت ہمت و استقلال اور جرأت و شجاعت کے ساتھ اس قوم کے خلاف جہاد و قتال کا اعلان فرما دیتا ہے جس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا اس کا

یہ اثر ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قوم پر غلبہ حاصل ہونے کے ساتھ کفار پر بھی اقتدار حاصل ہوتا ہے اور خلیفہ رسول کا یہ استقلال ان کی ہمتیں توڑ دیتا ہے۔ آخر کار صحابہ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور واقعات ثابت کرتے ہیں کہ خلیفہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس فیصلہ میں حق پر ہیں تو کج مسلمان طاہرہ اور پیشوا کا اتباع چھوڑ کر ان کے خلاف راہ چل کر کس طرح منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں جس چیز کو شریعت نے ناجائز کیا اس سے کوئی فائدہ کیونکہ مقصود ہو سکتا ہے اور کوئی موانع مدعا ثبیہ کیے حاصل ہو سکتا ہے۔ لہذا اتفاق کی کوشش کے لئے ہمیں سب سے پہلے اس اصل اعظم کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ہمیں اہلسنت کے ساتھ اتفاق کرنا اور انہیں ایک رشتہ میں مربوط کر کے اُن کی مشترک قوت کو یکجا کر لینا ہے یہی جہاد مفید ہے اور خدا میسر کرے اور ہم اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو آج سات کروڑ مسلمانوں کی کثیر تعداد ایک متحدہ قوت نظر آئے اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرستے اس کی شوکت و قوت دیکھ کر خود اس میں ملنے کی کوشش کریں اور ہماری اکثریت انہیں مفسد از خیالات سے باز آنے پر مجبور کر دے۔ اور حقیقی اتحاد اور اُس کے نفیس برکات دنیا کی قوموں کو نظر آجائیں۔ اس لئے سب سے پہلے یہ اصل اعظم مد نظر ہونا چاہئے۔ اب میں اُن اختلافات پر بھی مختصری بحث کرنا چاہتا ہوں جن سے چشم پوشی کرنا اتفاق کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔

تفرقہ اقوام

مختلف مذاہب ملاکر ہرگز ایک نہیں کئے جاسکتے مذہبی جذبات کو بالکل نہیں۔ کسی قوم کا اپنے مذہبی خصوصیات و امتیازات کو آپ کے اتفاق پر خدا کر دینا بالکل ناممکن۔ ایسی ناممکن بات کہ لئے تو بلا کو ششیں کی گئیں وہ اختلافات جو مسلمانوں کے شیرازہ کو درہم برہم کرتا ہے اور جن کی بنیاد مجبور و معذور اور انسانیست و خود نمائی کی زمین میں رکھی

گئی ہے اس کو دور کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی گئی مسلمانوں کے درمیان
شریعت ظاہرہ نے عقائد و اعمال سے تو امتیاز قائم کیا ہے لیکن پیشہ اور حرفت و نسب
کو ذریعہ جہل نہیں بنایا، آج تک مسلمان جو بد مذہب بنے دین کا فرنگ کے لئے آغوش
محبت و عارفانہ ہے اپنے حقیقی بھائی سے ملنے کے لئے تیار نہیں اگر وہ بڑی محتاج ہے
یا کپڑا بٹن ہے تو مسلمانوں کو مختلف قوموں میں تقسیم کرنا اور انہیں حقارت و نفرت
کی لنگاہوں سے دیکھنا وہ سلام کریں تو تیوری میں ملی ڈالنا اتفاق کے لئے سم قائل ہے
اور جب تک یہ خصلت موجود ہے اس وقت تک اتفاق کی طبع سعی لا حاصل ہے۔
اسلام کی قدر کرنا ایک پیشہ اور حرفہ اور شان و صورت اور نسب و نام پر نظر ڈالنا ہے
صدق کبر رضى الله تعالى عنہ رومی جیسے کو بلال حبشی کے قدموں پر خاک کر دیتے ہیں اور سر
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں مکرر رسائی سے محروم رہتے ہیں جو عزیزوں کے ساتھ
بیٹھنے میں عداوت کرتے تھے مگر مسلمانوں نے ہندوستان میں آکر ہندوؤں کی خصلت اختیار کی جیسے
ان میں توئی تفرقت تھے۔ اور وہ چھوٹی قوموں کو کتوں سے زیادہ ذلیل جانتے ہیں۔ گناہ ان
کے چوکے میں اہائے نوح کا ناپاک زہر لگا کر چھوٹی قوم کا آدمی چمکے میں آنا دیکھ کر اس قابل
بھی نہیں کہ بیچ انہیں ہندوؤں کے سفر کے وقت دھوبی کا سامنے آنا ان کے اعتقاد میں سفر کی
ناکامی کی دلیل اور فال بد ہے اسی کی نقی مسلمان کر رہے ہیں کہ پابند شریعت و راسخ العقیدہ
مسلمان عزت و افلاس کی وجہ سے ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہیں ان کا نام کین رکھا جاتا
ہے۔ ان کو مجلس بکے بعض انسانی حقوق تک سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ان
نخوت شعار کا حق ان اسلامی بھائیوں کے دلوں پر نوک نشتر سے زیادہ المناک لگھاؤ کرتا
ہے ان کا دل اس بڑاؤ سے چٹھ جاتا ہے انہیں حق و ذیل دیکھتے ہیں وہ ان سے ٹوٹ جاتے ہیں
نیچوئے نکلتا ہے کہ ان کے دلوں میں ان کی ہمدردی نہیں رہتی قرآن پاک میں ارشاد ہوا
وَ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاهُ كُنْتُمْ فِي يَدَيْهِ اُولَئِكَ

تو ہمارا بڑا پرہیزگار ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا اِنَّ اَزْلَمَ لَكُمْ فِي الْاَمْنِ اَمْنُ
مِيسِرٍ اُولَئِكَ مِيسِرٌ دوست صرت پرہیزگار ہی ہیں۔ قرآن پاک تو پرہیزگاروں کو
اشرف اکرم خدا کا دوست اس کا ولی بتاتا ہے مگر آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ
خدا کے پرہیزگار متقی نیک بندوں کو ان کے حرفہ اور پیشہ کی وجہ سے کین اور ذلیل کہتے ہیں
اور فاسقوں فاجروں کو بدکاروں و ثلوث لینے اور سود کھانے والے ظالموں کو شریف
مان لیتے ہیں اقوام کے یہ تفرقہ اور امی حرفت کو حقارت کی نظر سے دیکھنا مسلمانوں کے اجتماع
و اتحاد کے لئے زہرِ بھال ہے اگر آپ اجتماع قوت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جماعتی طاقت
سے زبردست ہو کر دنیا کی قوموں میں عزت و وقار کی زندگی آپ کا مقصود ہے تو اپنے
چھوٹوں کو بڑھائیے۔ چھوٹوں کو عیسائیوں کو اکٹھا کیے۔ ہمدار ہر بھائی خواہ وہ کوئی پیشہ
کرتا ہو ہماری نگاہ میں دنیا کے تاجوروں سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے اس کو دیکھتے ہی
ہمارا چہرہ شگفتہ ہو جانا چاہئے یہ کس قدر افسوسناک ہے کہ ایک مسلمان کے پاس دوسری
قوم کا کوئی شخص آتا ہے تو وہ اس کا اکرام اور اکرام ہیں یہ مہمانداری کرتا ہے کہ اپنی جگہ اس کیلئے
چھوڑ دیتا ہے لیکن اگر ایک غریب مسلمان اس کے پاس پہنچتا ہے تو اس کو ان کی مجلس
میں ماریابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنی کو جو قوم اغیار سمجھتی جو اور اغیار کے ساتھ لگانوں
سے زیادہ سلوک کرتی ہو وہ کس طرح دنیا میں کامیاب زندگی بسر کر سکتی ہے۔ یہیں تو بہ
کرنا چاہئے اور اس منافرت کو جلد سے جلد دور کرنا چاہئے جو ہماری بربادی کا باعث
ہے اگر آپ اپنے چھوٹوں کو سینہ سے لگائیں گے تو آپ کو سراور آنکھوں پر بھنائیں گے
اگر آپ حق سے محبت کا برتاؤ کریں گے۔ تو وہ آپ پر دل و جان قربان کر دیں گے حزن اور
پیشہ کو ذلیل نہ سمجھو یہ ہماری کامیابی کا راز ہے۔ اگر آج ہم میں یہ بات نہ ہوتی تو ہم میں صد لگدا لگ
اور چوراپکے بھی نہ ہوتے۔ پیشہ کرنا عیب قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے شرم آتی ہے تو کوئی اور غلامی
کی زندگی اختیار کرتے ہیں تو کوئی اور خدمت گاری میر نہیں آتی تو چوری اور گداگری کے سوا چار ہی کیلئے ہے۔

خدا را ہوش میں آؤ اور تباہ کر ڈالنے والے عذر ترک کرو۔

باہمی سلوک

اس کے علاوہ مسلمانوں کے باہمی سلوک اس قدر خراب ہیں جو ان کا شیرازہ درست نہیں ہونے دیتے جو عنایتیں اور محبتیں اپنے بھائیوں کے ساتھ لازم تھیں وہ سب اختیار کے لئے بے منت حاضر ہیں دوسرے کی دعوت اور اپنے درگزر ایک ایسی چیز ہے جو کریم النفس آدمی کی بہترین خصلت شہادت کی جاتی ہے چھوٹی سی خطا دینے دوسرے کی غلطی یا زیادتی سے چشم پوشی کر کے انھوت و محبت کو محفوظ رکھنے اور غیظ و غضب کی آگ میں انس و محبت کا سرمایہ نہ بھونکے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسلمانوں میں یہ صفت نہیں ہے عفو و درگزر و فروگزاشت کی خصلت ان سے کہہ کر گئی ہے۔ ایسا نہیں یہ خصلتیں سب ہیں اور ضرور ہیں اور دنیا کی قوموں سے نام نہ ہیں لیکن بے عمل صرف ہوتی ہیں عفو و درگزر ہندوؤں کے ساتھ صرف کی جاتی ہے یہاں تک کہ خون معاف کر دینے جائیں لوٹ مار تاخت و تاراج سے چشم پوشی کر لی جاتی ہے اور حد سے گزر کر یہاں تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے کہ جوش محبت میں مذہبی حقوق سے دستبرداری کر لی جاتی ہے عدل ظلم کرتے ہیں اور یہ عاشق ناز بردار کی طرح اس کو خوش دلی سے برداشت کرتے ہیں اور اعلان کر دیتے ہیں کہ تم مجھے ظلم کر رہے ہو کہیں تم سے پھرنے والے نہیں ان کے لئے ان کی آغوش محبت دہی رہتی ہے لیکن حقیقی بھائی سے تم جاتے ہیں تو ایک پرنا سے پرچار انگشت زمین پر مقدم چل پڑتا ہے اور ہائی کو ہٹ سے ادھر ختم نہیں ہوتا کوئی اچھا بیت اس کو طے نہیں کر سکتی صد ہا نظریں ہیں کہ دو بھائی ایک درخت پر لڑے اور ریاست ہندوؤں کے پاس پہنچ گئی دونوں نادر ہو گئے مگر اب ریاست کی جگہ باہمی عداوت ہے دولت کھو چکے تو ہر ایک دوسرے کی آبرو کے درپے ہے خود کچھ نہیں کر سکتے

تو چاہتے ہیں کہ دوسروں ہی سے بھائی کو ذلیل کر دیں۔ اب ان اخبار کو جرأت ہوتی ہے۔ اور خود یہ بھائی صاحب بھی اخبار کی نظریں وہی حیثیت رکھتے ہیں۔ مال بھی گیا و دنوں کی آبرو بھی گئی اس طرح مسلمان اپنے سرمایہ اور اپنی آبرو کھو چکے ہیں۔ مگر انہوں کوئی تباہی موجب عبرت نہیں ہوتی۔ کوئی مصیبت بیدار نہیں کر سکتی اگر اتفاق کی خواہش ہے تو طبیعتوں کے طیش کم کیجئے سفید پر اختیار پیدا کر کے آپس میں درگزر اور فروگزاشت کی عادت ڈالیے اور اگر آپ کو اپنی طبیعت پر قابو نہ ہو تو اپنے معاملات و بندار مسلمانوں اور یاروں کے عالموں کو تفویض کیجئے اور ان کے فیصلہ پر کہ درحقیقت وہ مشروع مصلحت کا فیصلہ ہوگا ضمانت ہو جائیے اور نزاع ختم کر ڈالیے۔ مسلمانوں کی منازعت میں دوسرے مسلمانوں کو مصالحت کی انتہائی کوشش لازم ہے اگر دو مسلمان آپس میں لڑیں تو چاہئے کہ اس دروسے عمل کا غلط بے چین ہو جائے اور جب تک ان میں صلح نہ کرائے جہنم سے نہ بیٹھے۔

باہمی اصلاح کی تدبیر

نام کی پابندی کو جماعتوں میں حاضر ہوا اس سے تمہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ ملنے اور ان کے حالات دریافت کرنے کا موقع ملے گا اور باہمی محبت زیادہ ہوگی اس پر غور و خجماں میں یہ یاد رکھو کہ اگر عملہ کے کسی مسلمان کو دوسرے سے ادنیٰ شکایت ہو تو دوسرے مسلمان درمیان میں نہ مکر اس کو فوراً رفع کر دیں اور اس کے لئے اپنے تمام اثر کام میں لائیں۔ ہر مسلمان دوسرے کا غیر خواہ مدح ثنا گر بھی ہوا اور محتسب بھی اپنے بھائی کی ہر طرح حفاظت کرے دوسروں کی نظریں ذیل نہ ہونے دے کسی بری میں مبتلا پاسے تو پوری قوت سے بچائے اخلاق دباؤ اور محبت کی تاثیر وہ کام کرتی ہے جو سخت ترین سزاؤں سے نہیں نکل سکتا۔ سمجھانے کے لئے محبت کے لہجے اور خوشگوار طرز گفتگو کو اختیار کرو وہ انداز کلام بالکل ترک کرو جو دوسرے کو ناگوار ہو۔ تمہاری زبانیں شیریں ہوں۔ تمہاری باتیں پیاری ہوں تمہارا مزہ اعلیٰ

محبت پیدا کرنے والا نبی وہ تعلیم ہے جو اسلام دیتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے
 اَنْتُمْ مِّنْ سَلْبِ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَ قَلْبِهِ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ و
 السلام فرماتے ہیں مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچے دوسری
 حدیث شریف میں ارشاد فرمایا قُلْتُ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ حُبُّ النَّاسِ وَالْإِسْلَامُ
 وَالطَّعَامُ حضور سے دریافت کیا گیا اسلام کی شان کیا ہے فرمایا غرض کلامی اور
 میزبانی ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا اَنْ تَحُبَّ لِلنَّاسِ مَا تَحِبُّ
 لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لِهَمِّكَ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ یعنی فرائض ایمان میں سے ہے کہ تو
 اور لوگوں کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور دوسروں کے لئے گوارہ
 نہ کرے جو اپنے لئے گوارہ نہ ہو ایک اور حدیث میں وارد ہوا اَنْ تَلْقَ أَخَاكَ
 بِوَجْهِ طَلِيقٍ اپنے بھائی سے ملے تو کشادہ روی کے ساتھ اسلامی اخلاق
 پیدا کیجئے اس خوشبو میں بس جائیے تو آپ پھول کی طرح سرچڑھ جائیں گے
 اوریوں اتفاق کے خالی پیکر تھوڑی دیر کی واہ واہ اور زینت ہر دم کے سوا کچھ نفع نہیں دیتے۔

مساجد کی انجمنیں

اب ضرورت ہے کہ ہم مساجد کی جماعت کو اپنی بہترین انجمن سمجھیں اور اس میں
 شریک ہو کر آپس کی محبت بڑھائیں بتو وہ اخلاق پسندیدہ خصائص پیکر کے عملاً اتحاد و اتفاق
 کو نشوونما دیں۔ امام ہمارا صدر مجلس ہو تمام نمازی اراکین انجمن ہر تن واحد کے اعضاء کی
 طرح باہم مربوط اور ایک دوسرے کے ہمدرد و غمخوار اور معین و مددگار ہوں۔ اپنی
 درستی اور اپنے بھائیوں کی اعانت ہماری انجمن کا مقصد ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی شریعت
 کا لطف آجائے مسجدوں میں جماعتوں کے بعد اس پر غور کیا جائے کہ محلہ کا کون کون
 شخص نماز کے لئے حاضر نہیں ہوتا اس کو حاضر کرنے کی کوشش کی جائے اور محلہ کا ہر شخص

اس سے ملے اخلاق و محبت کے ساتھ مسجد میں حاضر نہ ہونے کا سبب دریافت کرے
 اور عدم حاضری اظہار افسوس کے ساتھ محبت آمیز لہجہ میں پابندی جماعت کی درخواست
 کرے اور یہ عمل جاری رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو پابندی کی توفیق دے مگر یہ
 ملحوظ رہنا چاہئے کہ اس ترغیب میں اپنی تعلی و تفوق اور اس کی حقارت کا پہلو نہ نکلتا ہو۔
 اماموں کی عنایت کی جائے۔ محلہ کے رہنے والے اپنی شادی و غمی کے کام باہمی مشورہ
 سے کریں۔ اور محلہ کا ہر شخص اخلاص کے ساتھ دوسرے کی شرکت و امداد کرے بغیبت
 اور بدگوئی کو کر دی جائے۔ مگر یہ ففاق و عداوت کی بنیاد ہے۔ ہر مسلمان اپنے مذہبی فرائض
 و ضروریات زندگی میں سب سے اہم و افضل سمجھے۔

انجیار کے ساتھ ہمارا برتاؤ

اس موقع پر میں یہ بھی صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ دیگر مذاہب مختلف فرقوں
 اور دوسرے دین والوں کے ساتھ ہمیں کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے۔ اس وقت ہمیں اپنی
 درستی اور اپنے تحفظ کی فکر و امن گیر ہے ہماری تمام کوششیں اسی امر پر مبذول ہیں کہ
 ہم اپنی گجڑی حالت کو بنالیں اور اپنی روز افزوں فلاکت کے سیلاب کو کسی طرح روکیں۔
 ہمیں جس طرح بھی ممکن ہو امن کی زندگی بسر کرنا چاہئے جھگڑے اور نزاع کا جس راہ میں
 خطرہ اور اندیشہ ہو اسی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ مسلمان اس سے غامی ہیں۔ خدا کا شکر
 جہاں تک مجھے علم ہے کہ اب تک مسلمان ہند کے ہر مقام پر امن کے عالمی رہے ہیں اور
 کہیں ان کی طرف سے خساد نہیں ہوا۔ واقعات پر سپہ رعایت راستے قائم کرنے والے ہند
 بھی اس سے متفق ہیں۔ گو بعض ہندو پرست لیڈر جن کی زبانی ہندوؤں کا خریدار ہوا پرہی ہے
 مسلمانوں کو بے وجہ مورد الزام قرار دے اور ان پر وہ غلط ویلے بنیاد الزام لگائے جو
 ہندوؤں نے سحر جی محلوں کے ساتھ تعلیمی اور زبانی محلوں کے طور پر مسلمانوں پر کئے ہیں اور جو بالکل

واقع کے خلاف اور محض بے اصل ہیں میں نے اپنے مقدمہ تک تحقیقات بھی کی اور فساد کے مقامات پر خود بھی اس عزم کے لئے گیا اور اپنے عزیز قائم مقاموں کو بھی بھیجا جہاں تک تعیش و تحقیق کے ذرائع میسر آ سکے جستجو کی گئی یہی ثابت ہوا کہ مسلمان جنگ کے لئے تیار نہیں تھے اور انہوں نے لڑائی نہیں لڑی۔ ہندوؤں نے پوری تیاری اور آمادگی کے ساتھ رائے اور مشورے کر کے ایک منتظم مقابلہ کی تیاری کے بعد مسلمانوں پر حملہ کیا اور چونکہ وہ کام ایک مشورت کے ساتھ ہوتا تھا ان کی مجلسیں اس کام کے لئے ایک وقت معین کر لیتی تھیں اسی وقت تمام شہر میں مختلف مقامات پر ہندوؤں کے محلے شروع ہو جاتے تھے اور ہر مسلمان مسلح اہم اور واجب القتل سمجھا جاتا تھا۔ مسافر بچے، عورتیں، بوڑھے کمزور، بہادری کی مشق کے لئے سوراؤں کے تیر ستم کا نشانہ ہیں۔ مسلمان ایسے اچانک حملوں کی مدافعت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لامحالہ مسلمانوں کو جانی مالی ہر طرح کے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہندو چونکہ پہلے سے تیاری میں ملے کرنے سے پہلے ہی قانونی کارروائی کرنے کے لئے ان کی ایک مستقل جماعت تیار رہتی ہے۔ وہ مارتے بھی ہیں اور مسلمانوں کو مقدمہ میں مانڈ بھی کرا لیتے ہیں۔ طبقہ لیڈران تو ان کا حق ملک ادا کرنا فرض ہی جانتا ہے اس کے علاوہ سودی فرض دباؤ میں پر ہیں وہ مسلمانوں کے خلاف جھوٹی شہادتیں دے کر مسلمانوں کو پھنسا یا کرتے ہیں ہندوؤں کے علاوہ ستم ایجاد و خونخواریوں کو مظلوم اور بے گناہ مظلوم مسلمانوں کو جفا کار ثابت کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں اور یہ ان کا قلمی ملہ ہوتا ہے ہندوؤں کی ہر ایک جماعت مسلمانوں کو ختم کر ڈالنے کے خیال میں وقف ہو گئی ہے۔ جسے لٹھ چلانا آتا ہے وہ لٹھ سے جو آتشیں اسلحہ رکھتا ہے وہ ان سے جو جھوٹی شہادت دے سکتا ہے وہ اپنی زبان سے جو حکام میں ہے وہ غلط بیانیوں اور جھوٹی شکایتوں سے قانون پیشہ مفت و کلاست سے اپنی قلم اور ایڈیٹر غلات واقع خبروں اور شورش انگیز مضمونوں سے ہندوؤں کی چیر و دستی اور سنگساری انتہا تک پہنچا دینا چاہتے ہیں اور اس کو اپنے مذہب کی واپل مذہب کی بہترین خدمت سمجھتے ہیں اسی مذہب کی جس

کی دوکان کا نمائشی سائن بورڈ اپنا (بے آزادی) ہے۔ مسلمانوں کا حکام رس طبقے کچھ ہندوؤں کے میل جل رعایت مروت سے کچھ ان کی اکثریت و قوت کے رعب سے کچھ اپنی مالی کمزوری سے ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کی تائید میں حکام تک بچے واقعات پہنچانے سے بالکل مجبور ہے۔ وہ عام مسلمانوں کے ساتھ اپنی بے تعلقی کا اظہار اور مصیبت ستم رسیدہ عزمیوں کے دعوہ کا بیان اپنے لئے خطرہ سمجھتا ہے۔ مسلمان دیکھ کر منت تو کیا مقدمات کی پیروی کریں کافی غمناک رہے کر بھی بے پروائی کر جاتے ہیں اور اپنی بد اعتدال سے ستم کش تباہ شدہ مسلمانوں کو اور زیادہ پریشان کرتے ہیں بعض کوئی صورت نہیں ہوتی کہ مسلمان قانون سے بھی فائدہ اٹھ سکیں اور حکومت کی حمایت بھی کچھ ان کے کام آ سکے ایسی مجبور قوم کیا لڑائی کا ارادہ کرے گی۔ اور کیا اس میں جنگ کی انگلیں پیدا ہوں گی اس کو ہندوستان کی رہنے والی تمام قومیں جانتی ہیں کہ فساد انگیزی میں مسلمانوں کا فدا بھی حصہ نہیں گو کہ ملک کے لیڈر (جو ہندو یا ہندو پرست ہیں) مظلوم اور پامال ستم مسلمانوں کو غمزدہ قرار دیں مگر حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ہر جگہ لڑائی کے موقعوں سے طرح دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کے تمام قیودار نہایت اطمینان کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں کوئی مسلمان کہیں مزاحم نہیں ہوتا۔ لیکن جب مسلمانوں کی کوئی تقریب آتی ہے تو ہندو جھگڑے پیدا کرنے کے لئے خلاف معمول نئی نئی رسمیں نکالتے اور شورشیں پھیلاتے ہیں۔ ہندوؤں کے معاہدہ کے سامنے مسلمان کہیں کوئی شورش و غوغا نہیں کرتے۔ ان کے کسی کام میں محل نہیں ہوتے لیکن مسجد کے سامنے سنگسار اور باجے بجاکر فساد کی بنیادیں پیدا کی جاتی ہیں۔ ان تمام واقعات سے یہ حقیقت ناقابل انکار ہو جاتی ہے کہ ان خونریزیوں میں مسلمانوں کا قصہ و ارادہ بالکل شامل نہیں ہے۔ یہ تو ہندوؤں کے جوش غضب کا نتیجہ ہے مگر اس کے باوجود میں پھر برادران اسلام سے یہی عرض کرتا ہوں کہ وہ امن پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور اپنے آپ کو جنگ سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔ اس وقت جنگ میں مصروف ہو جانا جاری قومی اور مذہبی

زندگی کے لئے نہایت خطرناک ہے ہیں جہاں تک ممکن تھا اور جس طرح ممکن ہو رہائی کے موقعوں سے طرح دینا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں اپنے جان مال دین ملت کے تحفظ کے لئے ان کی چالوں سے ہوشیار و آگاہ بھی رہنا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ دشمن موقع کی تاک میں ہے اور موقع مل جائے تو وہ ہمارے ساتھ کسی کرنے والی نہیں ہم اپنے آپ کو اسی موقع سے بچاتے رہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ زمانہ کی طرح دشمنوں پر اعتماد کیا جائے اپنی بگ آن کے ہاتھ میں دے دی جائے اپنی کشتی کا خدا مان کر اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں ڈالا جائے آنکھیں بند کر کے ان کی تقلید کرنے لگیں جس راہ وہ ہمیں چلیں ہم وہ راہ چل کر مرے ہوں ماضی قریب کی سیاسی جماعتوں اور کمیٹیوں کے اغواء سے مسلمان ان غلطیوں کا شکار ہو چکے ہیں جن کے نتائج آج یہ رونما ہو رہے ہیں کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے استیصال پر کمر باندھ لیا ہے کہیں مرتد کرنے کی کوششیں ہیں کہیں تیغ و تلنگ سے ملے ہیں کہیں قانونی لشکروں میں کسا جاتا ہے یہ سب اسی ہندو پرستی کا مددہ جو کچھ چار پانچ سال مسلمان کر چکے ہیں اب بہت احتیاط کرنا چاہئے کہ کبھی غلطی اس غلطی میں مبتلا نہ ہوں۔ کبھی اپنے امور ان کے اختیار میں نہ دیں جس طرح وہ مقابل ہو کر ہماری جان و مال عزت و آبرو دین و مذہب کو برباد کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ اعتماد حاصل کر کے دوستی کے پیرایہ میں ہمارے ہاتھوں سے ہم کو نقصان پہنچا دیتے ہیں کچھ دور میں جب مسلمان ہندوؤں پر اعتماد رکھتے تھے انہوں نے طرح طرح کے نقصان پہنچا کر ہماری قوتوں کو ممال کر دیا۔ اب ہمیں پھر اس دائروں میں نہ آنا چاہئے اس زیادہ نقصان ہمیں ان مسلم ناگت فروشنوں سے پہنچا ہر ہندو طبع ہندوؤں کے کا زندہ اور کارکن اور ان کی آواز ان کے ارگن تھے اور کٹھ پتلی کی طرح ان کے اشاروں پر ناپا کرتے تھے۔ ان کے جوش غضب و مسلم آزاری کے لئے یہ مسلمانوں پر پل جانوروں کے ہتھیار تھے جنہوں نے ہندوؤں کی کمٹیاں کا نذرانہ پر اٹھائیں پیشانیوں پر نقشے لگائے سیوا سنی کے پرستے لگوں میں ڈالے اپنے ناموں کے ساتھ

نڈت لالہ کھوایا۔ بے پکاریں ہندوؤں میں مٹ گئے یا یوں کہنے کہ ہندوؤں میں حلول کر گئے مجھوں میں اپنے مسلمان ہونے کا انکار کیا طرح طرح کی طرقات کی لیکن ہندوؤں سے ناجائز منفعت کی توقع میں اور ناپاک مال کے لالچ میں مسلم کشی پر کمر باندھی۔ اسلامی خصوصیات و امتیازات کو مٹایا۔ اسلامی شعائر سب کرنے کی کوششیں کیں بشرطہا نڈ جلیے دشمن اسلام کو دلی کی جامع مسجد میں منبر پر بٹھایا۔ وہاں اس کی تصویریں کھینچوائیں، گنگا جیوا کی سرزمین کو مقدس بتلایا اور مسلمانوں کو طرح طرح کے نقصان پہنچائے۔ مسلمان انہیں مسلمان سمجھتے تھے یقیناً اگر ہندو ان کا واسطہ اختیار نہ کرتے تو مسلمان ان کے جال میں نہ پھپھتے۔ ان پر اعتماد تھا ہندو مسلمان کی حمایت اور حرمین طیبین کی اعانت کے فائض مرثیے پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کو اپنی طرف سے خیر خواہی اسلام اور دولت کا یقین دلاتے اور ان کی نوا میں اعتبار حاصل کر کے ہندوؤں کی خواہشیں پوری کرتے رہے ایسے لوگ اگر نری دان طبقے کے بھی تھے علماء کی وضع بھی تعداد میں کثیر نظر آتی تھی کہاں تک مسلمان نہ پہنچتے اور فریب میں نہ آتے مگر بارے الہدائے وہ ظلم ٹوٹا اور اس مکر و خدش کے دامن فاش ہونے مسلمانوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ خیر خواہی کے مدعی دشمن دوست ناصتھے۔ اب مسلمانوں کے لئے اپنے آپ کو ایسے خود عزت ملت فروش مسلم کش دشمنوں سے بچنا نہایت اہم اور نہایت ضروری ہے۔ براہِ راست بہت حرم و احتیاط نہایت دائانی اور سیدار دماغی کا وقت ہے۔ اگر آپ نے غفلت کی سہل انگاری سے کام لیا ان دوست فادشمنوں کو پھر ایک مرتبہ موقع دیا اور ان کے ذریعہ سے ہندو سوداؤں کو پھر تم پر قسط پانے کا موقع مل گیا تو آئندہ پھر آپ کی حالت سرگرد اس قابل نہ رہے گی کہ اپنے آپ کو سنبھال سکو اور کسی قسم کی تہ تیغ و قتل نہیں ٹانڈہ پہنچا سکے اس لئے اس مصیبت عظمیٰ سے پہلے ہوشیار ہو دوست دشمن میں امتیاز کر دے اب موقع ہے کہیں اشارہ اور کلمہ پر اکتفا نہ کروں اور صاف کہہ دوں کہ تمہاری دشمن اور ہندوؤں کی کارکن جماعتیں خلافت کیٹی اور جمعیتہ العلماء ہیں مجھے ان کے کاناموں

کی تفصیل پر ایک مذہب سمجھ رہے۔ لیکن میں وہ تمام مکھوں تو طوالت ہو اور اخبار میں اصحاب اس سے خوب واقف بھی ہیں اس لئے اس اجمال پر اکتفا کرتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز کبھی ایسی جماعت پر اعتبار و اعتماد نہ کرو جو تم سے اسلام کی کوئی خصوصیت کوئی امتیاز کوئی اولیٰ رسم یا تبدل کوئی جائز شرعی عمرنی یا قانونی حق چھوڑنے کیلئے اشارہ بھی کرے الحذر الحذر

درہائے بوسہ جانے طلب میکنند اس دستان ان الفیات
والی اصل مسلمان ہندو اور ہندو پرستوں سے پرہیز کریں اپنے امور ان کے ہاتھ میں
مدیں اپنے آپ کو ان کی رائے کی سپرد نہ کریں رہنما نہ بنائیں ان کی مجالس
میں شرکت نہ کریں ان کی چکنی چڑھی باتوں اور درد اسلام کے دعاوی سے دھوکہ نہ کھائیں
حرفان چاک فتن سے بچیں

بھاگ ان پردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی بیچ ہی ڈالیں جو ریسف سا برادر ہوئے
ہندوؤں کے میلوں میں مذہبی رسوم میں کھیدوں تماشوں ساگوں میں جانے سے
احتراز اور پرہیز لازم سمجھیں اسی طرح ان کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب کریں۔
ہندوؤں کے شریک اور اخبار جو مسلمانوں اور ان کے مذہبی پیشواؤں اور اسلامی باوجود
کی بھروسے پر ہوتے ہیں ہرگز نہ دیکھیں کہ اُن کے دیکھنے سے رنج اور مدد اور طبیعت میں
اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا باقی جماعت میں جہاں تک وہ
اختلاف سے برتاؤ کریں ان کے ساتھ اطلاق برتا جائے مگر جہاں سے مذہب کی سرحد
شروع ہو اُس میں ہرگز نہ ہب والے سے کلام کیا جائے۔

ہندو حملہ آور ہوں تو کیا کرنا چاہئے

اسی سلسلہ میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ جہاں ہندوؤں میں حملے کی تیاریاں

پائی جائیں وہاں فوراً حکام کو مطلع کر کے فساد روکنے اور امن قائم رکھنے اور اپنی جان و مال کی حفاظت کی استدعا کی جائے۔

نیز یہ کوشش کی جائے کہ بازاروں اور سڑکوں میں گانے گانے اور باجے کے ساتھ ہر طرح منوع قمار یا ہانے خواہ وہ ہندوؤں کا ہو یا مسلمانوں کا۔ اگرچہ مسلمانوں کا کوئی جلوس دل آذر نظموں اور توہین آمیز گیتوں پر مشتمل نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ ہندوؤں کے جلوس جو آئے دن بھٹتے رہتے ہیں ان میں ایسی اشتعال انگیزیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم پر چاہئے ہیں کہ فتنہ کی بنیاد ہی قطع کی جائے۔ گو اس میں ہم پر بھی ایک پابندی عائد ہو۔

ہندو سنگٹھن

ہندو سنگٹھن اور مہاسبھا اور سبھا سمیتی کی جماعتیں جنہوں نے ملک کی فضا میں
شرافشاں کر کے جنگ و جدل کی آگ بھڑکا دی ہے اور ان کی وجہ سے ہم جالی اور بن
بہت سے نقصان اٹھانے لگے ہیں۔ اور ہماری امن خطرہ میں ڈال گئی ہے۔ ان کی کارگزاریوں
کو غور کی نظر سے دیکھ کر حسب موقع گورنمنٹ کو ان کے طرز عمل سے آگاہ کرتے رہنا چاہئے۔
اور کافی ثبوت ہم پہنچا کر گورنمنٹ سے چارہ جوئی کرنا۔ ہندو کثیر التعداد۔ کثیر المال حکومت
کے ایوان و دفاتر میں و خلیل و باریاب ہر جگہ انہیں کی کثرت وہی صاحب اسلحہ باوجود اس
کے وہ رات دن جن سرگرمیوں اور تیاریوں میں مصروف ہیں وہ ہمارے لئے سخت خطرہ
ہیں اور جب سے یہ تیاریاں شروع ہوئی ہیں ملک کی امن کس قدرہ کی حالت میں ہے گورنمنٹ
کو اس پر توجہ دلائی جائے۔ عرض واقعات پیش آنے سے پہلے مسلمان حکومت کو حالات سے
باخبر کریں اور اپنی حفاظت کی تدبیر رایت کریں۔ اگر کہیں حفاظت مقدم کی تدبیر کام نہ دیں اور دشمن
حملہ آور ہو جائے تو اُن کو شش اور کال جہد جہاد اور اتفاق کے ساتھ قانونی چارہ جوئی کر کے
ظالم کو سزا دلانا چاہئے۔ ایسی حالت میں ہندو اور ہندوؤں کے زیر اثر و کلام سے کام نہ لیا جائے

اور حکام کو واقعات کی اطلاع دینے میں پوری کوشش کی جائے۔ چوتھے برس نے مسلمان گھروں میں چھپ کر نہ بیٹھیں اور خواہی کے لئے حکومت کے دواخانہ پر نہیں۔

حکومت کا محکمہ تفتیش | حکومت کا محکمہ تفتیش بیشتر ہندو اور مسلمان افراد ہی پر مشتمل ہے اور ہندوؤں کی تعداد ہر صیفہ میں زیادہ

ہے اور وہ خواہ کسی صیفہ میں ہوں مذہبی اور قومی جذبات میں دوسرے ہندوؤں سے کچھ کم نہیں۔ ایسی حالت میں جب تفتیش فن کے ہاتھ میں ہوں تو انہیں ہمارے نقصان رسانی کے بہت سے موقع مل سکتے ہیں۔ اس کے لئے مسلمانوں کو ہر مقام پر خواہ وہاں ہندوؤں سے جنگ کا خطرہ ہو یا نہ ہو ایسے افراد کی ایک جماعت بنانا چاہئے جس کا حال چلن قابل اعتراض نہ ہو ذی وجاحت ہوں ہمدرد اسلام ہوں ہندوؤں کے قرض و غیرہ کا دباؤ ان پر نہ ہو جماعت تفتیش کنندہ کے نام سے موسوم ہو اس جماعت کا یہ فرض ہو کہ ہندو مسلمانوں کے ہر معاملہ میں فوراً پہنچے اور تفتیش کے وقت پولیس کے ساتھ رہ کر نگرانی کرے اور اپنے مقدر ملک واقعات کی اصل حقیقت دریافت کرنے میں پولیس کو مدد دے اور بہت داناؤں کے ساتھ تفتیش کنندوں کے کام پر غور کرے اور انہیں غلطی میں مبتلا ہونے سے بچائے اور مظلوم مسلمانوں کو جو عادات گھروں میں چھپ بیٹھا کرتے ہیں اور اس خوف سے کہ بدلی اور مالی نقصان اٹھانے کے بعد ہندوؤں کی چالاکوں سے ہیں قانون کا شکار بھی نہیں گے وہ چھپتے اور پختے پھر کرتے ہیں ایسے لوگوں کو قتل دے کر سامنے لانے اور ان سے ان کی حالتوں کا اظہار کرائے اور مقدمات میں نہایت خوبی کے ساتھ پیروی کرے۔ یہ انتظام ناگزیر ہے اگر یہ انتظام کر دیا گیا تو ممکن ہے کہ مسلمان ایک حد تک حریفوں کے ظلم سے محفوظ رہ سکیں۔ مسلمانو! بیدار ہو اپنے کام خود نبھالو اپنے آپ کو ہمسایہ قوم کی ہیر جی کے حوالہ نہ کرو خود اپنی حفاظت کی تیاری کرو۔ آخر خواب غفلت تباہ کیے۔

سوراج

آج کل سوراج کی تجویز درپیش ہے اور جس سبز باغ کی طمع میں مسلمانوں سے بہت نقصان اٹھائے ہیں وہ حقیقت ہندو راج ہے خدا نخواستہ اگر اس تمنا میں ہندو کامیاب ہو گئے تو یہ اسباب غاسر یہ مسلمانوں کے استیصال کی بنیاد ہے ابھی سوراج نہیں ملا ہے تو ہندوؤں کے ظلم و ستم کا یہ حال ہے کہ ہمیں جان و مال اور سب سے زیادہ عزیز اور پیارے مذہب کے لاسے پڑ رہے ہیں خدا نہ کرے سوراج مل گیا تو پھر ہندو مسلمانوں کو لقمہ ہی کر جائیں گے۔ واقعات نے پردہ کھول دیا ہے اس لئے میں اس ضمنی بحث کو صرف یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں کہ ہم سوراج کو مسلمانوں کے حق میں ایک تباہ کن مصیبت سمجھتے ہیں۔ اب میں مسلمانوں کی معاشرت کے متعلق اجمالی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

معاشرت

ہماری معاشرت اس وقت جیسی خراب ہے اور ہم جس نازک حالت کو پہنچ گئے ہیں وہ ظاہر ہے ہمارے پاس زمینیں نہیں رہی ہیں بلکہ وہ باش کیلئے مہو پڑے ایک بھی نہیں ہیں۔ مسلمان قبیلوں اور ضلعوں میں اکثر کرایہ کے مکانات میں رہتے ہیں اور جو کسی مکان کو اپنا مکان بناتے ہیں وہ مجازاً بناتے ہیں حقیقتاً وہ مکان کسی ہندو کا ہوتا ہے جو ابھی تک ان کے نام سے نوموسوم ہے لیکن فرضہ میں مکمل ہے اور ان کی استطاعت سے باہر ہے کہ اسے واگذاشت کر سکیں بہت نادر لوگ ہوں گے جو اس مصیبت میں گرفتار نہ ہوں۔ ملک میں ہماری ایک مسافر کرایہ دار کی سی حیثیت رہ گئی ہے۔ یہاں کی زمینوں سے ہماری ملک اٹھ چکی اسی وجہ سے اب ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ ان غلام ہندوؤں

کو ملک سے بدر کر دینا چاہئے جو نہ کسی حصہ زمین کے مالک ہیں۔ نہ معاش کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں اور بظاہر جو حصہ ہائے آبادی ان کے قبضہ میں ہیں قریب قریب ان کے برابر ہندوؤں کے سودی قرضے بھی ہیں تو اب ملک خالص ہندوؤں کا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ان خانہ بدوشوں کو اس ملک میں رہنے دیا جائے ہمارا ذریعہ معاش صرف نوکری اور غلامی ہے اور اس کی بھی حالت ہے کہ ہندو تو اب مسلمان کو ملازم رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ وہ بھی گورنمنٹی ملازمین ان کا حصول طویل اہل ہے اگر رات دن کی تنگ و دو اور ان ٹھاک کو ششوں سے کوئی معقول سفارش بھی پہنچی تو کہیں امیدواروں میں نام درج ہونے کی نوبت آتی ہے۔ برسوں بعد جگہ ملنے کی امید پر روزانہ خدمت مفت اٹھا لیا کر اگر بہت بلندی بہت ہونے اور قرض پر برسراوقات کر کے برسوں کے بعد کوئی ملازمت حاصل بھی کی تو اس وقت تک قرض کا اتنا بار ہو جاتا ہے جس کو ملازمت کی آمدنی سے ادا نہیں کر سکتے پھر ہندوؤں کی اکثریت کے باعث آنکھوں میں کھٹکتے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ گزارا کرنے کے لئے بھجوری ان کی خوشامد اور مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا پڑتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان اہل معاملہ مسلمان اہل کاروں کے غمناک شاکی ملتے ہیں۔ ہمیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہماری روزی نوکری میں مختصر ہے۔ ہمیں مرنے اور پیٹے سیکھنا چاہئیں اور حرفوں کے عیب ہونے کا خیال جو درحقیقت ہندوؤں کی صحبت کا اثر ہے اپنے دماغوں سے نکال ڈالنا چاہئے۔ اعلیٰ اہل کار ادنیٰ فروگزاشت پر درخواست بروکران شینہ کا محتاج ہو جاتا ہے اور اس کی متوسط حیثیت افسر کی ایک گردش چشم سے خاک میں مل جاتی ہے پھر وہ طرہ پر شکستہ مالی در بدر پھر کرتا ہے جو لوگ کل ملک اس کی عزت بکھوٹا دیتے تھے وہی اسے حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اب اس کی تمام قابلیتیں چھین چیں ہندو بیکار ہیں۔ زندگی وبال ہے۔ اولاد کی تربیت اس ناداری میں کیونکہ ہو سکے۔ خود تباہ اور نسل برابر لیکن اگر وہ پیشہ در پڑتا تو ان میں کوئی ہنر رکھتا تو اس طرح قحط نہ ہو جاتا نوکری گئی جلا سے

اس کا ذریعہ معاش اس کے ساتھ ہوتا۔ ہمیں نوکری کا تو خیال ہی چھوڑ دینا چاہئے نوکری کسی قوم کو مزاج ترقی تک نہیں پہنچا سکتی دستکاری اور پیٹے اور ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ یہ وہ دولت ہے جو دشمن بھی نہیں سکتا ہے نہ کہیں رہیں یا کمزور ہو سکتی ہے بے منت روزی کا ذریعہ ہے۔ جن قوموں کے ہاتھ میں کوئی حرفت یا پیشہ ہے وہ ان نوکری کرنے والوں سے بدرجہا بہتر زندگی بسر کرتے ہیں۔

دوسرا کام تجارت ہے جن کو ایک نامعلوم مدت سے مسلمانوں نے عیب قرار دے رکھا ہے حریف قوم تجارت ہی کی بدولت صاحب ثروت ہو گئی۔ آج ہماری زندگی کے ضروریات انہیں قوموں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے ہمیں اعلان جنگ دے دیا ہے۔ ہر قسم کی تجارت میں وہ وغیل ہیں اور مسلمانوں کی دولتیں روز بروز ان کے قبضے میں آتی چلی جاتی ہیں۔ ہر بڑی سے بڑی چیز ابتدا میں بہت چھوٹی ہوتی ہے اور وہ جلد بڑھ جاتی ہے مسلمان یہ خیال چھوڑ دیں کہ جب تک ہزار ہا روپیہ کا سرمایہ نہ ہو تجارت نہ کریں گے تھوڑے سرمایہ سے کام شروع کریں اور مستعدی دیکھ لیتی سے کرتے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں یہ چھوٹا کام ہی بڑھ کر بڑا ہو جائے گا۔ لیکن اکثر اپنی تحریروں میں تجارت پر زور دیتا ہوں کہی صاحبوں نے میری تحریک سے تجارت شروع کی ان کا سرمایہ نہایت قلیل تھا مگر اب مقبوضہ ہی دنوں میں انہوں نے اپنا کام بہت بڑھا لیا۔ روزانہ کے خرچ اس دوکان سے نکلتے ہیں اور دوکان میں بھی زیادہ کرتے جاتے ہیں۔ کچھ پس انداز بھی کر لیتے ہیں۔ جس قدر روپیہ لگایا تھا اس سے زیادہ مال اس وقت دوکان میں موجود ہے اتنا ہی دوسروں پر فرض ہے اور جو کھایا خرچ کیا وہ اندر نقد اس کے علاوہ ہے درحقیقت یہ خیال کہ اگر بڑا سرمایہ نہ ہو گا تو ہمارا کام چل ہی نہ سکے گا تجارت کے اصول سے ناواقف ہے۔ سرمایہ تو کم کو دیکھئے جو تجارت میں بہت ماہر ہے اور جس کا تجارت پیشہ ہو گیا ہے۔ ان میں اگر لاکھوں اور کروڑوں کے سرمایہ دار بھی ہیں تو ان میں وہ بھی ہیں جو زیادہ سے زیادہ آٹھ آٹھ لاکھ کے چنے یا سگریٹ

اور پان لے کر بچے پھرتے ہیں اور اس سے بھی کم حیثیت وہ ہیں جو لوگ چاٹ کے خولچے لٹکتے ہیں۔ ان کے سرمایہ پر نظر کیجئے اور پھر یہ دیکھئے کہ چاٹ بیچکر اپنے تمام کپڑے کی پردوش کرتے ہیں۔ مکان بناتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں بیماری اور موت کے خرچ اٹھاتے ہیں قری اور مذہبی کاموں میں دیتے ہیں اور غور سے دفن کے بعد متعول رقم پیدا کر کے دوکان لے بیٹھتے ہیں۔ ہم کیوں خواب غفلت میں ہیں، ہم پر کیا ادبا ہے، نوکری کی تلاش میں پریشان حال مارے پھریں، مگر گرجائے مگر تجارت نہ کریں، اگر سبزی پاس ہے بھی بیچتے تو سبز دقت کی شکل نکل آتی، پان چھاپے مگر ٹیٹ، دیا سلائی لے کر بھی بیٹھ جاتے تو کچھ نہ کچھ اچھا آتا اور دولت کے ساتھ دھکے کھانے سے بچتے۔

براہ راست اسلام پتہ ہمارے بزرگ تجارت کرتے تھے، تجارت عیب نہ سمجھ جاتی تھی، تم تجارت کرو اور مزدوریات زندگی کی تجارت کو کھانے پینے پہننے اور مزدورت کی چیزیں کبھی نہیں رکھیں سرمایہ کم ہو تو خوف نہ کرو، اللہ پر بھروسہ کر کے کام شروع کرو اور دوسرے مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی تجارت کو ترقی دینے میں مدد کریں، اس کی ہمت افزائی کا خیال رکھیں اس کی تجارت کو فروغ دینے کی کوشش کریں، سرمایہ دارا صاحب کسی اطمینان کے بعد معمولی نفع تجارت پر اس کو روپیہ دیں اگر وہ مزدورت سمجھتا ہو اور تجارت کو روپے کی مزدورت ہو، بہتر ہو کہ ہر مسلمان چند مسلمانوں کے مشورہ کے بعد اپنا کام شروع کرے اور میسر اپنی بہتر رائے سے اس کی مدد کریں، بیکار لوگوں کو چھوٹی چھوٹی تجارتیں شروع کرائی جائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے مسلمان ان سے خریداری کریں، سادگی جو مختلف صورتوں میں شب و روز آتے رہتے ہیں انہیں کو بھی تجارت کے ساتھ تجارت یا حرفت پر آمادہ کیا جائے اور وہ تیار ہو جائیں تو ان کو سوال سے روکا جائے اور مسلمان خود ان کے لئے ایک معمولی چندہ کریں جو ایسی ادنیٰ رقموں سے جمع کیا جائے جو معمولاً سائیکلوں اور دروزہ گروں کو دی جاتی ہیں پھر انہیں اپنی نگرانی میں کوئی کام کرایا جائے اور نگرانی رکھی جائے اس میں ہر طرح کی صورتیں پیش آئیں گی اور ہر قسم کے

آدمیوں سے فاسطہ بڑے گا مگر حق برداشت سے کام لے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

لکھے اور بیکار لوگوں کے لئے بھی شغل سوچے جائیں اور ان کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا کام تلاش کرنا چاہئے جو ان کی معاش کا ذریعہ ہو سکے بخلاف وہ مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا قبرستان کی خدمت یا نگرانی ہی ہو، ہر شخص کو یہ لازم کر لینا چاہئے کہ وہ اپنے کسب سے کچھ نہ کچھ زمین خریدے اور اپنے مسکن حاصل کرنے کے لئے شاذ و غنت اٹھائے، بلکہ اگر نانا سب نہ ہو تو بجائے دولت و مال، تعلیم ہند کے شادی کے وقت یہ دریافت کیا جائے کہ لڑکے نے اپنے کسب و غنت سے کتنی زمین خریدی ہے خواہ باپ نے کیسی کثیر جائیداد چھوڑی ہو مگر لڑکے کو اس وقت تک لائق نہ سمجھنا چاہئے جب تک وہ اپنے زور بازو سے کچھ پیدا نہ کرے ہاں باپ خواہ کیسے ہی غنی، دولت مند، مالگیر دار یا تاجروں مگر یہ مزدوری سمجھیں کہ پندرہ سال کے بعد لڑکے کو کوئی نہ کوئی معاش کا کام شروع کرادیں، اگر وہ تعلیم پاتا ہے تب بھی اس کے لئے ایسا کام ٹھیکہ یا تجارت تجویز کریں جس میں وقت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے تاکہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے ٹوکروا دے جو جائیں، برتن بچے کے لئے رند پیدائش سے ایک پیسہ میسر جمع کیا جائے تو سالانہ ہمارے حساب سے پندرہ سال میں پندرہ سو روپے چھ آنے ہو سکتے ہیں ابتدائی کام شروع کرنے کے لئے یہ رقم کچھ بڑی نہیں ہے، بہت سی تجارتیں ایسی ہیں جنہیں آدمی تعلیم کے ساتھ جاری رکھ سکتا ہے، ان میں وقت بہت کم صرف ہوتا ہے بچوں کی تجارتوں کی نگرانی والدین رکھیں اور انہیں والدین مدد دیں، بھائیوں کی تجارت مسنون و موجب ہرکت ہے مگر خدا جانے کیا معیبت ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان تجارت سے بالکل بیگانہ ہیں اس کے علاوہ ترقی کا دار و مدار تجارت پر ہے یہ بھی قابل غماز ہے کہ تجارت جلد ہی بھاگے لے بھی مزدوری ہے، ہماری زندگی کی ضروریات اختیار کے لحاظ سے ہیں ہمیں اس وجہ سے ہر وقت ان سے دنیا اور ان کی ناجائز خوشامد کٹنی پڑتی ہے اور

اندیشہ رہتا ہے کہ اگر وہ ہم سے خفا ہو گئے تو ہمارا کھانا پینا بند کر دیں گے چنانچہ کئی جگہ ایسا بھی ہو چکا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں سے عین دین ترک کر دیا۔ غدا ان کے ہاتھ میں تھا اب بجز جھوٹے سونے کے اور کیا صورت تھی۔ اگر ہمارا بھی اس تجارت میں دخل ہوتا تو وہ ہمیں اس طرح مجبور نہ کر سکتے۔

حیرت ہے کہ زمانہ کے انقلاب مسلمانوں کے لئے نازیبا نہ ہجرت نہیں ثابت ہوتے اور کسی مصیبت سے ان کی آنکھ نہیں کھلتی۔

برادرانِ ملت! فو کری اور طاز مست کے خیال چھوڑ کر تجارت پر ٹوٹ پڑو۔ تو دیکھو حضورؐ عرصہ میں تم کیا سونے پہلے ہو۔

مصارف

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے مصارف کم کرنے کی شب و روز فکر کرنی چاہئے اس سے یہ مدعا تو نہیں ہے کہ امور خیر بند کئے جائیں۔ اس کا تو وہی مشورہ دے گا جسے غیر سے مذہب ہو۔ مگر مقصد یہ ہے کہ فضول خرچ سے جو مسلمانوں کی امتیازی نسلت بن گیا ہے۔ بچو۔ اور جہاں تک ممکن ہو کم سے کم خرچ میں کام چلاؤ۔ بے اندازہ خرچ کے سامنے سلطنت بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ خرچ کم کرنے کے لئے جماعتی اثر سے بھی کام لو۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی شخص نے اپنے اولاد کی شادی کے لئے سودی قرض لے کر دعوت کی ہے اس کے یہاں شرکت کرو۔ دعوت نہ کھاؤ۔ تاکہ آئندہ پھر دوسرے کو اس کی جرأت نہ ہو۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ شادی اور بیاہ کے موقع پر برادری کے منتخب اشخاص یا اعزہ و اہل محلہ سے مشورہ کیا جائے کہ شادی کرنا ہے اس میں کتنا خرچ کیا جائے وہ اس شخص کی حیثیت اور اولاد اور خرچ کا حال معلوم کر کے اس کو اتنے طریق کی اجازت دیں جس کا برداشت کرنا اس کی موجودہ حالت سے دشوار نہ ہو اگر اس سے زیادہ خرچ کرے تو شرکت نہ کروں۔

روزمرہ کے خرچ ٹھکر کے محسوس ہائیں اس میں زیادہ فتنہ ہے گو بالفعل بکثرت تھوڑی نظر آئے۔ لیکن تماشے دیکھنا باطل موقوف کرو۔ نانک اور تعمیر وغیرہ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ ہوتی ہے ہاں جو دیکھ ملک میں ہندو مسلمانوں سے سہ چند زیادہ ہیں۔ یہ خصلتیں ہمیں برابر دکر رہی ہیں انہیں چھوڑا اور غور کر کے ہر فضول اور بے فائدہ کام میں مال ضائع کرنے سے بچو۔ اسراف کی حالت میں آمدنی خرچ کے لئے کافی نہیں ہوتی تو قرض لینا پڑتا ہے یوں قرض نہیں ملتا تو سود کی مصیبت اختیار کی جاتی ہے۔

سودی قرض

سودی قرض وہ بلا ہے جو بڑے وقت تو مال مفیت معلوم ہوتا ہے اور اس روپیہ کو آدمی بڑی بیداری سے خرچ کرتا ہے۔ لیکن وہ بہت جلد گھر بار نیلام کر کے محتاج بنا دیتا ہے۔ اس کی صدمہ نہیں بلکہ کروڑوں فطریں موجود ہیں۔ مسلمانوں میں فیصد پانچ آدمی مشکل سے ایسے نکلیں گے جنہیں قرض لینے سے احتیاط ہو امیر سے لے کر غریب تک ہر ایک اسی مصیبت میں گرفتار ہے۔ ہندوؤں کی یہی مولیٰ و گریاں اور فرقیان نکلتی رہتی ہیں اور مسلمانوں کے مال دشمنوں کے قبضے میں پہنچ کر اسلام کی مخالفت اور یزید گئی میں صرف ہوتے ہیں۔ ہندو وہاں سے خون چوس گئے اور ہم سوتے ہی رہے ہر شخص قرض لینے وقت پر یقین رکھتا ہے کہ وہ یہ قرض بہت جلد باسانی اپنی موجودہ آمدنی سے ادا کر دے گا۔ یا یہ وہم بندھ جاتا ہے کہ کوئی عزیز معمولی آمدنی غریب ہو جائے گی۔ بس فوراً یہ مدد پر ادا کر دیا جائے گا۔ بہت سے لوگ دست غریب کے ملل اور کمیا کے بھر دے جائیداد کھو بیٹھتے ہیں اور روزانہ کے بے شمار تجربوں سے یہ سبق حاصل نہیں کرتے کہ سودی قرض میں یہ نحوست ہے کہ ادا ہی نہیں ہوتا۔ آمدنی کم ہو جاتی ہے اور پھر اوکھ پٹ

کی دولت بخاری اُس کی عین تمنا ہوتی ہے۔ مگر ہم جو عزت و ثروت کی زندگی بسر کرتے تھے صاحبِ خدم و حشم تھے انہیں آج بدن چھپانے کو کپڑا میسر نہیں ان کے مرادوں مانگے ناز پروردہ نور نظر بھوک سے بید ہیں جن کے غلام بھی پیادہ نہ چلتے تھے ان کو آج چھوڑنا بھی میر نہیں۔ مگر سود خوار جو اس طرح کہنے کے کہنے تباہ کر کے گھرانے برباد کرتا ہے اور کبھی اُس کو ان کی مصیبت پر رحم نہیں آتا۔ اسلام نے یہ بے رحمانہ خصلت گوارا نہ فرمائی۔ اور سود خوار کی حرام کردی جس کی بدولت آدمی حرص میں اندھا ہو کر اپنے معزز و موثر بنی نوع کی دولت و سوائی اور دائمی تکلیف و مصیبت کا آرزو مند ہو جاتا ہے۔

غرض سود ایک عام مصیبت ہے جس نے ہمیں برباد کر دیا۔ اب ہمیں یہ بخود کرنا ہے کہ اس طوفان سے نجات حاصل کرنے کی کیا تدبیر ہے۔ بہت سے لیڈروں نے لکچر دینے چننے کے مگر کبھی یہ فکر نہ کی کہ مسلمانوں کو سود کی جاسے بچانے کی کوئی سیل نکالی جائے۔ اب جلد سے جلد ہمیں اس طرف متوجہ ہو جانا چاہئے۔

سود سے کس طرح نجات حاصل کی جائے

(۱) شریعت ظاہرہ کے دامنوں میں پناہ لو۔ اُس کے احکام کی تعمیل کرو جس میں سود کھانا ظلم ہے دمی اور غبن ناحق سے زیادہ سنگدل ہے۔ شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے اسی طرح سود دینا بھی اپنے نفس اور اپنے خاندان پر ظلم اور خود کشی کا مترادف ہے اُس کو بھی ایسا ہی حرام فرمایا ہے۔ اب تک اگر مسلمان اس حکم کی تعمیل نہ کر کے برباد ہوئے تو اب تو ہوش میں آئیں اور پہلی بربادیوں کا علاج یہ ہے کہ سود دینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور بھی تو یہ کریں کہ آئندہ خواہ کچھ بھی حال ہو مگر سودی قرض نہ لیں گے۔ ہر مصیبت برداشت کریں گے مگر سود کی مصیبت سے بچیں گے۔ تمام مسلمان چھوٹے بڑے امیر غریب سب اسی کا عہد کریں اور اگر کوئی اُس کے خلاف کرے اور سودی قرض لے اُس سے لین دین میں جمل ترک

خرچ پورا کرنے کے لئے سودی قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو آمدنی پہلے ہی کافی نہ تھی قرض کے بعد کس طرح کافی ہو سکتی ہے۔ آہ ہماری عقل کیا ہوئی جو ہمیں یہ بتائی کہ جو مصدق آج پوسے نہیں ہوتے جن کی وجہ سے قرض لیا جاتا ہے جائیدادِ نظام ہونے کے بعد کہاں سے پورے ہو کریں گے اُس وقت جو تدبیر کی جائے گی وہ آج کوئی جائے کہ آجائیداد بچ رہے اور ہم کل بیک مانگنے سے محفوظ رہیں۔ امنوس ہماری محبت کہاں جاتی رہی جو قرض خواہوں کے رسوا کن تھا غلوں اور دگرلوں اور گرفتاریوں اور نیک مولوں کی ذلتوں سے ہمیں بچاتی۔

سود خوار ہر نوعی سفاک قاتل سے زیادہ ظالم و بیرحم ہوتا ہے ہندوؤں نے بھی عجیب مزاج پایا جانوروں پر توڑا رحم ہے ان کے بچے معزز انسانوں کے خون گوارا ہیں جو فیڈوں کے بلوں میں شکر ڈالتے پھرتے ہیں مگر انسانوں کو سود کی کندھری سے نہایت سخت دلی کے ساتھ فوج کرتے ہیں کہتے تو یہ ہیں کہ یہ سب آہنسا ہے۔ ہمیں کسی کا شانا گوارا نہیں مگر ان کی بے رحمی کے مقابل قتل کا ظم کچھ وزن نہیں رکھتا۔ ایک قاتل ایک وار میں اپنے دشمن کو مار دیتا ہے وہ چند منٹ تکلیف اٹھا کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے چند روز اُس کے اعزہ غم اور سوگ کر کے خاموش ہو جاتے ہیں قاتل کا صفحہ بھی مٹ کر کے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور پھر اپنے دلی میں انصاف کر کے نادم ہوتا ہے اپنے ظم کے تصور سے خود بے قرار ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور ڈھونڈتا ہے کہ کسی طرح اپنے ظم کی غلامی کرنا مگر کوئی صورت ایسی اُس کے اختیار میں نہیں ہوتی تو اپنی زندگی کے دن اسی رنج و تسب میں نہایت بد مزہ گزارتا ہے اور بعض تو اس تلخ زندگی کو نہ برداشت کر کے خود کشی کر لیتے ہیں۔ بعض خود عاجز ہو کر حکومت کے سامنے اپنے جرم کا اقبال کہتے ہیں۔ لیکن بے رحم سود خوار کسی کے تمام برداشت کو نہیں دیکھ سکتا۔ ہر دولت مند کی دولت کو تباہ رہتا ہے اور جب تک اُس کا خاتمہ نہیں کر دیتا اُسے چین نہیں آتا ہے اُس کی تباہی و بربادی اُس کے خاندان اور گھنے کی بد حالی اُن کی نسلوں

کردیں۔ اس پر عمل کیا جائے تو تباہی کا سلسلہ تو ابھی منقطع ہو جائے اور آئندہ کے لئے تو اس مصیبت سے تو اطمینان ہو جائے کچھ دشوار نہیں ہے کیونکہ سودی قرض اسی کو مکتبہ جو اس سے زیادہ کی جائیداد کفول کر رہا ہے۔ یا زیور برتن وغیرہ رہن رکھتا ہے تو جو اتنا اثاثہ رکھتا ہو وہ سودی قرض نہ لے گا نیز فرحت کر ڈالے اگر ضرورت کے وقت ارزاں بھی فروخت کی تو وہ نقصان جنب بھی نہ ہوگا۔ جو سودی طوقان سے ہوتا ہے۔ اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ نام و نمود اور شان و شوکت عیش و عشرت کے لئے جو قرض لیتے ہیں انہیں تو اس سے باز رہنا آسان ہے لیکن جو آسانی ہلاکوں اور ناگہانی آفتوں سے مجبور ہو کر لیتے ہیں گو وہ بہت کم ہی ہجے۔ کیا کریں جائیداد فوراً فروخت نہیں ہو سکتی اور مصیبت فرصت نہیں دیتی مجبوری قرض لینا پڑتا ہے۔ اس کا ایک جواب تو یہی عرض کر چکا ہوں کہ زیور و جائیداد نکل جانے کے بعد جو کچھ وہ جب کر سکتے ہیں آج کریں۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے قرض حسن لیں اور اپنا کام چلائیں۔ حاجت پوری ہونے کے بعد تدریج یا میں طرح سہل ہو اس قرض کو ادا کریں ان کے احباب و اہل عیال و ان کی مصیبت رفع کرنے میں کافی امداد دیں اور ایک دوسرے کی دیکھ بھال اپنے ذاتی نفع کے لئے اپنا مقصد و تمکین۔ خود غرضی سے نہیں یہ نہایت بڑی مصلحت ہے۔

ذخیرہ قرض حسن (یا) اسلامی بیت المال

اب ہم اپنی اصلاح کے لئے مجبور ہیں کہ وقتی اور فوری ضرورت کے لئے کوئی ایسا ذخیرہ تیار رکھیں جو مصیبت کے وقت ہمارے کام آئے اور یہ قدر ضرورت قرض حسن دے سکے تاکہ ہمیں پھر کسی کافر کے سامنے ہاتھ پھیلائے کی ذلت و اٹھانی نہ پڑے اس کی چند تدبیریں ہیں۔ ایک یہ کہ ہم ذخیرہ قرض حسن جمع کریں اور اس کا طریقہ یہ ہے۔

(۱) ہر باکدار و خوش حال شخص جو کسی طرح اپنی ہمواریات کر لیتا ہے اگر وہ صاحب

اولاد ہے تو اپنی اولاد سے ایک لاکہ زیادہ قرض کرے اور اگر صاحب اولاد نہیں ہے تو قرض کرے کہ اس کے ایک فرزند ہے اور وہ نذر وہ اپنے اس قرضی فرزند کے نام سے حسب حیثیت دوکانے چار آنے پیسہ دو پیسہ جیسی گنجائش ہو ایک مفضل صندوق میں ڈال دیا کرے۔ چاہے مقدار کم ہو مگر ترک نہ ہو نذر ہو یہ عمل روزمرہ جاری ہے مگر صاحب اولاد جس قدر اپنی اولاد کا دیتا ہے اس سے کم اس صندوق میں نہ ڈالے اس طرح اگر ایک قصبہ میں بیس ہزار مسلمان ہیں اور ان میں بوڑھے بچے بیکار نادار چھوڑ کر کم سے کم چھ ہزار مان لئے جائیں اور قرض کیا جائے کہ ادنیٰ درجہ ایک پیسہ یا میرا اس ذخیرہ کے لئے جمع کرتے ہیں تو قریب چوراسے روپے یا میرا جمع ہونے لگیں اور ایک ماہ میں دو ہزار آٹھ سو بیس اور چھ بیسے میں سولہ ہزار نو سو بیس روپے ایک معمولی قصبہ میں جمع ہو جائیں اور کچھ دشواری ہو نہ بار بار تو اس صورت میں ہے جبکہ صرف ایک پیسہ یا میرا قرض کیا جائے اور حسب حیثیت جمع کیا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ہوگا اور یہ مقدار بھی اس قابل ہے کہ فوری اور وقتی مجبوریوں کے لئے مسلمان سودی قرض سے بچ سکیں اگر اس تدبیر پر عمل کیجئے تو آپ چھ بیسے میں اس قابل ہو سکتے ہیں کہ آپ کا کوئی بھائی نہاچیں کے سامنے ہاتھ پھیلائے کے لئے مجبور نہ ہو۔

(۲) شادی بیاہ، تقریبات، ہمانوں کے درود، عیدیں، شب بارات، محرم اعراس وغیرہ کے موقع پر جہاں آپ کو اپنی اولاد یا اعزہ اور مہمانوں کے لئے وسیع خرچ کر سکتے ہوتے ہیں۔ حسب حیثیت اس ذخیرہ کو بھی ایک لاکہ یا ہمان لگی برابر حصہ کیجئے اور اسی صندوق میں جمع رکھیے۔

(۳) سوداگر اپنی تجارتوں میں، مزدور اپنی مزدوریوں میں، حیر اپنے کرایہ میں ایک پیسہ روپیہ کے اوسط سے قومی ذخیرہ کے لئے وصول کریں اور امانت داری سے اس کو ذخیرہ میں جمع کر دیں اور لیتے وقت ہی اس کو اپنے مال کی قیمت یا مزدوری اور کرایہ کے دینے

سے علیحدہ رکھیں اور اس کو اپنے تصرف میں لانا سخت خیانت سمجھیں اس طریقہ سے بھی بہت کافی رقم جمع ہوگی۔ جن لوگوں کو یہ روپیہ قرض دیا جائے پہلے تحقیق کر لیا جائے کہ انہیں مجبور کرنے والی ضرورت درپیش ہے یا نہیں کی اور کوئی سیل ان کے پاس نہیں۔ پھر یہ روپیہ ایک پراسیوری رقم یا کوئی اور ایسی ٹکنونی تحریر لکھی کر دے دیا جائے جس کی رجسٹری بھی ضروری نہ ہو اور وہ بے سود جائز بھی ہو۔ اس روپیہ کی ادا کے لئے وہ طریقہ تجویز کیا جائے جس سے مستقر قرض باسانی وہ رقم ادا کر کے خواہ زیادہ مدت میں وعدہ کے مطابق رقم کی وصولی کی کوشش کی جائے لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ شخص فی الحال اس رقم کی ادا کے قابل نہیں ہے یا ادا سے سخت دشواری میں پڑ جائے گا تو اس کو مزید مہلت دی جائے کیونکہ درحقیقت یہ رقم اپنے بھائیوں کی اعانت ہی کیلئے ہے ہر گز ان اور ہر محلہ میں وہاں کے باشندوں کی ایک مجلس بنائی جائے جس کا نام انجمن قرض حسن ہو اس مجلس کے اراکین ایک مستند شخص کو انتخاب کر کے امین قرار دیں وہ اس روپیہ کو اپنے پاس جمع رکھے اور اس کا مکمل حساب اس کے پاس ہو اور ہر سہ ماہی آمد و خرچ سنایا کرے اس کے لئے چھ ماہ کا دن مقرر کیا جائے تو بہت بہتر۔ جب رقم دوسروں پر پیسہ تک پہنچ جائے تو اس کو کسی اطمینان کی جائے جمع کر دیا جائے اور اگر اہل محلہ کی یہی رائے ہو تو ابتدا ہی سے رقم کسی اطمینان کی جگہ خواہ بنک میں امانت رکھ دی جائے مگر اس طریق پر کہ اس کا وصول کرنا ہر وقت ممکن ہو۔

انجمن قرض حسن کے ممبران کا فرض ہے کہ وہ اس رقم کے جمع کرنے کی کوشش کریں اور ہر شخص سے روزانہ لے لیا کریں۔ خواہ وصول کا کام مسجد کے مؤذن یا امام صاحب کے سپرد کیا جائے یہ فرض کا سیلاب روکنے کی تدبیریں ہیں کہ جو شخص قرض سے تو بہ لیں اور مصارف کم اور مفروضات محدود کر کے بھی وہ کسی وجہ سے قرض لینے کے لئے مضطر ہوں ان کا کام نکال دیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے سودی قرض کا سلسلہ بند ہو۔ لیکن جو لوگ

مقروض ہیں اور رات دن سود کا بار ان پر بڑھتا چلا جاتا ہے وہ کیا کریں۔

ادائے قرض کی تدابیر

(۱) قرض معمولاً دیا ہی جب جاتاہے جب اس سے کئی گنی زیادہ قیمت کی جائیداد مکفول کرنی جاتی ہے یا زیور گروہیں کیا جاتاہے یا اور کسی چیز سے اطمینان کر دیا جاتا ہے۔ اب ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم فوراً اس چیز کو فروخت کر کے قرض کی یہ نحوست برحق ہے کہ وہ جب تک کل جائیداد فنا نہ ہو جائے ادا کرنا نہیں چاہتا اور باقی امیدوں کے بھروسہ پر قرض کا بار بڑھتا رہتا ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم باہمی تعلقات کے دباؤ سے اپنے بھائیوں پر اثر ڈالیں اور انہیں فوراً قرض ادا کر دینے پر مجبور کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہم انہیں چھوڑ دیں اور ان کے کسی حال میں ان کے ساتھ شرکت نہ کریں یہاں تک کہ وہ سودی قرض سے سبکدوشی حاصل کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس طرح بہت سے قرضوں سے نجات ہو جائے گی۔

(۲) گورنمنٹ سے استدعا کرنا چاہئے اور ہمارے ناکندے گورنمنٹ کے ایوان میں رہیں وہ سوال اٹھائیں کہ کیا سبب ہے جو سود کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی جس کے بعد وہ کبھی نہ بڑھے اور دائرہ کو اس حد سے آگے نہ بڑھ جائے۔ ایک رقم کا سود اس سے کئی ہزار گنا ہو سکتا ہے اور اس کو تالین نہیں روکتا۔ اسی وجہ سے ہزار ہا رئیس اپنی ریاستیں کھو کر ناداری کی ذلت میں گرفتار ہو رہے ہیں اور ان کی درونگاہ مالیتیں دیکھی نہیں جاتیں بشرطیکہ اہل معزز انسانوں کی یہ تبدیلی قابلِ رحم ہے اس لئے گورنمنٹ کو یہ طے کر دینا چاہئے کہ کسی حال میں سود کی ڈگری پچیس فیصدی سے زیادہ نہ دی جائے گی اور جس جائیداد پر قرض کی مقدار اس حد تک پہنچ جائے گی اس کے بعد وہ جائیداد اس قرض میں نیلام کر دی جائے گی یا صاحب جائیداد کہیں سے روپیہ ادا کرے خواہ اس کو یہ یاد دہری کوئی